بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

اردو۔گجراتی

جولائی 2022ء ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ

عالم اسلام، میمن برادری اور

بانٹوا میمن برادری کو

عیدالاضحیٰ مبارک ہو

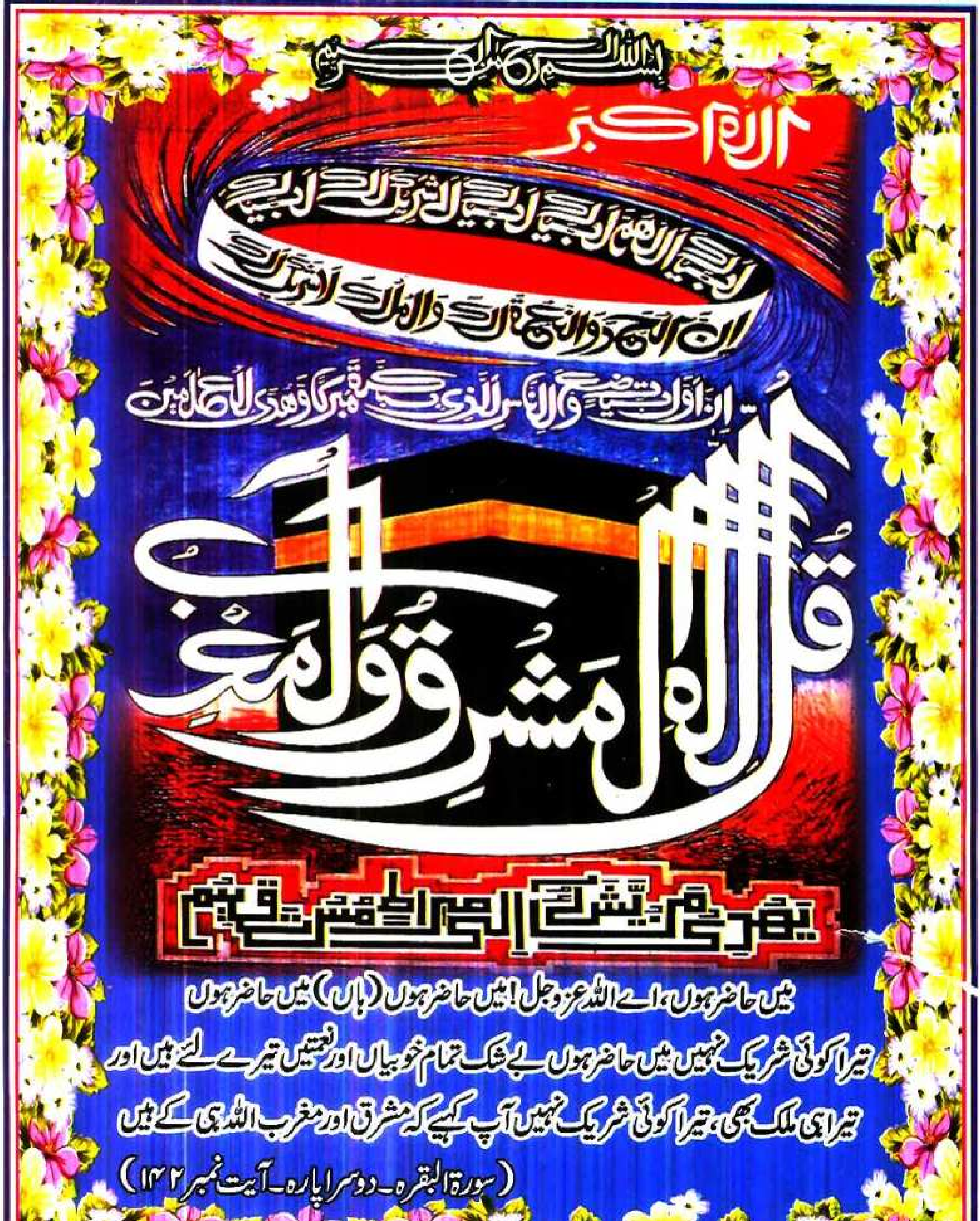
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ اکبر
لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک
ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک
ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وھدی للعالمین
قل للہ المشرق والمغرب
یھدی من یشاء الی صراط مستقیم
میں حاضر ہوں، اے اللہ عز وجل! میں حاضر ہوں (ہاں) میں حاضر ہوں
تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور
تیرا ہی ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں آپ کہیے کہ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں
(سورۃ البقرہ۔ دوسرا پارہ۔ آیت نمبر ۱۴۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ط

اور ہم نے اس گھر (کعبے) کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا

(سورۃ البقرہ ۔ آیت نمبر ۱۲۵)

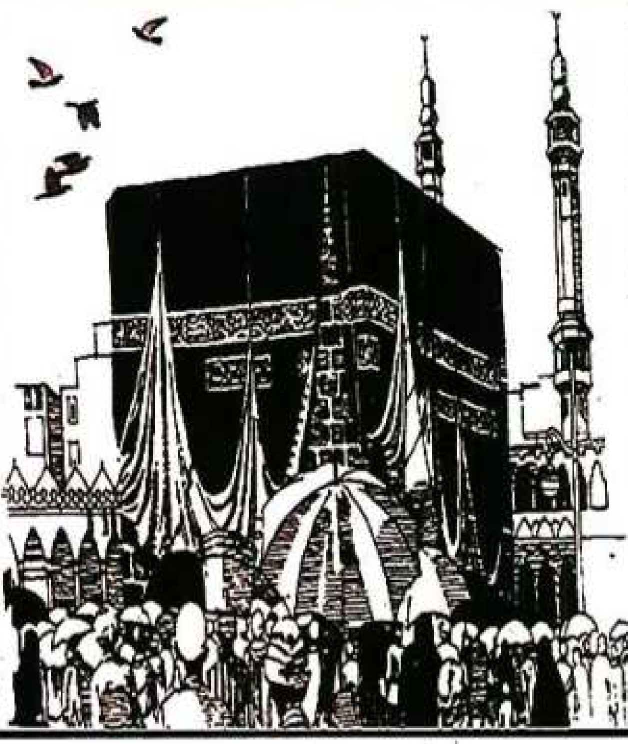

ارشاد باری تعالیٰ

☆ اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم پورے مومن رہے۔ (سورۂ آل عمران۔ آیت ۱۳۹)

☆ اور آپ ہم کو عطا فرمائیے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ (سورۂ المائدہ۔ آیت ۱۱۴)

☆ اور ناپ تول پورا کیا کرو انصاف کے ساتھ۔ ہم کسی شخص کو اس کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ (سورۂ انعام۔ آیت ۱۵۲)

☆ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچادے تو بجز اس کے اور کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں (بلکہ) وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے مبذول فرمائے اور وہ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے۔ (سورۂ یونس۔ آیت ۱۰۷)

☆ اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ (سورۂ یوسف۔ آیت ۸۷)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن پڑھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ (ابن ماجہ)

☆ بات چیت سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

☆ دانائی مومن کی گم شدہ پونجی ہے۔ (بخاری)

☆ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ)

☆ سادگی ایمان کی علامت ہے۔ (ابوداؤد)

☆ تم مومن ہو تو اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (البیہقی)

☆ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ ہمارے اچھے سلوک کا مستحق کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تیری ماں، پھر فرمایا تیری ماں پھر فرمایا تیری ماں۔ پھر فرمایا تیرا باپ۔ (متفق علیہ)

☆ اپنے کو حسد سے بچاؤ۔ (ابوداؤد)

☆ جو چپ رہا وہ نجات پا گیا۔ (ترمذی)

☆ وعدہ بھی ایک طرح کا قرض ہے۔ (ترمذی)

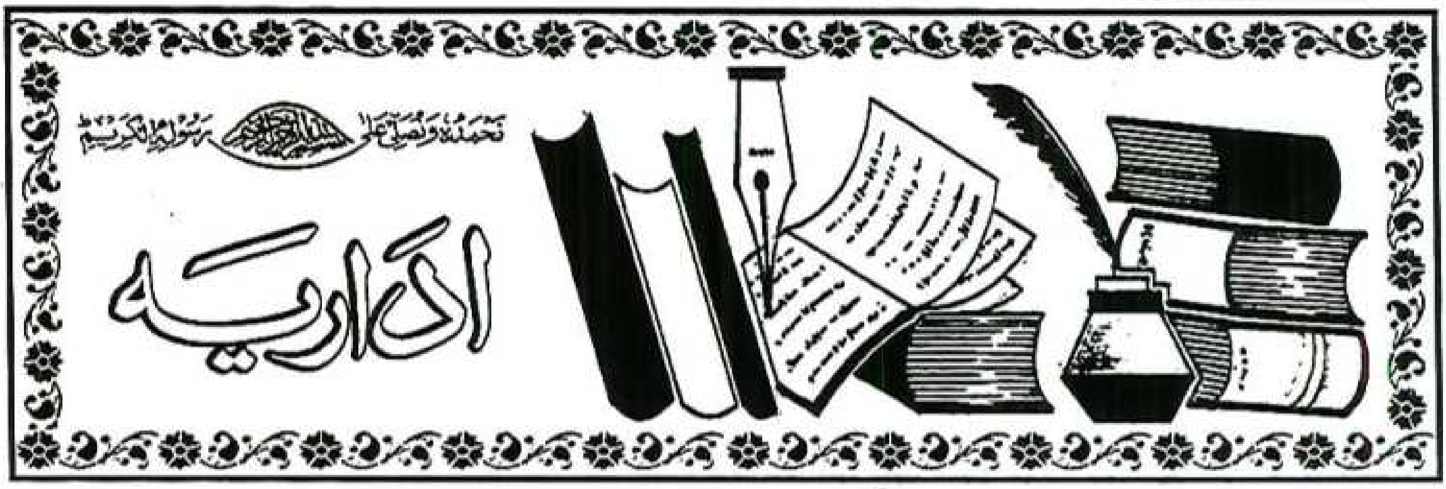

قربانی کا اصل مقصد

ہمارے لیے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں اور غور کریں کہ کیا واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات اور احساسات کی قربانی دے سکتے ہیں؟ کیا واقعتاً ہم اپنی محبوب ترین شے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرسکتے ہیں؟ کیا ہم اپنے ذاتی مفادات کو اللہ اور اس کے دین کے لیے قربان کرسکتے ہیں؟ اپنے دنیاوی تعلقات، اپنے رشتے اور اپنی محبتیں اللہ کے دین کی خاطر قربان کرسکتے ہیں؟ اگر ہم یہ سب کرسکتے ہیں تو عیدالاضحیٰ کے موقع پر یہ قربانی عمدہ ہوگی اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے کوئی ایثار کرنے کو تیار نہیں تو جانوروں کی یہ قربانی ایک دکھاوا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کو اپنے دل کو ٹٹولنا چاہیے کہ میں کہاں کھڑا ہوں۔ میری زندگی سنت ابراہیمی کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر تقویٰ ہے تو جانوروں کی قربانی بھی ہماری زندگی کے ساتھ ایک مطابقت رکھتی ہے۔ اگر نہیں ہے تو یہ سب بے کار ہے۔ قربانی کی اصل روح بھی ہمارے دلوں سے غائب ہو چکی ہے اور اب اس کی حیثیت بعض کے نزدیک ایک رسم کی ہے اور اکثر کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ایک قومی تہوار کی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال پندرہ بیس لاکھ سے بھی زائد کلمہ گو حج بیت اللہ کی سعادت کرتے ہیں اور بلا مبالغہ پورے کرہ ارض پر ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر کروڑوں جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے۔

Mr. Abdul Jabbar Biddu

لیکن وہ روح تقویٰ کہیں نظر نہیں آتی جس کی رسائی اللہ تک ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عقل و شعور کے ساتھ ہم میں اس بات کی طلب پیدا ہو اور ہم معلوم کریں کہ روح دین کیا ہے؟ روح قربانی کیا ہے؟ جس کا ایک نمونہ اور جس کی ایک یادگار ہم ہر سال جانوروں کی قربانیوں کی شکل میں مناتے ہیں۔ قربانی کا مقصد یہ نہیں کہ جانور کو ذبح کر کے صرف اس کا گوشت کھا لیا جائے۔ اسلام کے ہر اصول میں خاص خاص باتیں پنہاں ہیں۔ ہر عمل میں ایک مقصد چھپا ہوا ہے۔ قرآن پاک میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ تمہاری قربانی کا گوشت اور خون اللہ کے پاس

نہیں پہنچتا۔صرف تمہاری نیت اور اعمال پہنچتے ہیں۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ صرف جانور ذبح کرنے سے قربانی کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔بلکہ قربانی کا مقصد تو اس وقت پورا ہوتا ہے جبکہ انسان قربانی کے حقیقی مفہوم کو اپنی زندگی کا معمول بنا کر جذبہ قربانی کا عملی ثبوت پیش کرے۔

حقیقی قربانی کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت انسان مالی قربانی ادا کرے اور جسمانی قربانی کا وقت آئے تو جسمانی قربانی پیش کرے۔قربانی کے معنی صرف جانوروں کی قربانی نہیں بلکہ انسان میں جو برائیاں پنہاں ہیں ان برائیوں کو ترک کرنا بھی قربانی ہے۔عیدالاضحٰی کا مقصد ایثار کے عظیم عمل سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔یہ تاریخی دن بنی نوع انسان کے لیے ایثار سے بھرپور جذبات اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہونے کا دن ہے۔عیدالاضحٰی جسے عید قرباں بھی کہتے ہیں، راہ حق میں قربانی دینے کا دن ہے۔یہ دن ہمیں اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے جو رہتی دنیا تک مینارۂ ہدایت وارشاد نبی ﷺ رہے گی۔مسلمانوں کے لیے یہ عید قرباں ایک عظیم ایثار، اصول نوازی اور کردار کی انتہائی بلندی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔

ان قربانیوں کو جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔روشنی کے مینار کی طرح سامنے رکھیں تو ہمہ وقت ہدایت کا امکان پیدا ہوتا ہے۔آپ سب اس حقیقت سے اچھی طرح واقف وآگاہ ہیں کہ آپ کی اپنی بانٹوا میمن جماعت آپ سب لوگوں کی فلاح و بہبود اور بھلائی اور دادرسی کے لئے بہت سے کام کررہی ہے اور اس کی خدمات کو تعریف وتوصیف سے دیکھا جاتا ہے۔جو ہم سب کے لئے بے حد حوصلہ افزاء بات ہے۔ہم سب کی ہردلعزیز بانٹوا میمن جماعت نے آپ کے لئے زندگی کے مختلف شعبوں میں خدمات انجام دی ہیں اور اب تک دے رہی ہے۔مثلاً بانٹوا میمن جماعت تعلیمی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے کوشاں ہے اور غریب مستحق طالب علموں کو تعلیمی سپورٹ فراہم کررہی ہے۔انھیں اسکول کی فیس اور کتابیں دیتی ہے۔

اس کے علاوہ ہماری جماعت غریب اور مستحق بچیوں کی شادی کے سلسلے میں ان کے غریب والدین کو سپورٹ کرتی ہے انھیں شادی مدد فراہم کرتی ہے تاکہ ان کی بچیوں کے گھر آباد ہوسکیں۔اس کے ساتھ ساتھ ہم رہائشی (آبادکاری) معاملات میں بھی اپنے کمزور اور ضرورت مند لوگوں کی سپورٹ کررہے ہیں اور ان کے لئے رہائش کی فراہمی کو ممکن بناتے ہیں۔ان مذکورہ بالا تمام امور کے علاوہ اپنی جماعت بے شمار فلاحی اور رفاہی مخلصانہ خدمات بھی انجام دیتی ہے اور موجودہ آئندہ بھی ان سب گراں قدر خدمات کو بڑے پیمانے پر انجام دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔یہ تمام کام وہ ہیں جن پر اپنی جماعت کو ہر سال خطیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے یہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بانٹوا میمن برادری میں بڑے بڑے صاحب حیثیت لوگ اور مخیّر حضرات موجود ہیں جو دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ اور دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔انھی لوگوں کی وجہ سے ہمیں فنڈز اور عطیات ملتے ہیں۔

امید ہے کہ بانٹوا میمن جماعت کے مخیّر حضرات اور برادری کی معزز شخصیات بھرپور تعاون کرکے دردمندی کا ثبوت بھی دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کریں گے۔اس طرح آپ جماعت کے امور (کاموں) میں اس کا ہاتھ بٹائیں گے اور آپ کی جماعت آپ کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دے سکیں گے اور زندگی کے لگ بھگ ہر شعبے میں برادری کے ہر فرد کو سپورٹ (دادرسی) کرے گی۔انشاءاللہ تعالیٰ

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب

خلوص کیش

عبدالجبار علی محمد بدو

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

☆دنیا سے بے رغبتی دل اور روح کو حقیقی راحت دیتی ہے اور دنیا کی رغبت ومحبت زندگی میں رنج وغم کو بڑھاتی ہے۔(حضور اکرم ﷺ)

☆ایک دوسرے کے رزق پر نظر مت رکھو کیونکہ اللہ سے بہتر کوئی تقسیم نہیں کرسکتا۔(حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆اچھے سے اچھے پھول کی مہک بھی کچھ دن بعد ختم ہوجاتی ہے لیکن اچھے اخلاص اور اچھے سلوک کی مہک انسان کی موت کے بعد بھی رہتی ہے۔(حضرت عمر فاروقؓ)

☆نعمت کو غلط جگہ پر خرچ کرنا نعمت کی ناشکری ہے۔

(حضرت عثمان غنیؓ)

☆لوگوں سے یاد نہ کرنے کا شکوہ مت کر کیونکہ جو انسان اپنے رب کو بھول سکتا ہے وہ سب کو بھول سکتا ہے۔(حضرت علیؓ)

☆تم اپنی ہزار غلطیوں کے باوجود اپنے آپ سے محبت کرتے ہو لیکن دوسروں کی ایک غلطی کی وجہ سے ان سے نفرت کیوں کرنے لگ جاتے ہو یا تو خود غلطیاں کرنا چھوڑ دو یا دوسروں کو معاف کرنا سیکھ لو۔

(شیخ سعدیؒ)

☆سچے لوگوں کو غصہ جلدی آجاتا ہے، منافق لوگ منہ پر مسکراہٹ اور دل میں غصہ رکھتے ہیں۔(بقراط)

☆آنسو بہانے سے کوئی اپنا نہیں ہوتا جو اپنے ہوتے ہیں وہ رونے کہاں دیتے ہیں۔(سقراط)

☆اختلافات کے باوجود کسی سے احترام سے پیش آنا کمزوری نہیں بہترین تربیت اور خاندانی ہونے کی دلیل ہے۔(خلیل جبران)

☆زندگی کو ہمیشہ مسکرا کر گزارو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ یہ کتنی باقی ہے۔(ارسطو)

☆اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوش اور خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی پوری توجہ لوگوں بالخصوص غریب طبقے کی فلاح و بہبود پر مرکوز کرنی پڑے گی۔(قائداعظم محمد علی جناح)

☆دنیا کے کبھی لوگ خوبصورت ہیں بدصورتی تو ہمارے رویوں اور سوچ میں ہے۔(علامہ اقبال)

☆جاہل کے لئے سب سے اچھی بات خاموشی ہے۔(بطلیموس)

☆جب آپ کے ہاتھ میں پیسہ ہوتا ہے تو صرف آپ بھولتے ہیں کہ آپ کون ہیں لیکن جب آپ کے ہاتھ خالی ہوتے ہیں تو دنیا بھول جاتی ہے کہ آپ کون ہیں۔(بل گیٹس)

☆نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ذہنی سکون ہے۔ان لوگوں سے ہمیشہ دور رہیں جو آپ کے ذہنی سکون کو تباہ کرتے ہیں۔

(ٹاس براون)

☆صرف ایک شخص ہی تمہیں کامیاب کرسکتا ہے اور وہ ہو تم خود۔

(شیکسپیئر)

☆اپنی سماجی زندگی میں ہم لوگ زخموں پر نمک چھڑکنے کا ہنر تو بخوبی سیکھ جاتے ہیں لیکن دکھ بانٹنے کا سلیقہ نہیں سیکھ پاتے۔(آرتھر)

☆تجسس ذہین لوگوں کی ایک مستقل خوبی ہے۔(سموئیل جانسن)

حمد باری تعالیٰ

حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کو

غش آگیا کلیم سے مشتاق دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

نعت ﷺ

حضرت مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی

زمیں و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین و فلک سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوں دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

دُعا

آئیے ہم سب مل کر یہ دعا کریں:

اے اللہ تعالیٰ! تو نے ہمیں اپنی رحمتوں، برکتوں، نوازشوں اور بیش بہا نعمتوں سے بانٹوا میمن برادری کو نوازا ہے۔ ہم سب تیرا شکر بجالاتے ہیں۔ تیری مدد اور رہنمائی چاہتے ہیں۔

یا اللہ تو اپنے پیارے حبیب حضور اکرم ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرما، آپس میں بھائی چارہ، اتفاق واتحاد میں برکت عطا فرما، بانٹوا میمن جماعت کے تمام افراد کو ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار کر (آمین)

تو آج بھی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیشہ روشنی بن کر ہماری رہنمائی کر تو ہمارا بھی خواہ ہے تو ہماری قوت بن جا۔۔۔۔ ہمیں ہمت وطاقت عطا فرما۔۔۔ ہمیں گناہوں سے پاک کر۔

اے اللہ! اس صدی کو ہمارے لیے روحانی ترقی کی صدی بنادے۔ اس وقت کو ہمارے لیے ایسا کردے کہ ہم تیری ہر آن اور ہر ساعت میں تیری نعمتوں اور برکتوں کا استقبال تیری نعمتوں کا شکر ادا کرسکیں۔ تیرے فضل کے امیدوار بن کر رہیں۔ آنے والا وقت محبت، پیار اور امن کا وقت ہو۔ ہم دوسروں کو غیر مشروط طور پر معافی دیں اور ہم سب مل کر اچھائی، نیکی اور بھلائی کے کاموں کو فروغ دیں۔

یا اللہ! تو آج بھی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رہنا۔ (آمین ثمہ آمین)

آپ کی خیر خواہ

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

معاشرے میں فلاح وبہبود اور خدمت خلق کے نیک کام کرنے والوں کا بلند مرتبہ

شیخ سعدیؒ شیرازی کا ایک شعر ہے:

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس انسان نے خلق کی خدمت کو اپنا شعار بنایا وہ آخر کار انسانوں کی نگاہ میں عزت اور بلند مرتبے کا حقدار ہوگیا۔ خدمت کرنے والوں کو لوگ بالآخر معاشرے میں بلند مرتبہ دیتے ہیں اور وہ مخدوم، مربی اور محسن کے زمرے میں آجاتا ہے۔ لیکن جس انسان نے خود اپنے کو دیکھنا شروع کردیا، خود اپنی خدمت کرنی شروع کردی وہ محروم ہوگیا۔ سربلندی سے اور سرفرازی سے مخلوق کی بے لوث خدمت کرنا انسانی اخلاق کا نہایت اعلیٰ جوہر ہے جو انسان مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مرتبہ اور درجہ بہت بلند ہے۔ اس لئے ہمیں خدمت گزار لوگوں کی قدر کرنی چاہیئے جو انسانوں (انسانیت) کی خدمت کرتے ہیں۔

بشکریہ : ملک کے ممتاز دانشور حکیم محمد سعید (شہید) کی ایک فکر انگیز تحریر جو "عبدالستار آدم" کے یادگاری مجلّے ۱۹۷۸ء کو دیئے گئے پیغام سے اقتباس

پوری برادری کو عید قرباں کی خوشیاں مبارک ہوں

باٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے عہدیداران کی جانب سے پوری باٹوا میمن برادری،

میمن برادری اور عالم اسلام کو

عید الاضحیٰ

کی تہہ دل سے پرخلوص مبارک باد

☆ جناب محمد حنیف حاجی قاسم پچھیارا (کھانانی) ——— صدر

☆ جناب نجیب عبد العزیز بالاگام والا ——— سینئر نائب صدر اول

☆ جناب محمد یونس عبد الستار بگسرا ——— سینئر نائب صدر دوم

☆ جناب محمد اعجاز رحمت اللہ بھرم چاری ——— جونیئر نائب صدر اول

☆ جناب سکندر محمد صدیق اگر ——— جونیئر نائب صدر دوم

☆ جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا ——— اعزازی جنرل سیکریٹری

☆ جناب فیصل محمد یعقوب دیوان ——— جوائنٹ سیکریٹری اول

☆ جناب محمد شہزادا یم ہارون کوٹھاری ——— جوائنٹ سیکریٹری دوم

سنت ابراہیمی کی عظیم یادگار

قربانی کی عظمت واہمیت

قربِ الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کا عظیم مظہر

تحریر: جناب محمد حنیف اللہ والا ایڈووکیٹ

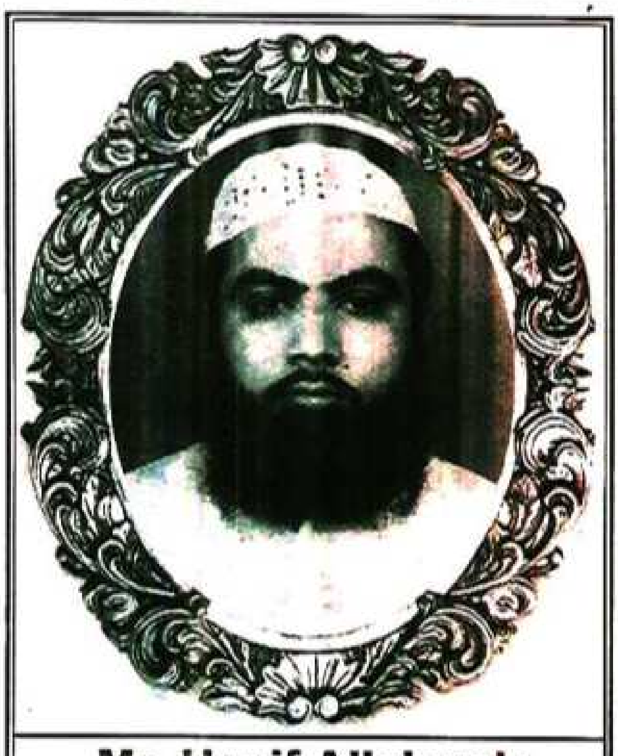

Mr. Hanif Allahwala

قربانی کا لفظ اصطلاحی معنوں میں صرف اس ذبیحہ کے لئے بولا جاتا ہے جو عید الاضحیٰ اور قربانی کے موقع پر قربان کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ لفظ صرف قربانی کے جانور کے ذبح کرنے کے متعلق ہے۔ قرآن پاک میں اکثر مقامات پر قربانی کا ذکر موجود ہے لیکن اس کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور قرآن کے ان الفاظ سے مراد قربانی ہی ہے۔

سورۂ آل عمران، سورۃ المائدہ، سورۃ الاحقاف میں قربانی کے لئے قربان کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنیٰ اللہ کے قرب کے لئے جان نثاری ہے۔ اس کے علاوہ اسی قربانی کے لئے عربی زبان میں ''نسک'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے اور قرآن پاک میں یہ لفظ قربانی کے لئے تین مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ ان کے علاوہ قربانی کے لئے قرآن پاک میں ''النحر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، بہرکیف اس قسم کے الفاظ سے مراد وہ قربانی ہے، جو عید الاضحیٰ کے موقع پر کی جاتی ہے۔ بظاہر تو ہم اس قربانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانور ذبح کرتے ہیں، لیکن ہمارا یہ عمل اللہ کے حضور قبول ہوتا ہے۔ ہماری نیت اللہ جانتا ہے اور جانور کے ذبح سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ جس طرح جانور اللہ کی راہ میں ذبح ہوگیا اور اس نے مالک کی تسلیم ورضا کو مدنظر رکھا، ایسے ہی اللہ کے بندے بھی اللہ کی راہ میں ہروقت اپنے مال وجان کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔

قرآن کے علاوہ احادیث نبوی ﷺ میں قربانی کے لئے ''اضحیہ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے،

اس سے مراد بھی اس جانور کی قربانی ہے جو عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں قربانی کے حکم کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''پس نماز پڑھو اور اپنے رب کے لیے قربانی کرو۔''

حدیث کی مشہور کتاب، سنن ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے سلسلے میں صحابہؓ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارا باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔''

صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔''

لوگوں نے کہا، اون کا کیا حکم ہے؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث سے جہاں قربانی کے حکم کی وضاحت ہوگئی، وہیں اس کے اجر و ثواب کے بارے میں بھی یہ معلوم ہوا کہ قربانی معمولی نوعیت کا عمل نہیں، بلکہ اس میں غیر معمولی اجر و ثواب ہے۔ قربانی کے جانور کے جسم پر ہزاروں لاکھوں بال ہوتے ہیں، جن کا شمار انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قربانی کرنے سے بے شمار اور ان گنت نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں، جیسے قربانی کے جانور کے جسم پر موجود بالوں کی تعداد کا اندازہ کرنا مشکل ہے، ایسے ہی قربانی کے بدلے ملنے والا اجر بھی

انسانی ذہن کے احاطے سے باہر ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ قربانی صرف اور صرف اللہ کی رضا جوئی کے لئے کی جائے، کسی دنیاوی نفع، نمود ونمائش، عید پر وافر گوشت کے حصول اور دیگر بنیادی منافع واغراض کی خاطر نہ ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قربانی کے دن (عید کے روز) اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے زیادہ مسلمان کا اور کوئی عمل پسند نہیں۔''

قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت پا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔

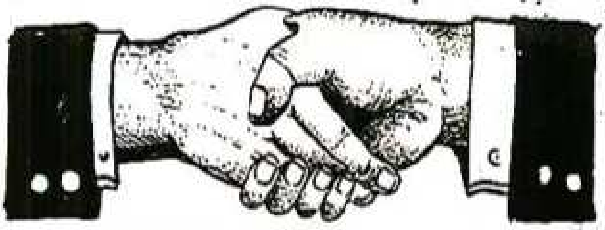

پہلی سافٹ ویئر کمپنی مائیکروسافٹ

Bill Gates

استاد نے اسے گھور کر دیکھا اور شدید غصے میں بولا: ''بل! تم میری بات کان کھول کر سن لو، تم زندگی میں زیادہ سے زیادہ ٹرک ڈرائیور بن سکتے ہو۔'' پوری کلاس نے قہقہہ لگایا اور وہ تھکے تھکے قدموں سے باہر نکل گیا۔ یہ ہارورڈ یونیورسٹی میں اس کا آخری دن تھا۔ اسے کلاس کا ماحول اور استاد کے پڑھانے کا طریقہ بوجھل کر دیتا تھا۔

اب اس کا زیادہ وقت سیائل جھیل کے کنارے اپنے دوست پال ایلن کے ساتھ گزرتا تھا، وہ بھی اس کی طرح لمبی منصوبہ بندی کا ماہر تھا۔ وہ دونوں ایسی دنیا کے بارے میں سوچتے تھے، جو ابھی تخلیق کے مراحل میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن بل ایلن کے پاس گیا اور بولا: ''آؤ پال! ہم اس دنیا کی بنیاد رکھیں جو آج تک صرف ہمارے ذہن میں تھی۔ پال ایلن نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ 1975ء میں بل نے اپنے دوست ایلن کے ساتھ مل کر دنیا کی پہلی سافٹ ویئر کمپنی بنائی اور اس کا نام مائیکروسافٹ رکھا۔ اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے مائیکروسافٹ ریاست واشنگٹن کی سب سے بڑی کمپنی بن گئی۔

جی ہاں! اس شخص کا نام ''بل گیٹس'' (Bill Gates) ہے۔ یہ انسانی تاریخ کا واحد شخص ہے جو اٹھائیس سال کی عمر میں دنیا کا امیر ترین شخص بنا۔ بل گیٹس کا خیال تھا کہ ''ہارورڈ یونیورسٹی'' (Harward University) کسی نہ کسی دن اپنے اس نالائق طالب علم پر فخر کرے گی۔ آنے والے دنوں میں اس کی بات سچ ثابت ہوئی اور ہارورڈ یونیورسٹی کے گیٹ پر اس کے نام کی تختی لگ گئی۔

دنیائے اسلام کا پہلا بین الاقوامی قبرستان

جنت البقیع

تحریر : الحاج احمد عبداللہ غریب مرحوم (بمبئی)، مذہبی ریسرچ اسکالر
برصغیر کی شہرہ آفاق تصنیف "غریب کا حج" کے مصنف

Late Alhaj Ahmed Gareeb

زندہ قومیں اپنے عروج کے زمانے میں اپنے قومی ہیروز اور محسنوں کو یاد رکھنے کے لئے انہیں عام لوگوں سے علیحدہ قبرستانوں میں دفن کیا کرتی تھیں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے ان کے آثار محفوظ ہو جائیں اور وہ ان کے زریں کارناموں سے رہنمائی حاصل کرسکیں۔ عقیدت کے اظہار کا یہ ایک عام سا طریقہ تھا۔ بعد میں نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے گئے۔ فرعونوں نے اپنی طاقت اور وسائل کے بل بوتے پر اپنی زندگی ہی میں اپنے مقبرے (اہرام) تعمیر کرالئے تھے۔ اہل روما نے اپنے عظیم لوگوں کے لئے ایک قبرستان مخصوص کر رکھا تھا۔ انگریز قوم اپنے قومی ہیروز کو لندن کے ویسٹ منسٹر ایبے میں بڑے احترام کے ساتھ دفن کرتی ہے۔

مسلمانوں کے قبرستان اگرچہ اپنے زمانہ عروج میں مسلمانوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی تاہم بعض قبرستان خود بخود ایسی خصوصیت کے حامل ہو گئے۔ مولانا حالی نے 1957ء سے پہلے کی دہلی کے بارے میں یہ پرسوز شعر کہا ہے۔

چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہ خاک
دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانہ ہرگز

دہلی برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی عظمت و شوکت کی امین ہے۔ یہاں بے شمار مسلم سلاطین، بزرگان دین، اکابر صوفیا، علماء، حکماء اور بہادر سپاہی مدفون ہیں۔ اسی طرح گولکنڈہ (دکن) کے شاہی قبرستان کو بھی خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ ٹھٹھہ مکلی کا قبرستان اپنی خصوصیات کی بنا پر آج بھی سیاحوں کے لئے کشش کا باعث ہے۔

سب سے مقدس قبرستان : سب سے زیادہ مقدس و محترم قبرستان اگر کوئی ہے تو وہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع کا قبرستان ہے۔ مدینہ منورہ بلکہ ساری دنیا میں مسلمانوں کا یہ سب سے پہلا باقاعدہ قبرستان ہے، جسے دنیائے انسانیت کا پہلا (اور غالباً آخری بھی) بین الاقوامی قبرستان کہا جاتا ہے۔ یہاں عربی عجمی گورے کالے رنگ و نسل کے امتیاز کے بغیر دفن ہیں اور اب بھی دفن کئے جاتے ہیں۔ یہ قبرستان عظمت کے لحاظ سے تمام قبرستانوں پر شرف رکھتا ہے۔ صدیوں سے مدینہ میں حاضری دینے والے دنیا بھر کے مسلمان رسول اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے بعد جنت البقیع کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا کے مسلمان جب حج یا عمرہ کے موقع پر مدینہ منورہ میں حاضر ہوتے ہیں تو جنت البقیع کی زیارت ان کے پروگرام میں لازمی شامل ہوتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو، یہاں ایسے ایسے عالی مرتبت اتنی کثیر تعداد میں آرام

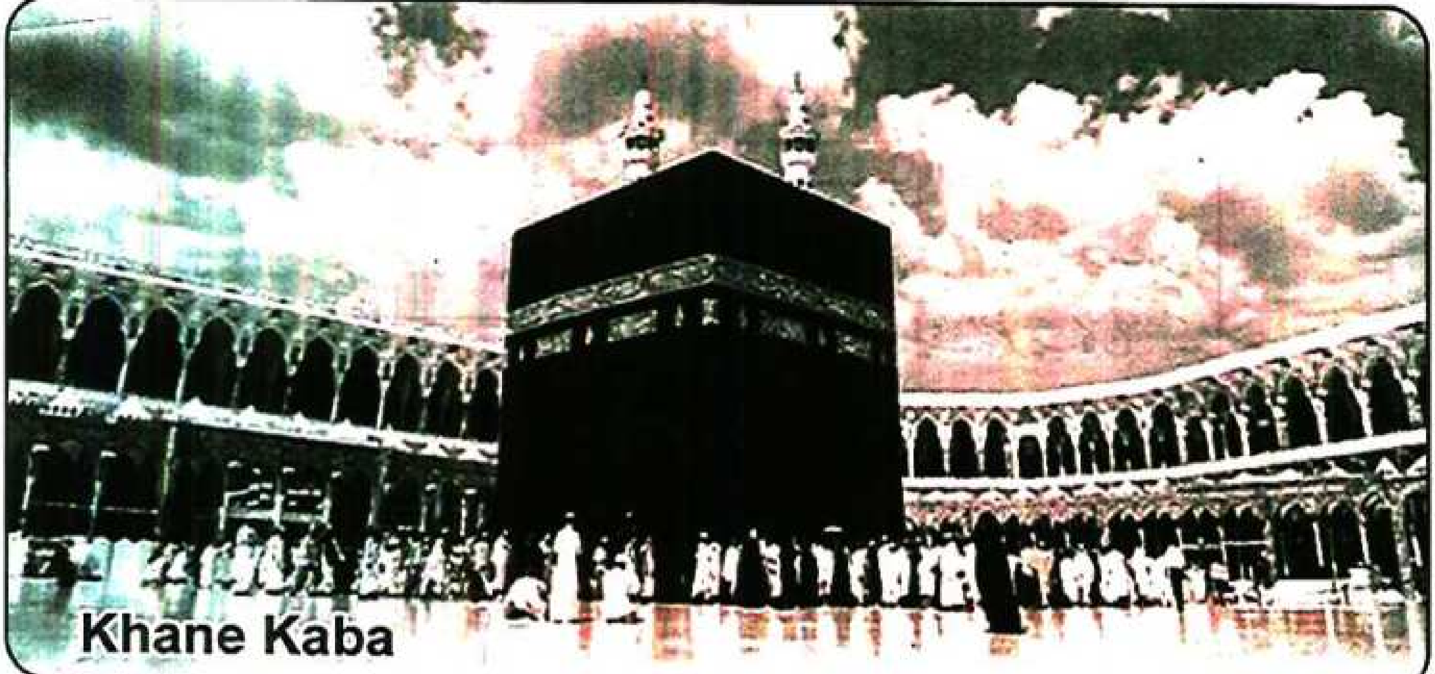

کررہے ہیں کہ ان کی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔

اصل نام : مدینہ کے اس اولین اسلامی قبرستان کا اصلی نام بقیع الغرقد ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں یہاں غرقد کے درختوں کی بڑی کثرت تھی۔ ببول اور دوسرے خاردار درختوں کے علاوہ پانی کے چشمے بھی تھے۔ مچھروں کی وہ بھرمار تھی کہ سرشام دھوئیں کی مانند چاروں طرف چھا جاتے تھے۔

کس نے پسند کیا محمد بن سعد (صاحب طبقات) کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس قطعہ زمین کو جو اس وقت تک بقیع الجخجہ کہلاتا تھا، اللہ کے حکم سے مسلمانوں کے قبرستان کے لئے منتخب کیا۔ گویا یہ خدا کا منتخب کردہ قبرستان ہے۔ جس میں اس کے برگزیدہ بندے دائمی نیند سو رہے ہیں۔ ہر مسلمان کی یہ آخری آرزو ہوتی ہے کہ اسے جنت البقیع میں دو گز زمین مل جائے۔

ابتدا میں کون دفن ہوئے؟ بقیع الغرقد میں سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ دفن کیے گئے۔ ان کا شمار اسلام کے سابقون الاولون میں ہوتا ہے، وہ اس وقت اسلام لائے جبکہ ابھی آنحضرت ﷺ نے دار ارقم کو اپنا مرکز بنا کر دعوت وتبلیغ کا عام آغاز نہیں کیا تھا اور تب تک کل چالیس، پینتالیس افراد مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو حضرت عثمانؓ نے اپنی پوری برادری اور اہل وعیال کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور ہجرت کے تیسویں مہینے انتقال کیا۔ وہ محبت رسول ﷺ، زہد وتقویٰ اور کثرت عبادات میں صحابہؓ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان کی دفات کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ انہیں بقیع میں دفن کیا جائے تاکہ ہمارے لئے اس معاملے میں مقدمۃ الجیش ہوں۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر رکھ دیا، اور فرمایا کہ یہ ہماری علامت ہے۔ گویا مسجد قبا کی طرح اس قبرستان کی بنیاد بھی روز اول سے تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی۔ حضرت عثمانؓ کے بعد حضور اکرم ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا، تو آپؐ کے حکم سے حضرت عثمانؓ کی قبر کے پاس دفن کیے گئے اور پھر آپ ﷺ کی

صاحبزادی حضرت رقیہؓ (حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ) کو بھی آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عثمانؓ کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ اسی مقام کے قریب ایک گنبد ہوا کرتا تھا جسے قبہ بنات رسول ﷺ کہتے تھے۔ رفتہ رفتہ جنت البقیع میں قبروں کی تعداد بڑھتی گئی۔ ابتدائے اسلام کی منتخب روزگار شخصیتیں یہاں دفن ہوتی رہیں جنھوں نے اپنے آقا و مولا ﷺ کے دین متین کا ڈنکا سارے عالم میں بجایا اور اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا دیا۔

جنت کی بشارت : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ ایک رات (غالباً شب برات) جناب سرور کائنات ﷺ ان کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آخر شب بقیع کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے مدفونوں کو سلام کہا، نیز ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ اکثر بقیع میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہاں آسودۂ خاک مسلمانوں پر سلام بھیجتے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے۔ حدیث میں یہ بھی آیا کہ جنت البقیع کے ستر مدفون حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہ اللہ کیا مرتبے ہیں ان خوش نصیب جاں نثاروں کے!

اھل کتاب کی بات : حضرت مصعبؒ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بقیع کے راستے مدینہ جا رہا تھا۔ میرے ساتھ ابن راس جالوت بھی تھا جو اہل کتاب میں سے تھا۔ جب اس کی نظر بقیع پر پڑی تو وہ پکار اٹھا۔ ''یہی ہے، یہی ہے۔'' میں نے پوچھا، کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ایک قبرستان دو سنگستان کے درمیان ہے جس کا نام نخیل ہے۔ اس میں سے ستر ہزار افراد ایسے اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ غرضیکہ جنت البقیع کی فضیلت اور اس میں دفن ہونے والے حضرات کی شفاعت و شہادت کی بشارت کے متعلق بہت سی روایات موجود ہیں۔ مثلاً یہ کہ جو شخص مدینہ میں فوت ہوا اور بقیع میں دفن کیا جائے، وہ آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے بہرہ ور ہوگا۔ نیز یہ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ اپنی قبر سے اٹھیں گے۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بعد اہل بقیع اور پھر اہل مکہ۔

مقدس ھستیاں : بقیع میں بے شمار مقدس حضرات مدفون ہیں۔ بہت سے اصحاب رسول ﷺ جو آپ کے زمانے میں یا آپ ﷺ کے بعد فوت ہوئے، اسی جگہ آرام کر رہے ہیں، قاضی عیاض نے اپنی تفسیر مدارک میں امام مالک رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے کہ دس ہزار صحابہؓ مدینہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے، ایسے ہی سادات اہل بیت اور تابعین و تبع تابعین بھی یہاں آسودہ خاک ہیں جن کی قبروں کا اب نام و نشان نہیں ملتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جو رسول اکرم ﷺ کی چچی تھیں، جب فوت ہوئیں تو بقیع میں حضرت عثمانؓ کی قبر کے قریب دفن کی گئیں۔ آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور انہیں اپنا کرتا پہنایا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ساتھ رسول اکرم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات کے مزارات بھی بقیع میں ہیں۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسینؓ، حضرت امام زین العابدینؒ، حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق کی آخری آرام گاہیں بھی یہیں ہیں۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص بھی یہیں آسودہ خاک ہیں (یہ تینوں حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جنہیں ان کی زندگی ہی میں رسول ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سعد بن زرارہ، حضرت ابن حذیفۃ السہمی (ام المومنین

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر جو جنگ احد میں زخم لگنے سے فوت ہوئے) حضرت سعدؓ بن معاذ، حضرت ابو سعدیؓ خدری، حضرت نافعؒ (حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام) اور مشہور محدث اور فقہ مالکی کے بانی حضرت امام مالک کے مزارات بھی یہیں ہیں۔ اسلام کا یہ پہلا قبرستان مسلمانوں کا پہلا بین الاقوامی قبرستان بھی ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی یہ دنیا میں منفرد ہے۔ کیونکہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب، ملک یا قوم کے پاس ایسا مقدس تاریخی اور بین الاقوامی قبرستان موجود نہیں۔ یہاں دنیا بھر کے ممالک کے مسلمان وقتاً فوقتاً دفن ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی ہوتے ہیں۔ گویا یہ قبرستان بھی اسلام کی مساوات، اخوت اور بین الاقوامیت کا مظہر ہے۔ یہاں عربی، عجمی، گورے کالے کی کوئی تمیز نہیں۔

(حوالہ: پندرہ روزہ میمن ویلفیئر گجراتی ممبئی۔ انڈیا۔ اپریل 1966ء)

ہم اپنی زکوۃ کو اپنی جماعت کی معرفت غریب اور ضرورت مند لوگوں کو دے کر صحیح سپورٹ کر سکتے ہیں

دودھ پییں، خوب جییں

اس انمول نعمت میں کیلشیم، پروٹین اور بہت سے معدنی اجزاء شامل ہیں

دودھ کا روزانہ استعمال اچھی صحت، بیدار ذہن اور خوشگوار زندگی کی ضمانت ہے

دودھ پینے کو اپنی عادت کا حصہ بنائیے

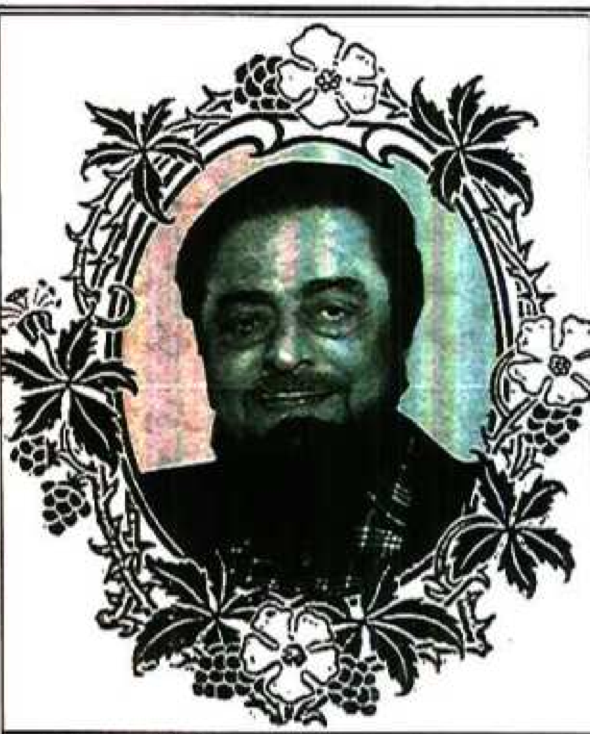

Mr. M. Hanif Machiyara

جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا کھانانی

صدر بانٹوا میمن جماعت کراچی

عیدالاضحیٰ کے اس پر مسرت اور مبارک موقع پر میں اپنی جانب سے اپنے معزز عہدیداران کی جانب سے اور محترم مینجنگ کمیٹی کے اراکین کی جانب سے آپ سب کو عید قربان کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اس پر مسرت موقع پر میں توقع کرتا ہوں کہ بانٹوا میمن برادری کے تمام افراد کے مابین باہمی خلوص اور نیک جذبات کی حقیقی روح قائم رہے گی۔ میرا پیغام ان ہی نیک اور پر خلوص توقعات پر مبنی ہے کہ عیدالاضحیٰ ہماری اپنی اور قومی امنگوں کی عکاس رہے۔ موجودہ مشکل اقتصادی حالات سے اللہ تعالیٰ نجات دے اور برادری کو خوشحالی کی طرف گامزن کرے (آمین)

برادری کی سماجی وفلاح و بہبود اور خاص طور پر اپنی بھلائی و بہتری کی خاطر ہمیں اسلام کے ان عالمگیر اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے جن میں ہماری نجات اور بھلائی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سادگی کو اپنائیں، فضول خرچی سے پرہیز کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ رواداری، محبت اور مہربانی سے پیش آئیں۔ بڑوں، بزرگوں کا احترام کریں، چھوٹوں پر شفقت کریں۔ جماعت کے قوانین پر عمل کر کے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی کریں اور باہمی بھائی چارے کی فضا کو قائم رکھیں۔ اس طرح ہم اپنے مقصد کو آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عید قرباں کے مبارک دن ایسی نیک ہدایت دے اور ہمیں وہ راہ دکھادے کہ ہم ایک سچے مومن کی طرح برادری کی فلاح و بہبود کے لیے پوری لگن کے ساتھ کام کرتے ہوئے عید قربان کے حقیقی جذبے کو بیدار کریں۔ ان نیک تمناؤں کے ساتھ میں ایک بار پھر آپ کو عیدالاضحیٰ کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی بے شمار پر مسرت عیدیں دیکھنا نصیب کرے اور ہمیں عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

آج اپنی برادری جن حالات سے گزر رہی ہے ان میں ایسی ہی قربانی اور ایثار کی ضرورت ہے۔ آپ کی اپنی جماعت آپ سے کچھ مانگ رہی ہے اور وہ جو کچھ بھی مانگ رہی ہے اس میں اس کے اپنے لیے کچھ بھی نہیں ہے بلکہ آپ سب کی مدد (سپورٹ) اور فائدے کے لیے وہ یہ کام کر رہی ہے۔ اگر اپنی جماعت آپ سے کچھ طلب کرتی ہے تو وہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اٹھائے گی بلکہ برادری کی اور برادری کے مستحق و نادار اور کمزور افراد کی مدد کرے گی۔ اس کے علاوہ آپ کی جماعت آپ کو مضبوط و مستحکم کرنا چاہتی ہے۔

آپ کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے مالا مال کرنا چاہتی ہے اس لیے وہ آپ سے مدد (سپورٹ) کی خواہاں ہے اور اس کے لیے آپ سب کو سچے دل سے اور خلوص نیت کے ساتھ قربانی دینی ہوگی۔

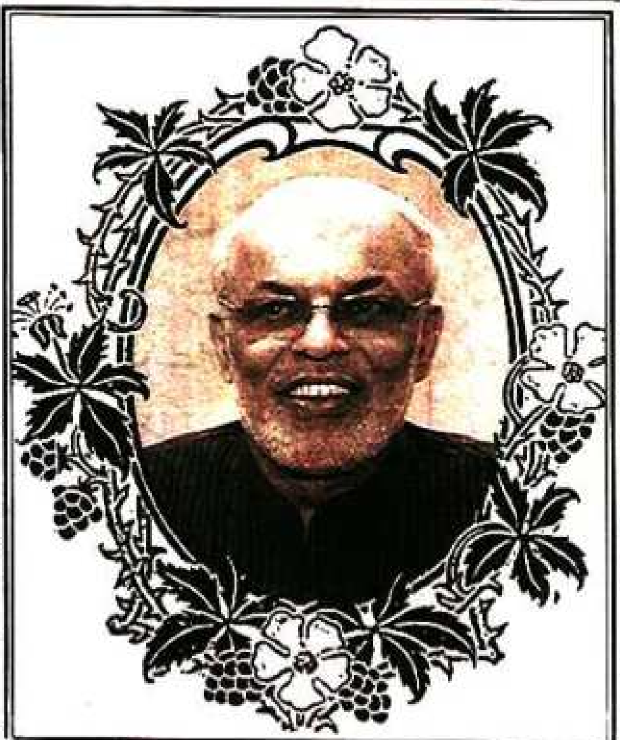

Mr. M. Najeeb Balagamwala

جناب نجیب عبدالعزیز بالاگام والا

سینئر نائب صدر اول
بانٹوا میمن جماعت کراچی

عالم اسلام، میمن برادری، بانٹوا میمن برادری کو عیدالاضحیٰ کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ لفظ عید تین حرفوں پر مشتمل ہے۔ لیکن کتنا دلچسپ ہے۔ اس کی دلکشی کے لئے اگر قربانی کا جذبہ شامل کرلیا جائے تو یہ لفظ اس سے بھی زیادہ بامعنی، محبت اور خلوص اور جذبات سے پر ہوجاتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کا مقصد ایثار کے عظیم عمل سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہ تاریخی دن بنی نوع انسان کے ایثار سے بھرپور جذبات اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور مرضی کے تابع ہونے کا دن ہے۔ عیدالاضحیٰ جسے عید قرباں بھی کہتے ہیں۔ راہ حق میں قربانی دینے کا حق ہے۔

یہ عید قرباں ہمیں اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے جو رہتی دنیا تک مینارہ ہدایت وارشاد نبی ﷺ رہے گی۔ مسلمانوں کے لئے یہ عید ایک عظیم ایثار، اصول نوازی اور کردار کی انتہائی بلندی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ ان قربانیوں کو جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبہ پوری اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ روشنی کے مینار کی طرح سامنے رکھیں تو ہمہ وقت ہدایت کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا کے بت کدے ہیں انہوں نے اللہ کا پہلا گھر خانہ کعبہ تعمیر فرمایا وہ کفر وشرک کے محاذ پر اسلام کے محافظ تھے۔ وہ نمرود کی بت پرستی کے خلاف اللہ کی عظیم نشانیوں اور آیتوں کے مفسر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کے مبلغ تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہر عمل، ان کی ہر فکر اور ہر بات اسلام کے حقائق کا نمونہ تھی۔ اللہ کی راہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سراپا ایثار تھی۔ والدین کے حق میں اولاد کی یا اولاد کے حق میں والدین کی ہمدردیاں اٹوٹ اور جذبات سے پورا کیوں نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے اس رشتے کی اہمیت کم ہوجاتی ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جب اپنے لخت جگر کی محبت کی پرواہ کئے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کو لبیک کہتے ہوئے بیٹے کی قربانی کا مظاہرہ پورا کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے تا قیامت اس قربانی کو امر بنادیا۔

صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انسان جب اپنے والدین، اولاد، بیوی، پڑوسی، برادری اور اپنی قوم کی خدمت اور دادرسی کرتا ہے تو انسان کی بے لوث خدمت اور قربانی بارگاہ الٰہی میں بلاشک وشبہ قبول ہوجاتی ہے۔ بانٹوا میمن برادری اور قوم کی بھلائی کے لئے جو لوگ ہمدردی اور لگاؤ کے ساتھ اپنے وقت، اپنے مال اور آرام کو قربان کرتے ہوئے برسر عمل ہوتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرتے اور دین ودنیا میں کامیاب وکامران اور سرخرو ہوتے ہیں۔ قربانی کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے اپنے آرام کو قربان کردیا جائے۔ اپنے مفادات پر قومی مفادات کو ترجیح دی جائے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایثار اور قربانی کے جذبے پر عمل کرنے توفیق اور ہمت عطا فرمائے (آمین)

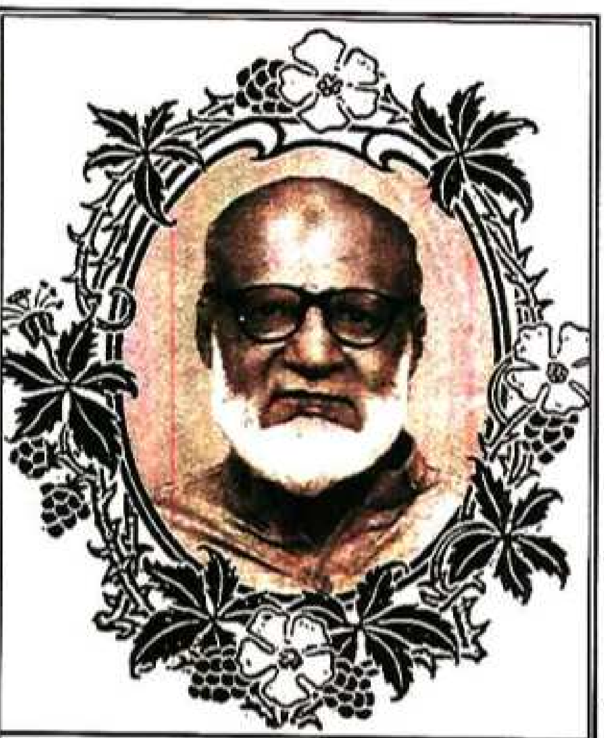

Mr. M. Younus Bagasra

جناب محمد یونس عبدالستار بگسرا

سینئر نائب صدر دوم

بانٹوا میمن جماعت کراچی

میری جانب سے پورے عالم اسلام، میمن برادری اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری کو عیدالاضحیٰ کی خوشیاں دلی طور پر قبول فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش وخرم شاد اور آباد رکھے۔ الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی سے ہر سال ہی عیدقرباں کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اسلامی تہواروں میں اس تہوار کو بڑی اہمیت اور مرکزیت حاصل ہے۔

عیدالاضحیٰ کی جو حج کے اگلے دن یعنی ذی الحجہ کی دس تاریخ کو سنت ابراہیمی کے مطابق منائی جاتی ہے۔ یہ تہوار ایک طرف تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا درس دیتا ہے، دوسری طرف یہ سبق بھی سکھاتا ہے کہ خدمت میں عزت ہے، خدمت میں عظمت ہے۔ انسانیت کی بھلائی و بہبود اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی دادرسی کے لیے کام کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے محبت کرتا ہے، ان کی خدمت کرتا ہے، ان کے کام آتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے گوشت کے جو تین حصے کیے جاتے ہیں ان میں ایک حصہ ایسے غریب غرباء کا ہے جن کو آپ نہیں جانتے۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ امیر مسلمان غریب مسلمان کے کام آئیں۔ ایسے غریب مسلمانوں کو بھی گوشت کھانے کو مل جائے جنھیں سال بھر یہ نعمت نہیں ملتی۔ عیدالاضحیٰ والے دن بانٹوا میمن جماعت کے کارکن اور رضاکار انسان اور انسانیت سے محبت کا عملی ثبوت اس طرح پیش کرتے ہیں کہ اپنے گھربار اور بچوں کو چھوڑ کر قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی عید کی خوشیوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اپنے عزیز واقارب سے ملاقات کو بھی نظرانداز کردیتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر دوسروں کے بال بچوں کی فکر میں مصروف ہوکر دکھی لوگوں کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیتے ہیں۔

ایثار ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان اپنی ضرورت چھوڑ کر دوسرے کی ضرورت پوری کرتا ہے، اپنی خوشی کو قربان کرکے دوسروں کو خوشیاں دیتا ہے۔ خود، دست بردار ہوکر دوسروں کو نوازتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان خود بھوکا رہ کر اپنے مسلمان بھائی کو کھانا فراہم کرتا ہے تو وہ ایک بڑا ایثار کرتا ہے۔ یہ ایثار بہت اعلیٰ جذبہ ہے۔ یہ پروردگار عالم کی خوشنودی اور رضا کے حصول کا جذبہ ہے۔ اس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے اور اس کے بدلے ہمیں دنیاوی اور اخروی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ہماری برادری کو موجودہ اقتصادی حالات نے متاثر کیا ہے۔ تجارتی اور صنعتی حالات بے حد متاثر ہوچکے ہیں۔ آج اس جذبہ ایثار کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے ویسے تو اللہ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ ہماری میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری میں یہ جذبہ ایثار اور خدمت انسانیت شروع سے چلا آرہا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے قربانی بھی دیں اور

جناب محمد اعجاز رحمت اللہ بھرم چاری

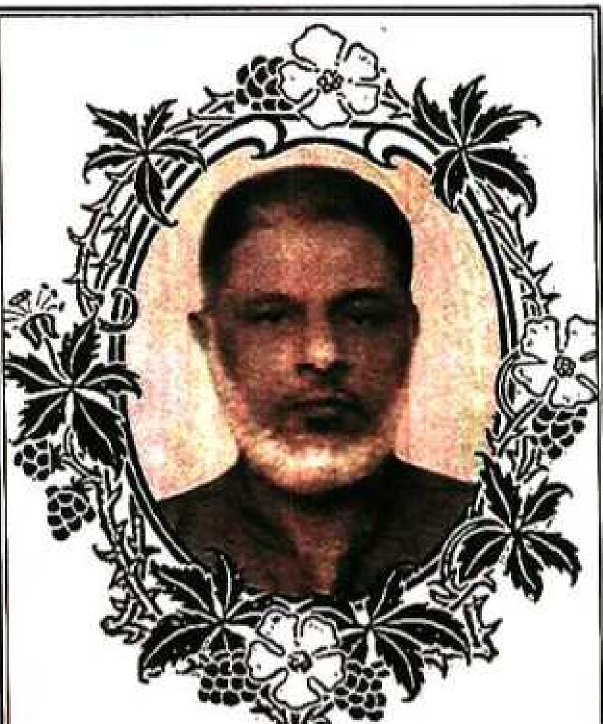

Mr. H.M. Aijaz Bharamchari

جونیئر نائب صدر اول
بانٹوا میمن جماعت کراچی

تمام مسلمانوں، میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کو دل کی گہرائیوں سے عید قرباں کی خوشیاں مبارک ہوں۔تہوار خوشیاں منانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ان مواقع پر ہر انسان ہی خوشی مناتا ہے۔جب وہ خوش ہوتا ہے تو دوسروں کو بھی خوش دیکھنا چاہتا ہے۔لہٰذا وہ اپنے کمزور اور ضرورت مند بھائیوں کی مدد (سپورٹ) کر کے ان کے دامن میں بھی خوشیاں ڈال دیتا ہے۔یہ عمل خود اسے بھی خوشی دیتا ہے اور جس کے ساتھ اس نے ہمدردی کی ہے اسے بھی خوشیاں فراہم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔اندازے سے تقسیم نہ کریں۔افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصہ کر کے ایک حصہ اہل وعیال کے لئے رکھے،ایک حصہ احباب واعزا میں تقسیم کرے ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

قربانی کیا ہے؟ یہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ ایثار کی عظیم یادگار ہے جنہوں نے حکم الٰہی کے تحت اس کی راہ میں جان سے زیادہ عزیز اپنے لخت جگر کو قربان کردینے کا فیصلہ کیا اور اپنے اس فیصلے،عزم اور جذبہ عمل سے یہ ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے آل اولاد، جان ومال اور اپنی عزیز ترین متاع حیات کو قربان کردینا ہی اطاعت اور بندگی کا اصل تقاضا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ عمل کو قبول فرمایا ہی نہیں، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ قربانی کو وہ اعزاز عطا فرمایا کہ تاقیامت اس سنت کو قائم فرمادیا۔یہی قربانی سنت ابراہیمی کہلاتی ہے۔ارشاد فرمایا:''ہم نے اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ایک عظیم قربانی بنادیا۔''

اور اسی عظیم قربانی کو امت محمدیہ میں عبادت اور اطاعت الٰہی کا درجہ دیا۔مسلمانوں کے دو تہوار ہیں: ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحی۔عیدالفطر کے تہوار (جشن) نے ہمیں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازا اور ہمارے گناہ معاف فرمائے۔عیدالاضحی کا جشن (تہوار) اس بات کی علامت ہے کہ رب کا شکر ادا کرنے والے بندے اپنے خالق ومالک کی رضا اور حکم پر (جس نے ہمیں اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا) ہر قربانی دینے کو تیار رہتے ہیں، اسی لیے سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے جانوروں کی قربانی بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں۔

قربانی ہر صاحب نصاب پر واجب ہے۔اگر کوئی صاحب نصاب ہوتے ہوئے قربانی سے گریز کرے تو ایسے شخص کے لیے آقائے نامدار حضور اکرم ﷺ نے اعلان کردیا کہ جسے قربانی کرنے کی طاقت ہو اور وہ قربانی نہ کرے (تو وہ) مسلمانوں کی عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں سنت ابراہیمی کی پیروی کرنے اور ہماری قربانی کو اپنے قرب کا ذریعہ بنادے اور میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنی بانٹوا میمن جماعت کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)۔

جناب سکندر محمد صدیق اگر

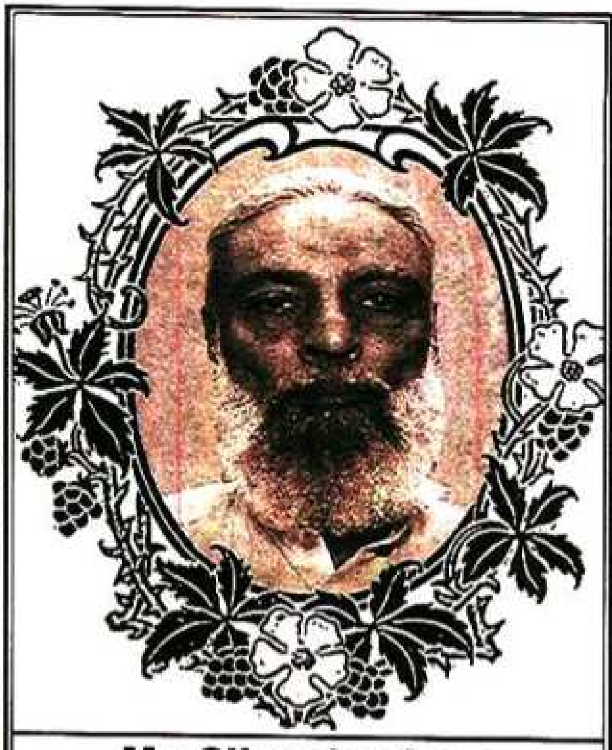

Mr. Sikandar Agar

جونیئر نائب صدر دوم
بانٹوا میمن جماعت کراچی

سب سے پہلے میں عالم اسلام، پوری میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کو عیدالاضحیٰ کی دلی عید مبارک پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو عید قرباں کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے (آمین)۔

عیدالاضحیٰ دراصل دوسروں کے لیے قربانی اور ایثار کا درس دیتی ہے۔ یہ تاریخی دن اللہ کے نیک بندوں کے لئے ایثار سے بھرپور جذبات اور اللہ کے حکم کے تابع ہونے کا دن ہے۔ اس کو عید قرباں بھی کہتے ہیں۔ یہ راہ حق میں قربانی دینے کا دن ہے۔ یہ دن ہمیں اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے جو دنیا کے لیے ایک زریں مثال بن گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ایک بے مثال واقعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انسان جب بے لوث کوشش کرتا ہے تو یہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتی ہے۔ برادری اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے جو لوگ ہمدردی اور لگاؤ کے ساتھ اپنے وقت اپنے مال اور آرام کو قربان کرتے ہوئے خدمتی کام کرتے ہیں وہ دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ قربانی کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ دوسروں کو آرام و سکون پہنچانے کے لئے اپنے فائدے اور اپنے آرام کو قربان کر دیا جائے۔ موجودہ ناگفتہ اقتصادی حالات خاصے مشکل ہیں۔ ان میں لوگوں کو اپنے فرائض ادا کرنا مشکل ہو رہا ہے تو وہ دوسروں کو راحت پہنچانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ ہر طرف لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم ہے۔ کاروبار تباہ ہو گئے ہیں۔ لوگوں کے لیے روزی روٹی کا حصول مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ حالات نہایت کٹھن ہیں۔ ایسے میں انسانی خدمت اور فلاح و بہبود کا کام کرنا بھی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ مگر ان آزمائشوں میں بھی اپنی بانٹوا میمن جماعت آپ سب لوگوں کی فلاح و بہبود کے کام کر رہی ہے اور اس کی گراں قدر خدمات کو ستائشی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ قربانی والا یہ تہوار ہے جو ہمیں دوسروں کے لیے ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے اور ہمیں درس دیتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دوسروں کا بھی خیال کرنا چاہیے۔ اس موقع پر میں اپنی برادری کے تمام افراد سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اس تہوار کے موقع پر بھرپور سپورٹ کریں، ڈونیشن اور عطیات سے ضرورت مندوں کی دادرسی کی جا سکے اور فلاحی کام اور رفاہی خدمات کی انجام دہی میں تیزی آ سکے۔ جب آپ جماعت کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں گے تو جماعت بھی زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دے سکے گی۔ جماعت بے شمار فلاحی خدمات انجام دیتی ہے۔ یہ خدمات آپ کے تعاون کے بغیر انجام نہیں دی جا سکتیں۔ ہمیں آپ کے عملی تعاون کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی آپ قربانی کے کھالوں کے ذریعے ہمارے ساتھ مخلصانہ تعاون کر کے ہمارے کام کو آسان بنائیں گے۔ ہم آپ کے فعال تعاون کے منتظر رہیں گے۔

جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری
بانٹوا میمن جماعت کراچی

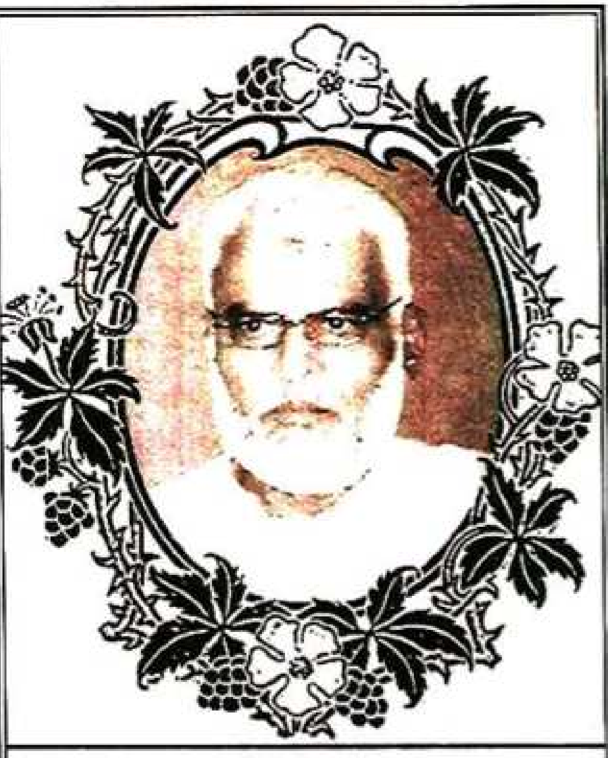

Mr. Anwar H. Kassam Kapadia

عیدالاضحیٰ کے اس پرمسرت خوشی کے موقع پر تمام مسلمانوں، پوری میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کو بانٹوا میمن جماعت کے معزز عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان علاوہ میرے رفقائے کار حضرات کو دل کی گہرائیوں سے عید قرباں کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ مقدس عید قرباں کا دن دو حوالوں سے انسان کی تربیت کا سامان کرتا ہے۔ اول اس تہوار کے موقع پر اجتماعیت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں۔ عرفات میں قیام کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں۔ یہ تمام عبادتیں اور بالخصوص حج ہمیں اتحاد و یگانگت، بھائی چارے اور باہمی رواداری کا درس دیتا ہے۔

آج عیدالاضحیٰ کے ان دونوں صاف اور واضح احکامات اور پیغامات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہم اپنی عملی زندگی میں جس طرح اپنے اسلاف کی ہدایات اور رہنمائی سے دور ہوتے جارہے ہیں اور ٹکڑوں اور ٹولیوں میں بٹ کر حج کے اجتماعی درس اور اتحاد کی تربیت و ٹریننگ کو فراموش کررہے ہیں، یہ بہت فکرمندی کی بات ہے۔ ہمارے نوجوانوں اور بچوں کو چاہئے کہ وہ عیدالاضحیٰ کے حقیقی پیغام کو سمجھ کر سعادت مند بنیں اور اطاعت و فرماں برداری کا مظاہرہ کریں۔ خدمتی امور میں حصہ لیں۔ اس کے لئے انہیں پہلے اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننا ہوگا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑوں اور بزرگوں کے فرماں بردار خود بخود بن جائیں گے۔ دوسری طرف ہماری بڑی نسل کو بھی چاہئے کہ وہ حج کے اصل پیغام کو سمجھیں۔ الحمدللہ ہمارے ہاں بے شمار حاجی صاحبان ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے گھر سے اجتماعیت اور اتحاد کی تربیت اور رہنمائی لے کر آچکے ہیں۔ یہ حضرات اسی تربیت کا فائدہ اٹھا کر اپنی بانٹوا میمن برادری اور ہمارے معاشرے میں اتحاد، اجتماعیت اور مساوات، رواداری کی فروغ دیں۔ قربانی کا بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کو پسند نہیں، ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے۔ وہ زمین پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس مقبول ہوجاتا ہے۔ بانٹوا میمن جماعت کو ہر سال چار پانچ کروڑ روپے سے زائد کی رقم کی ضرورت پڑتی ہے یہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بانٹوا میمن برادری میں بڑے بڑے صاحب دل حیثیت لوگ اور مخیر حضرات موجود ہیں جو دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ اور دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ انہی لوگوں کی وجہ سے ہمیں فنڈز ملتے ہیں اور ان حضرات کے فراخدلانہ تعاون کے باعث ہمارا خدمتی سفر جاری ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا۔

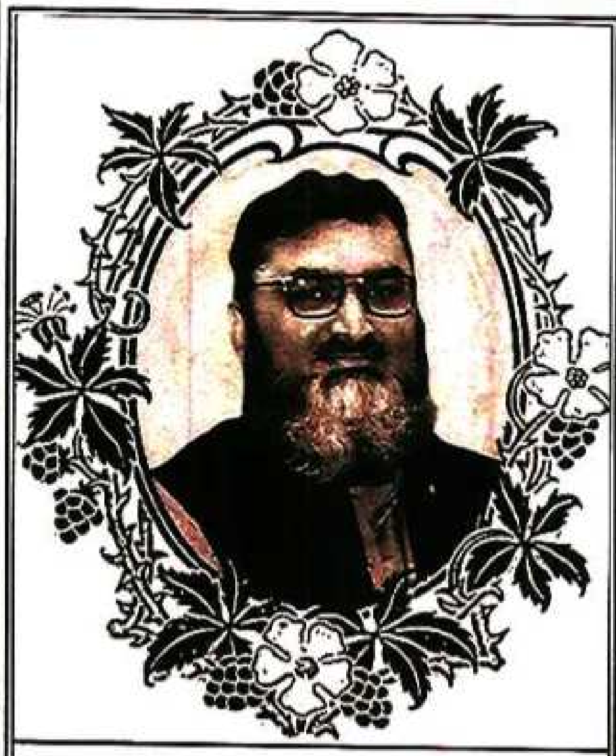

Mr. Faisal M. Yaqoob Diwan

جناب فیصل محمد یعقوب دیوان

جوائنٹ سیکریٹری اول
بانٹوا میمن جماعت کراچی

عیدالاضحیٰ کی خوشیاں آپ سب کو دلی طور پر مبارک ہوں، میں تمام محترم عہدیداران، معزز مجلس عاملہ کے اراکین کو عید قرباں کی پر خلوص مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بے شمار عیدوں کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے (آمین)۔

موجودہ حالات نہایت کٹھن ہیں۔ ایسے میں انسانی خدمت کے امور انجام دینا ہے مگران آزمائشوں میں بھی اپنی بانٹوا میمن برادری کے مخیر حضرات کے تعاون سے جماعت کے اکابرین فلاح و بہبود کے کام کررہے ہیں۔ بانٹوا میمن جماعت کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین سماجی فلاح و بہبود کے شعبوں میں اہم خدمات کی انجام دہی کررہے ہیں۔ اپنی موجودہ قیادت کا عزم ہے کہ ہم اس بار پہلے سے زیادہ خدمتی کام انجام دیں تاکہ برادری کی مشکلات کم ہوسکیں۔ ہم برادری کے تاجر اور کاروباری طبقے کے فعال اور متحرک تعاون کے ہمہ وقت منتظر ہیں۔ ہم برادری کے ہر ایک فرد کو خوش اور خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی معزز برادری کے لوگوں سے یہ کہتے ہیں جو صاحب استطاعت ہیں، وہ اپنی دولت لہو ولعب میں، تعیش اور تفریح پر لٹاتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور حج کی سعادت حاصل کریں کیونکہ حج اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا موجب ہے۔

عہد حاضر میں دیکھا جائے تو ہم نے اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں قربانی کو یکسر نکال دیا ہے۔ انہی برائیوں نے نہ صرف معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کردیا بلکہ دین اسلام کی بنیادیں بھی ہلا دیں۔ قربانی ایک ایسے جذبے اور عمل کا نام ہے جس کے ذریعے روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر پوری دنیا میں ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق قربانی دیتا ہے۔ قربانی کا مقصد ایک طرف تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دی جانے والی قربانی کو خراج تحسین پیش کرنا ہے اور دوسری طرف غریب، نادار، مستحق، یتیموں کو خوشی کے موقع بہم پہنچانا ہے۔ قربانی کا گوشت ایسے افراد میں تقسیم کیا جاتا ہے جو زندگی کی مصیبتوں میں گرفتار ہیں اور اپنے بچوں کو مناسب کھانا دینے کے بھی قابل نہیں۔ عیدالاضحیٰ ہمیں یہ درس بھی دیتی ہے کہ مسلمانوں پر جب کبھی کڑا وقت آئے سب یک جان ہو کر صورت حال کا مقابلہ کریں گے۔ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کریں گے تاکہ اللہ کریم اور نبی پاک ﷺ کی خوشنودی حاصل ہو (آمین)۔

جناب محمد شہزاد ایم ہارون کوٹھاری

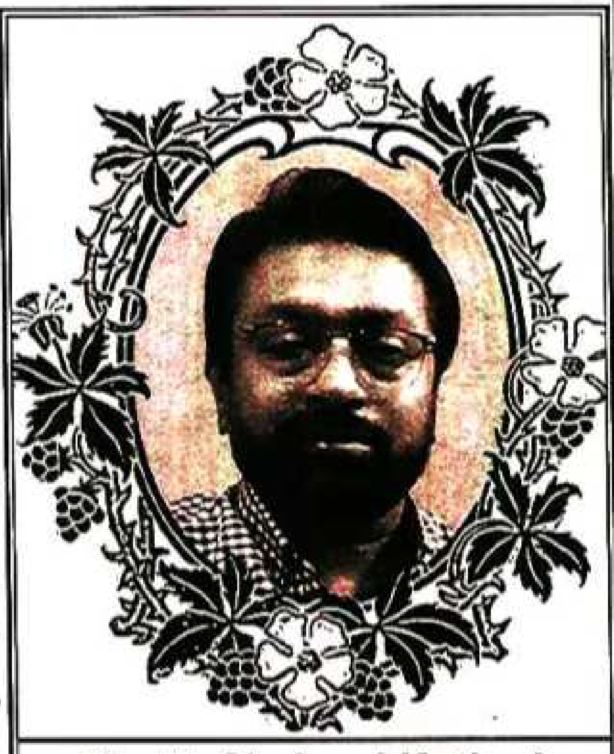

Mr. M. Shahzad Kothari

جوائنٹ سیکریٹری دوم
بانٹوا میمن جماعت کراچی

عیدالاضحیٰ کے اس پرمسرت موقع پر اپنی جانب سے ساتھی عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے پوری بانٹوا میمن برادری کو دلی عید مبارک باد قبول ہو۔

عیدالاضحیٰ کا تعلق تاریخ اسلام کے ایک نہایت ہی درخشاں باب سے ہے۔ اگرچہ یہ عام لوگوں کی نظر میں صرف سنت ابراہیمی کی یادگار کے طور پر دی جانے والی جانوروں کی قربانی کی حیثیت سے زندہ ہے لیکن دراصل یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی تائید وتجدید ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں پسندیدہ چیزوں کی قربانی دینے سے اللہ سے محبت بڑھتی ہے اس کی نظر میں تو سب سے اہم ہماری ہمدردی اور توجہ کے مستحق ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان کی خاطر کچھ دکھ اٹھائیں، کچھ تکلیفیں برداشت کریں، کچھ مالی قربانیاں دیں تاکہ ایک طرف اپنی بانٹوا میمن برادری کے بھائیوں کی دادرسی (سپورٹ) کرسکیں اور دوسری طرف ہمارا رب ہم سے راضی ہوجائے کہ قربانی اسے بے حد پسند ہے اور وہ قربانی دینے والوں کو بے حد پسند کرتا ہے۔

بانٹوا میمن جماعت اپنی برادری اور آپ کے کمزور بہن بھائیوں کی سپورٹ کے لیے ہر طرح کے امدادی کام کررہی ہے۔ آپ سب سے اپیل ہے کہ اس نیک کام میں جماعت کی مدد کریں اور اس کے ساتھ تعاون کریں تاکہ برادری کے غریب اور ضرورت مندوں کی دادرسی کی جاسکے۔ اگر آپ نے اس نیک کام میں عملی حصہ لیا اور ہر طرح سے تعاون کیا تو ان کمزور اور نادار افراد کی فلاح و بہبود کے لیے بھی راستے کھل جائیں گے۔ امید ہے کہ آپ تمام حضرات اس ضمن میں اپنی برادری اور اپنی جماعت کے ساتھ فراخ دلی کے ساتھ تعاون کریں گے۔

ہم آپ کے فعال اور متحرک تعاون کے منتظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سراپا ایثار تھی۔ والدین کے حق میں اولاد کی یا اولاد کے حق میں والدین کی ہمدردیاں اٹل اور جذبات سے بھرپور کیوں نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے آگے اس رشتے کی اہمیت کم ہوجاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے لخت جگر کی محبت کی پروا کیے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے بیٹے کی قربانی کے لیے تیار ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے تاقیامت اس قربانی کو امر بنادیا۔ اس موقع پر میں اپنی برادری کے تمام افراد سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس عید قرباں کے تہوار کے موقع پر اپنی جماعت سے مالی تعاون بھی کریں تاکہ جماعت کے فلاحی کام اور رفاہی خدمات کی انجام دہی میں تیزی آسکے۔

میمن برادری

ایک امن پسند برادری

ممتاز گجراتی قلمکار اور شاعر ڈاکٹر محمد آدم میمن (مرحوم) کی ایک تحریر

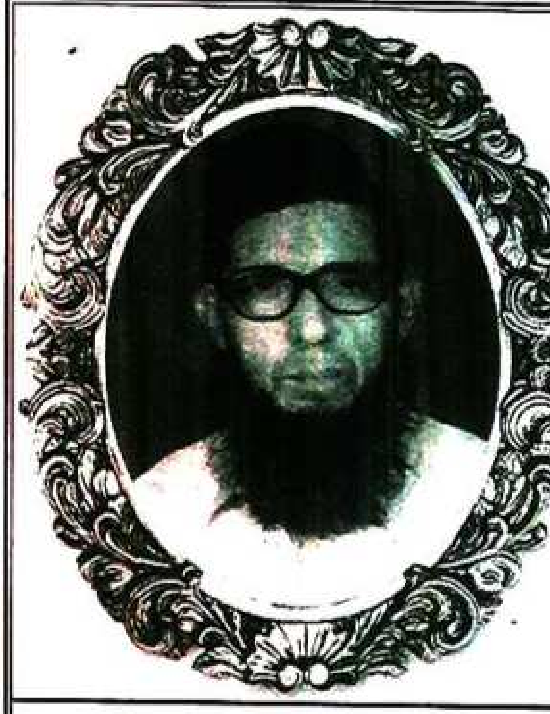

Late Dr. Adam Memon

میمن قوم کے آباؤ اجداد کے عادات واطوار، طور طریقے، رواج، گھریلو زندگی، تعلیم وتربیت، پیشہ ورانہ میدان میں کارکردگی، دین اسلام سے وابستگی، کارخیر میں اپنا حصہ اور دوسروں کے ساتھ ملنساری اور دیگر معاملات میں تعلقات وغیرہ نہایت پسندیدہ افعال تھے۔ وہ زمانہ دور جدید سے بالکل مختلف تھا۔ اب وہی خون جو موجودہ نئی نسل کی رگوں میں دوڑ رہا ہے، وہ بنیادی طور پر خوبیاں وہی ضرور رکھتا ہے مگر اب وہ ماحول نہیں جو پہلے تھا......

بین الاقوامی حالات، کشیدگیاں، نفرت، دشمنی، تخریبی سرگرمیاں، منشیات کی لعنت، اسلحہ، کی غیر ضروری زیادتی، اخلاقی پستی، اور مادی، اقتصادی وحکمرانی سے متعلق تگ ودو، لاقانونیت، ہر قسم کی مجرمانہ بے راہ روی وغیرہ کا آج جس طرح سے اوروں کو سامنا کرنا پڑتا ہے اسی طرح میمن قوم کو بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جو قوم بنیادی طور پر مجرمانہ زندگی کی طرف مائل ہی نہیں اور نہ انہیں اس طرح کی زندگی کی کوئی تعلیم وتربیت دی گئی ہے۔ جو اول سے آخر تک امن پسند، ترقی پسند اور شریفانہ زندگی کی طرف گامزن ہیں ان کو جب اس طرح کے دل شکن اور اچھے عمل میں رخنہ ڈالنے والے پریشان کن حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو پھر ذہن میں کچھ عجیب سے خیالات اور کشمکش کے تحت کیا رویہ اختیار کیا جائے اس سوچ میں ترقی تو درکنار روزمرہ کی گھریلو اور بیرونی زندگی بھی بالکل معطل ہو کر رہ جاتی ہے۔

جس قوم کے آباؤ اجداد سادہ لوح، نیک، امن پسند اور دین دار ہوں، اس قوم کو جب جبراً اور مسلسل اس کے بالکل مخالف طریقہ حیات کا سامنا ہو، اس وقت وہ اس کے خلاف مزاحمت کے باوجود بھی متاثر ضرور ہو جاتی ہے۔ اس تندی باد مخالف کے باوجود بزرگوں سے حاصل کردہ تعلیم وتربیت نصیحتیں اور دعائیں اور اللہ عزوجل کا کرم ہی ہے کہ میمن قوم میں بچے، جوان، بڑے، عورت اور مرد اکثر وبیشتر اپنے آباؤ اجداد کی پسندیدہ روایات کے مطابق زندگی کے ہر شعبے میں نہ صرف موجود ہیں بلکہ ترقی کر رہے ہیں اور وہ کارگزاری دکھا رہے ہیں جس کی دیگر قومیں مثالیں پیش کرتی ہیں۔

اب ان بنیادی حقائق کی روشنی میں اور بین الاقوامی ہر طرح کی بے راہ روی میں قوم کے ہر فرد کو سیسہ پلائی دیوار کی طرح بننا ہے۔ اپنی نیک، رواداری، اچھائی، تعلیمی، دینی، اخلاقی، تجارتی، صنعتی، پیشہ ورانہ اور گھریلو روایات کو متاثر ہونے سے بچانا ہے۔ دوسرے کے عمل دوسروں کے ساتھ اور اپنے عمل اپنے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ بالکل اٹل حقیقت ہے۔ لہٰذا اب حوصلہ بلند رکھنا ہے، منظم رہنا ہے، اچھائی برائی، نیک وبد، پسندیدہ نا

پسندیدہ، سچ جھوٹ کا ناپ تول اور جائزہ ہر وقت ہر روز ہر گھڑی، ہر لمحہ لیتے رہنا ہے اور اپنے کام میں حتی الامکان مصروف رہنا ہے۔ سستی کاہلی سے کام کبھی نہیں بنتا۔ جہاں کہیں کاہلی اور سستی ہے، وہاں شیطان کا راج ہوتا ہے اور تخریبی خیالات آنا شروع ہوتے ہیں اس لئے ہر وقت چست رہ کر فرض لازمی، ضروری اور دیگر کام بروقت ادا کرنے ہیں۔ عبادت کے وقت عبادت، کھانے کے وقت کھانا، کام کے وقت کام، کھیل کے وقت کھیل، سب کچھ وقت کی پابندی کے ساتھ روزہ مرہ کے دستور کے مطابق انجام دینا ہے۔ اپنا فرض اپنی بہترین کوشش سے سرانجام دینا ہے اور پھر اس کا نتیجہ قادر مطلق پر چھوڑ دینا ہے۔ راہ میں مشکلیں ضرور ہیں۔ بچوں کی دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ بچوں کو غیروں کے سہارے بالکل بے فکر ہو کر چھوڑ دینے کا نتیجہ کبھی کبھار تو ٹھیک ہوتا ہے، مگر اکثر و بیشتر خراب ہوتا ہے۔ بچہ ایک نازک پھول کی مانند ہوتا ہے۔ جس طرح پھول کی آبیاری اور دیکھ بھال ہوتی ہے اسی طرح بچہ بھی جس کی زیر نگرانی ہوتا ہے اس کی شخصیت کے اثرات قبول کرتا ہے۔ درخت جو کہ ہم راستہ کے کنارے پر دیکھتے ہیں ان میں سے کسی کے تنے سیدھے ہوتے ہیں، کسی کے ٹیڑھے کسی کے بھدے۔ جب پودا لگایا جاتا ہے یہ اس وقت کی دیکھ بھال وغیرہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے بچوں کی ذات کے لئے دیکھ بھال، والدین کا پیار، محبت، شفقت سبھی ضروری ہوتے ہیں اور والدین کا بچوں کی عادات و اطوار، صحت، تعلیم پر توجہ دینا ضروری ہے۔ یہی بچے بڑے ہو کر ہونہار، باشعور اور بلند کردار بھی بن سکتے ہیں۔ بچے وہی کچھ سیکھیں گے جو ان کی نگرانی کرنے والے کرتے ہیں۔ بعد میں انہیں اپنا بنانا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔

روزنامہ وطن گجراتی۔ مطبوعہ 20 اپریل 1981ء۔ ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر

(علامہ محمد اقبال)

ترجمہ: اے اللہ میں تیرا منگتا ہوں اور تو دو عالم کو عطا کرنے والا ہے، روز محشر میرا عذر قبول فرمانا، اگر میرے اعمال کا حساب ناگزیر ہو جائے تو پھر اے مالک و مولیٰ! اسے میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا۔

تاریخ کے چند گم گشتہ اوراق

ایک یادگار اور معلومات افزا تحریر کا ترجمہ

حجاز مقدس کے سفر کے غلام

ساگا آف کھنڈوانی (میمن) بمبئی کی ایک مخیر میمن فیملی

اس خاندان نے جدہ اور بمبئی کے درمیان سمندری راستے حج کا سفر متعارف کرایا اور حجاز مقدس میں پہلی کار بھی یہی خاندان لایا

گجراتی تحریر : پروفیسر مقبول احمد سراج سورتی، مورخ اور ریسرچ اسکالر (ریٹائرڈ) بمبئی یونیورسٹی

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

بمبئی کے خاموش اور پرامن علاقے ماہم میں بڑی رونق اور ہلچل ہے مگر یہاں بڑا سکون بھی ہے۔ یہ جگہ مغربی ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر کا دارالحکومت ہے۔ اس کے پرہجوم اور آراستہ و پیراستہ بازاروں میں ہر طرف لوگ نظر آتے ہیں۔ اس کی قدیم عمارات، اس کے پھول فروشوں کی آوازیں، کھانے پینے کی اشیا بیچنے والے ریڑھی والوں (ہاکرز) کا شور۔ اس کی مسجد میں عبادت کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد... ان سب سے پتا چلتا ہے کہ اس شہر میں دن کبھی ختم نہیں ہوتا... بلکہ ہمیشہ دن نکلا رہتا ہے۔ نہ رات ہوتی ہے اور نہ سناٹا۔ اس کے مغلئی ہوٹلوں سے آتی

لذیذ کھانوں کی خوشبو، اس کی بیکریوں میں دستیاب تازہ ڈبل روٹی کی بھینی بھینی خوشبو، اس کے بازاروں سے آتی مزیدار مسالوں کی ہوا اور دور پرے سے آتی مچھلی کی مخصوص بو!

اس سارے پس منظر میں ایک خاص بنگلہ : ان مدھم اور تیز روشنیوں کی گلیوں کے درمیان میں ایک پروقار سا بنگلہ بنا ہوا ہے، جس کا آگے کا حصہ (لان) بہت سرسبز اور شاندار ہے۔ اس کی بلند دیواروں اور فولادی دروازوں کے پیچھے شاندار اور مثالی کھنڈوانی فیملی سے تعلق رکھنے والے افراد رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بحری جہاز (کشتیاں) کسی زمانے میں بحیرۂ عرب کی تیز و تند لہروں پر حکمرانی کرتے تھے اور انہوں نے جزیرہ عرب اور بمبئی کو ملانے کے لیے ان کے درمیان سمندر میں پل کا کام کیا تھا۔ یہ خاندان حجاز مقدس اور انڈیا کے درمیان تقسیم ہو گیا مگر اس کا شاندار اور درخشاں ماضی آج بھی موجود ہے۔ اس کی موجودہ نسل کا ایک سینئر رکن حکومت مہاراشٹر میں ایک آئینی خدمت گزار کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اس کے سینئر رکن جناب محمد امین کھنڈوانی تھے جو مہاراشٹر منارٹیز کمیشن کے چیئرمین بھی تھے۔ اس سے پہلے آپ انڈیا کی سینٹرل حج کمیٹی کے چیئرمین تھے۔

کھنڈوانی فیملی کے اعزاز : انڈیا میں اور خاص طور سے بمبئی میں بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہوں گے کہ کھنڈوانی فیملی نے سب سے پہلے حجاز مقدس میں کار پہنچائی تھی اور اسی فیملی نے مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے درمیان پہلی بس سروس بھی متعارف کرائی تھی۔ ایک زمانے میں بمبئی اور جدہ کے درمیان شپنگ کا بزنس کرنے والی کھنڈوانی فیملی جسے اب بلکہ آج کے لوگ کم ہی جانتے ہیں، آج ان کا یہ کاروبار محض ایک یاد ہے اور اب اس خاندان کے لوگ منتشر اور بکھرے ہوئے ہیں۔ مگر 1920ء اور 1930ء کے عشروں میں اس خاندان کے بڑوں نے جو کام کیے، انہوں نے گزرے وقت پر اپنے گہرے نشان ضرور چھوڑے ہیں۔

ابتدائی تعارف : وہ چار بھائی تھے اور ان کا تعلق بمبئی سے تھا اور انہوں نے پہلی بار ایک ایسا شپنگ کا کاروبار شروع کیا تھا جس کے تحت سمندر کے راستے عازمین حج کو جدہ پہنچایا جاتا تھا۔ یہ بیسویں صدی کے بالکل ابتدائی زمانے کی بات ہے۔ کام شروع ہوا اور کامیاب ہوتا چلا گیا۔ کامیابی ان کے در پر دستک دینے لگی۔

پہلے کام پھر آبادیاں : پھر انہوں نے اپنے کام کو وسعت دی اور تجارتی شپنگ کی طرف آگئے۔ پھر تو انہوں نے شپنگ کے بزنس کی پوری سلطنت قائم کر ڈالی۔ اس خاندان کے شریف مکہ کے ساتھ بھی تعلقات استوار ہو گئے۔ کھنڈوانی فیملی کے چند ایک سینئر ارکان طائف، مکہ اور مدینے میں آباد ہو گئے۔ ان لوگوں نے شریف عرب خاندانوں میں شادیاں بھی کیں اور نہایت مستحکم تعلقات قائم کر لیے اور یہ تعلقات ہر مشکل اور کٹھن دور میں بھی قائم رہے۔

وہ چند تاریخی بھائی : کھنڈوانی چار بھائی تھے: عبداللہ، دادا، محمد اور ابا میاں کھنڈوانی۔ چونکہ یہ بھائی سوداگر تھے، اس لیے بمبئی کے تجارتی مرکز میں رہتے تھے (اب بمبئی کو ممبئی کہہ کر پکارا جاتا ہے) اس کے بعد ان بھائیوں نے 1914ء میں بیلنڈ اسٹیٹ خریدنے کا ارادہ کیا جو بمبئی پورٹ ٹرسٹ کی پراپرٹی تھی۔

پہلی جنگ عظیم اور جرمن جہازوں کی خریداری : یہ وہ زمانہ تھا جب پہلی جنگ عظیم کی چنگاری بھڑک چکی تھی۔ جنگ کی پہلی چنگاری کے ساتھ ہی عالمی معیشت کو شدید دھچکا لگا۔ کمرشل شپنگ (تجارتی جہاز رانی) کا شعبہ بری طرح متاثر ہوا۔ بیلنڈ اسٹیٹ

کے پرسکون پانیوں میں کھڑے تین جرمن بحری جہازوں پر جب ان بھائیوں کی نظر پڑی تو وہ چونکے۔ یہ تینوں بھائی ایک گھوڑا گاڑی پر سوار ہوکر بیلنڈ اسٹیٹ کے معائنے کے لیے آئے تھے۔ انہوں نے فوری طور پر جرمن جہازوں کے بارے میں معلومات کرائی تو یہ انکشاف ہوا کہ جہاز برائے فروخت ہیں۔ ان جرمن جہازوں کے نام یہ تھے: S.S.VERGEMER، S.S.BELVEDERS اور ایس ایس لاوا۔ بات چیت ہوئی اور ان جرمن بحری جہازوں کو ان بھائیوں نے 9,80,000 انڈین روپے میں خرید لیا۔ بھائیوں نے بیلنڈ اسٹیٹ کو خریدنے کا ارادہ ہی چھوڑ دیا۔

دولت مندی سے فقیری تک کی کہانی کا آغاز : اس زمانے میں مذکورہ رقم بہت بڑی تھی۔ بس اس وقت سے "دولت مندی سے فقیری (چیتھڑوں) تک" کی کہانی شروع ہوئی جو کھنڈوانی فیملی کی کہانی تھی۔

سفر حج : 1914ء سے لے کر آگے کے برسوں تک کھنڈوانی فیملی کی کھنڈوانی اسٹیم نیوی گیشنز کمپنی نے حج کے زمانے میں عازمین حج کو جدہ لانے اور لے جانے کا کام جاری رکھا۔ ساتھ ہی یہ بحری جہاز بار برداری کا کام بھی کرتے تھے۔ ان جہازوں کے ذریعے حج کے زمانے کے علاوہ باقی سارا سال حجاز مقدس کے علاقے میں اناج وغیرہ لے جایا جاتا تھا۔ اس کا کرایہ 210 روپے ہوتا تھا جس میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی اور جو مسافر بے حد غریب ہوتے تھے، ان سے دس روپے تک لیے جاتے تھے مگر بکنگ منیجر کو ہدایت دی تھی کہ وہ لوگوں سے ان کی مالی حیثیت کے مطابق کرایہ وصول کرے۔ جیسے ہی کمپنی کے نقیب بمبئی کے مسلم علاقوں میں ڈھول پیٹ کر جہازوں کی حجاز مقدس روانگی کے پروگرام کا اعلان کرتے تو ہر طرف سے لوگ نکل کر بحری جہازوں پر جمع ہوجاتے اور پاسپورٹ اور ویزا کے حصول کے لیے جدوجہد کرتے۔ اس زمانے میں بحری جہاز سے جدہ تک کا سفر دس دن میں طے ہوتا تھا۔ کمپنی نے اپنے جہازوں کی انشورنس نہیں کرائی تھی۔

پرانی یادیں : امین کھنڈوانی بعد میں اس وقت بمبئی میں رہنے والی کھنڈوانی فیملی کی دو تہائی تعداد میں سینئر ترین رہ گئے تھے اور وہ اس دور کے بحری جہاز کے سفر کو یاد کرتے ہوئے کہتے تھے: "میرے دادا ابا میاں کھنڈوانی جہاز کے مستول پر ایک تعویذ باندھتے تھے اور جہاز جدہ کے لیے روانہ ہوجاتا تھا۔"

عبدالجبار کی یادیں : زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بوہے (بمبئی) ڈاک یارڈ کا ایک سابق پورٹر (قلی) عبدالجبار جناب امین کے پاس پہنچا جب وہ انڈیا کے سینٹرل حج کمیٹی کے چیئر مین تھے (89 - 1982ء کے دور میں) اس وقت تک توانا اور متحرک نظر آنے والے عبدالجبار نے بتایا کہ اس نے کمپنی کے جہاز میں 50 روپے ادا کر کے سفر کیا تھا اور یہ خاندان عازمین حج کے لیے خصوصی ڈسکاؤنٹ دیا کرتا تھا مگر امین کے دادا کسی کو کسی بھی صورت میں مفت سفر نہیں کرنے دیتے تھے۔

دولت کی کہانی : برس پر برس گزرتے گئے۔ چاروں بھائیوں نے خوب دولت بھی کمائی اور شہرت بھی۔ کھنڈوانی بھائیوں میں سب سے بڑے بھائی عبداللہ میاں بحری سفر کے ماہر تھے۔ وہ ایک عمدہ مارکس مین تھے یعنی محل وقوع کی نشان دہی کے ماہر، ایک ماہر تیراک تھے اور ایک بے مثال گھڑ سوار بھی تھے۔ وہ آٹھ زبانوں کے ماہر تھے۔ انہوں نے استنبول کی ایک بہت ہی حسین خاتون سے شادی کی تھی۔ دادا میاں کا اصل نام حبیب تھا۔ وہ مکے میں پڑھتے تھے۔ وہ مولانا عبدالکلام آزاد کے ہم جماعت (کلاس فیلو) تھے۔ مولانا عبدالکلام آزاد بعد میں ایک نمایاں سیاسی لیڈر بن کر ابھرے اور انہوں نے ہندوستان کی آزادی کی قومی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہندوستان کی آزادی (1947ء) کے بعد

مولانا عبدالکلام آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم بنے تھے۔ دادا میاں اچھی کتابیں پڑھنے کے بے حد شوقین تھے۔ اس لائن میں تیسرے محمد میاں برطانیہ کے شاہ جارج پنجم سے مشابہ تھے۔ ویسٹ انڈین کلب میں وہ بمبئی کے طبقہ اشرافیہ کے ارکان کے ساتھ شامیں گزارتے تھے اور ان سے اچھی دوستی رکھتے تھے۔ کھنڈوانی خاندان کے چوتھے ابا میاں جناب امین کھنڈوانی کے دادا تھے اور وہ بمبئی میں پورے خاندان کے انچارج تھے۔

حجاز مقدس کی دیگر خدمات: کھنڈوانی فیملی کے بحری جہاز حجاز مقدس کے تاجروں کو اناج اور غلہ سپلائی کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ تھے۔ جدہ میں ان جہازوں کا بڑی بے قراری کے ساتھ انتظار کیا جاتا تھا۔ اکثر شریف مکہ اور اس کے آدمی جدہ کی بندرگاہ پہنچے ہوئے ہوتے تھے۔ 1918ء میں کھنڈوانی نے شریف مکہ کو تحفے میں ایک کار پیش کی اور ساتھ ہی جنریٹرز بھی۔ یہ کار ایک بہت بڑی سیڈان تھی جس کے اوپر کینوس کی چھت تھی جو بہ وقت ضرورت ہٹائی جاسکتی تھی۔ عرب کے بدو اسے دیکھ کر بہت حیران ہوتے اور وہ کار جہاں بھی جاتی، بدو اس کے پیچھے جاتے تھے۔ وہ اسے شیطان کہہ کر پکارتے تھے اور موقع ملتے ہی انھوں نے اسے جلا ڈالا۔ دراصل بدوؤں کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ کسی ایسی چیز کو برداشت نہیں کرسکتے تھے جو اپنی جگہ سے حرکت کرتی ہو مگر چارا نہ کھاتی ہو۔ جناب امین اس کے بارے میں یاد کر کے بتاتے ہیں کہ وہ کار 60 دن سے زیادہ سلامت نہ رہ سکی۔

پہلی بس سروس: کھنڈوانی فیملی نے مکے اور مدینے کے درمیان پہلی بس سروس بھی متعارف کرائی تھی۔ اس خاندان کے جناب عبداللہ میاں جو سب سے بڑے بیٹے تھے، ان کے بیٹے جان محمد کھنڈوانی نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ جان محمد کی بیٹی بدرالنساء جو مکہ میں رہتی ہیں ان کا کہنا ہے "اس بس سروس کے آغاز کے بعد کھنڈوانی مکے کا ایسا نام بن گیا جو گھر گھر مشہور ہوگیا۔ حالانکہ یہ فیملی اس وقت کے حکمراں شاہی خاندان کے ساتھ گہرے اور قریبی تعلقات رکھتی تھی، اس کے بعد تو اس فیملی کی شہرت اور بھی بڑھ گئی۔ علاقے کے بدو بس کو دیکھتے ہی عفریت عفریت (بھوت بھوت) کہہ کر چیختے تھے کیونکہ یہ ان کے لیے نہایت عجیب وغریب چیز تھی۔"

بس کی یادیں جب اسے بھوت سمجھا جاتا تھا: بدرالنساء مزید کہتی ہیں "مکے سے بس روانہ ہوتی تو 14 راتوں میں مدینے تک کا سفر طے کرتی تھی۔ رسول پاک ﷺ کے شہر (مدینے) تک جانے والی سڑک دھول مٹی اور ریت سے بھری رہتی تھی۔ اس دور میں بس چلتی اور بیچ بیچ میں ریگستان کی ناقابل برداشت گرمی کی وجہ سے بار بار روکنی پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ دوران سفر بس بار بار ریت میں بھی پھنس جاتی تھی۔ اس وقت زائرین سے کہا جاتا تھا کہ وہ بس سے اتر کر نیچے آجائیں۔ پھر بس کے پہیوں کے نیچے لکڑی کے بڑے بڑے ٹکڑے رکھے جاتے اور بس کو بڑی مشکل سے ریت سے دھکے لگا کر نکالا جاتا۔ کھنڈوانی فیملی کی یہ بس سروس 1930ء کی دہائی تک چلتی رہی۔ بعد میں جان محمد کھنڈوانی نے تمام بسیں حکومت کے حوالے کردیں جس نے وہ بس سروس خود چلائی۔ 1960ء کے عشرے تک اس کاروبار میں جان محمد کے شیئرز بھی تھے مگر بعد میں انھوں نے یہ شیئرز بیچ دیئے اور دوسرے کاروباروں پر توجہ دینے لگے۔"

کھنڈوانی فیملی کا گھر مکہ میں توسیع کے وقت ختم ہوگیا: اس خاندان میں جیسے جیسے دولت آتی آگئی، اس کی خوش قسمتی بلند پروازی کی طرف مائل ہوتی چلی گئی۔ مکہ میں اس فیملی کا گھر حرم شریف کے نزدیک باب الصفا میں واقع تھا۔ یہ مکان شریف مکہ سے کرائے پر حاصل کیا گیا تھا۔ یہ مکان عرب عمائدین، شرفاء اور خاص طور سے انڈیا پاکستان سے آنے والے معزز مہمانوں کی مہمان نوازی کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ بدرالنساء کے مطابق جب حرم شریف میں توسیع کا مرحلہ آیا تو کھنڈوانی فیملی نے یہ گھر خالی کردیا۔

بمبئی اور پونا میں کھنڈوانی فیملی کی جائیدادیں : کھنڈوانی فیملی نے بمبئی اور پونا میں اور اس کے اطراف وسیع وعریض جائیدادیں حاصل کی تھیں۔ پونا کا بنگلہ 2.5 ملین روپے کی خطیر رقم سے تعمیر کیا گیا تھا۔ 1920ء کی دہائی میں یہ ایک بڑی رقم تھی جبکہ اس دور میں صرف ایک لاکھ روپے سے ایک بہت بڑا گرانڈ مینشن تعمیر ہوجاتا تھا۔ اس کی ڈائننگ ٹیبل کے اطراف 76 افراد بیٹھ سکتے تھے۔ ثقافتی ورثے کی حامل ایک اور عمارت ماہم کازری والا یتیم خانہ تھا جسے 2003ء میں منہدم کردیا گیا تھا۔ اس میں اس وقت 3000 مسلم پناہ گزینوں نے پناہ لی تھی جب 1993ء میں مسلم کش فسادات ہوئے تھے۔

1922ء میں اس خاندان پر زوال آگیا : تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے 1922ء میں کھنڈوانی فیملی پر زوال آگیا تھا جب اس کا جہاز S.S.BELVEDERE بحیرہ عرب میں غرقاب ہوگیا۔ جو ٹیلی گرام یہ روح فرسا خبر لایا تھا، وہ کسی بھی طرح کسی طوفان سے کم نہ تھا۔ اس وقت پورا خاندان پونا کے اس نئے بنگلے میں جمع تھا اور اس شاندار بنگلے کی افتتاحی تقریب منعقد ہورہی تھی۔

چونکہ تمام بحری جہاز غیر بیمہ شدہ تھے اس لیے ان کی Liabilities بھی بڑی مقدار میں ادا کرنی پڑیں۔ چھے سال بعد بمبئی کے ساحل کے قریب ایک اور جہاز سمندر میں ڈوب گیا جس سے دین داریوں Liabilities کا پہاڑ اور بھی اونچا ہوگیا۔ ان کی ادائیگی کے لیے فیملی کی تمام پراپرٹیاں جن کی تعداد 76 تھی اور سب کو ایک ہی دستاویز میں درج کیا گیا تھا، نیلامی کے لیے پیش کردی گئیں۔ جو خوش قسمتی ایک دم بدقسمتی کے سمندر میں ڈوبی تھی، وہ کئی عشروں تک بھی واپس نہ ابھر سکی۔ خاندان کی خواتین سے کہا گیا کہ وہ اپنی تمام جیولری (زیورات) بڑی ڈائننگ ٹیبل پر جمع کریں۔ اس وقت ٹیبل پر اتنا اونچا ڈھیر جمع ہوگیا تھا جس کی وجہ سے میز کے دوسری طرف کے لوگ نظر نہیں آرہے تھے پھر ابا میاں کھنڈوانی کے چار بیٹوں میں سے ایک کے ہاں 1932ء میں امین کھنڈوانی پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے کچھ پہلے ہی یہ خاندان زوال کا شکار ہوا تھا۔ اس کے بعد اس شاندار خاندان کی آب وتاب ختم ہوگئی اور وہ منتشر ہوگیا۔

پھر خاندان کے اثاثے فروخت ہونے لگے : پھر خاندان کے اثاثے فروخت ہونے لگے۔ خاندان کی عزت تک داؤ پر لگ گئی۔ امین کہتے ہیں کہ انہوں نے خود یہ چیزیں بیچی تھیں: بہت بڑی اور میز کے سائز کی کپاس، کتابوں سے بھری ہوئی کئی الماریاں، بیش قیمت چاندی کی کٹلری جو جہاز پر استعمال کی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ قیمتی فرنیچر بھی وقت بے وقت فروخت ہوتا رہا۔ لیکن روبل (روسی کرنسی) کے کچھ بنڈل جو غالباً کرائے کی مد میں ادا کیے گئے تھے جن پر 1898ء اور 1910ء کے سنہ درج ہیں اور آج بھی روسی ملکہ زارینہ کی تصویریں ہیں یہ کمپنی کے آفس کی ایک الماری سے ملی تھیں۔ ایک کتاب جس کا عنوان تھا: Life of Muhammed : The Prophet of Allah By: E Dinet بھی اس خاندان کا اثاثہ تھی۔

پھر امین کے دادا بھی چل بسے : وہ بھی اس فیملی کے تاریخی ورثے کا حصہ ہے۔ اس کتاب کے صفحات کی آرائش محمد دیم نے کی تھی۔ امین کے دادا (ابا میاں) جو اپنے خاندان کے اس زوال کی وجہ سے بہت شکستہ دل ہوچکے تھے، وہ مکہ روانہ ہوگئے۔ جہاں 18 محرم الحرام کو وہ لو لگنے کے باعث وفات پاگئے اور مالات کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ اس فیملی کے عبداللہ جان کھنڈوانی کو طائف میں 1935ء میں گولی مار کر ہلاک کردیا گیا اور وہیں دفن بھی کردیا گیا۔ انھیں عدالت نے سزا سنائی تھی۔

امین کھنڈوانی کا عروج : کئی عشروں کے بعد امین کھنڈوانی کو انڈیا کی سینٹرل حج کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ پھر بمبئی کی 21

منزلہ عمارت ''حج ہاؤس'' بھی تعمیر ہوئی۔ اسے آزاد ہندوستان کے مسلمانوں کی سب سے متاثر کن عمارت تسلیم کیا گیا ہے۔ امین صاحب نے اس ضمن میں حکومت سے کوئی پیسہ وصول نہیں کیا تھا اور نہ انھوں نے عوام سے عطیات مانگے۔ انھوں نے تمام وسائل اپنے حج آپریشنز کے اندر سے ہی تلاش کیے تھے۔ جناب امین نے 27 سال تک بمبئی میونسپل کارپوریشن میں مسلمانوں کی نمائندگی کی۔ وہ مہاراشٹر کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے تھے۔ وہ اپنی یادداشتیں یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی 20 سال پہلے انھیں ایک برطانوی فرم کی جانب سے ایک خط ملا تھا جس نے انھیں اطلاع دی تھی کہ بحیرۂ عرب میں S.S.BELVEDERES نامی جہاز کے ملبے کو تلاش کرلیا گیا ہے، مگر اس کے نکالنے پر بہت زیادہ اخراجات آتے، اس لیے اس فیملی نے اس معاملے پر کوئی توجہ نہیں دی اور اس طرح یہ باب ختم ہوگیا۔

آج جناب محمد امین کھنڈوانی اور ان کے چھوٹے بھائی جناب یعقوب ماشاءاللہ بقید حیات ہیں اور ماہم میں اپنے سمندر کے کنارے والے بنگلے میں رہتے ہیں۔ اپنی دھندلی سی یادداشت پر زور دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں یہ بنگلہ صرف ایک گیسٹ ہاؤس تھا اور اسی لیے یہ نیلام ہونے سے بچ گیا۔

بشکریہ: میمن ویلفیئر گجراتی، ممبئی (انڈیا) 2004ء

آپ سب کو عید قرباں مبارک

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ترجمان اور برادری کا ہردلعزیز

''ماہنامہ میمن سماج'' اپنے قارئین کرام، قلمکاروں،

اشتہارات دینے والے صاحبان

عیدالاضحیٰ

بانٹوا میمن برادری کے تمام اداروں کے عہدیداران اور

اراکین مجلس عاملہ کو تہہ دل سے پرخلوص مبارک باد

پیش کرتے ہیں

عبدالجبار علی محمد بدو
مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

محمد اقبال بلو صدیق آکھاوالا
پبلشر ماہنامہ میمن سماج کراچی

رحمت العالمین ﷺ کا آخری حج

ہجرت کا دسواں سال تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا۔ ذی قعد 10 ہجری کو اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ حج کے لئے تشریف لے جارہے ہیں۔ یہ خبر بجلی کی طرح پورے عرب میں پھیل گئی۔ اس بابرکت موقع پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے شوق میں پورا عرب امنڈ آیا۔

ماہ ذی قعد کی آخری تاریخوں میں آپ ﷺ کی سواری مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئی اور 4، ذی الحج کی صبح کے وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ وہاں آنے کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے اتر کر مروہ کی سعی کی، یعنی دوڑ لگائی۔ ان مناسک سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے جمعرات کے روز یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو تمام مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا۔ دوسرے دن 9، ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے اور عرفات کے میدان میں تشریف لائے۔ عرفات کے میدان میں آپ ﷺ نے وہ مشہور زمانہ تاریخ خطبہ حج دیا، جو دنیا کی تاریخ میں ''حقوق انسانی'' کا پہلا منشور قرار پایا۔ اس خطبہ میں آپ نے انسانوں کے لئے اہم باتوں کے بارے میں ہدایتیں فرمائیں:

1۔ لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس اس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

2۔ لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں کہ جس طرح تم آج کے دن کی، اس شہر کی، اس مہینے کی

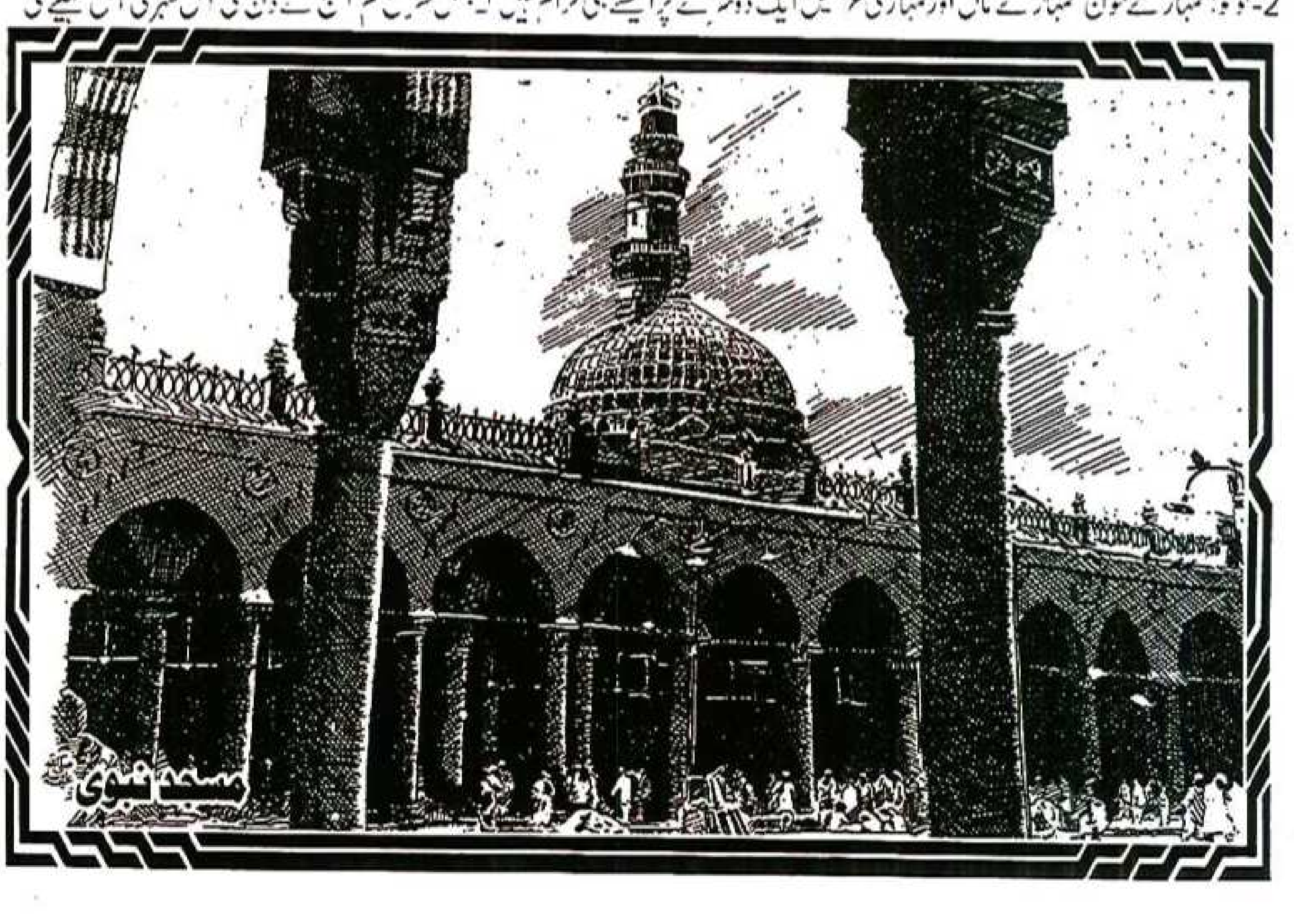

حرمت کرتے ہو۔

3-لوگو! تمہیں جلد اللہ کے سامنے ضرور حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے کاموں کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار! میرے بعد گم راہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

4-لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون میرے خاندان کا ہے یعنی ربیعہ بن الحارث کا خون، جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا۔ میں اسے معاف کرتا ہوں۔ جاہلیت کے زمانے کا تمام سود ملیامیٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود میں اپنے خاندان کا مٹاتا ہوں۔ وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ وہ سارے کا سارا ختم کر دیا گیا۔

5-لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے نام کی ذمے داری سے تم نے ان کو اپنی بیوی بنایا۔

6-لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گم راہ نہ ہو گے۔ وہ چیز قرآن، اللہ کی کتاب ہے۔

7-لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پانچوں وقت کی نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ مالوں کی زکوۃ نہایت خوش دلی کے ساتھ دیا کرو۔ خانہ کعبہ کا حج کرو۔ اپنے بڑوں کی اطاعت کرو، جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کی فردوس بریں میں داخل ہو گئے۔

8-لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی پوچھا جائے گا، مجھے ذرا بتاؤ کہ تم کیا جواب دو گے؟ سب نے کہا: ''ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کے احکام ہم تک پہنچا دیئے۔ آپ ﷺ نے رسالت اور نبوت یعنی اللہ کا پیغام دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔''

یہ سن کر ہمارے پیارے نبی ﷺ نے آسمان کی طرف اپنی انگلی اٹھائی اور تین دفعہ فرمایا: ''اے اللہ تو گواہ رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ (یہ سب باتیں) ان تک پہنچا دیں جو موجود نہیں۔'' اس موقع پر قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی جس کا اردو ترجمہ یہ ہے: ''آج میں نے تمہارے لئے دین کو پورا کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو بہ حیثیت دین پسند کیا۔''

آخری حج کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے خود حج کر کے یہ دکھایا کہ حج کس طرح کرنا چاہئے۔

اسی موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: ''مجھ سے حج کے مسئلے سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت آئے۔''

بانٹوا راحت کمیٹی اور بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے رابطے کے لئے ٹیلی فون نمبر

بانٹوا راحت کمیٹی فون نمبر 32312939

بانٹوا انجمن حمایت اسلام فون نمبر 32201482 - 32202973

موبائل نمبر 0336-2268136

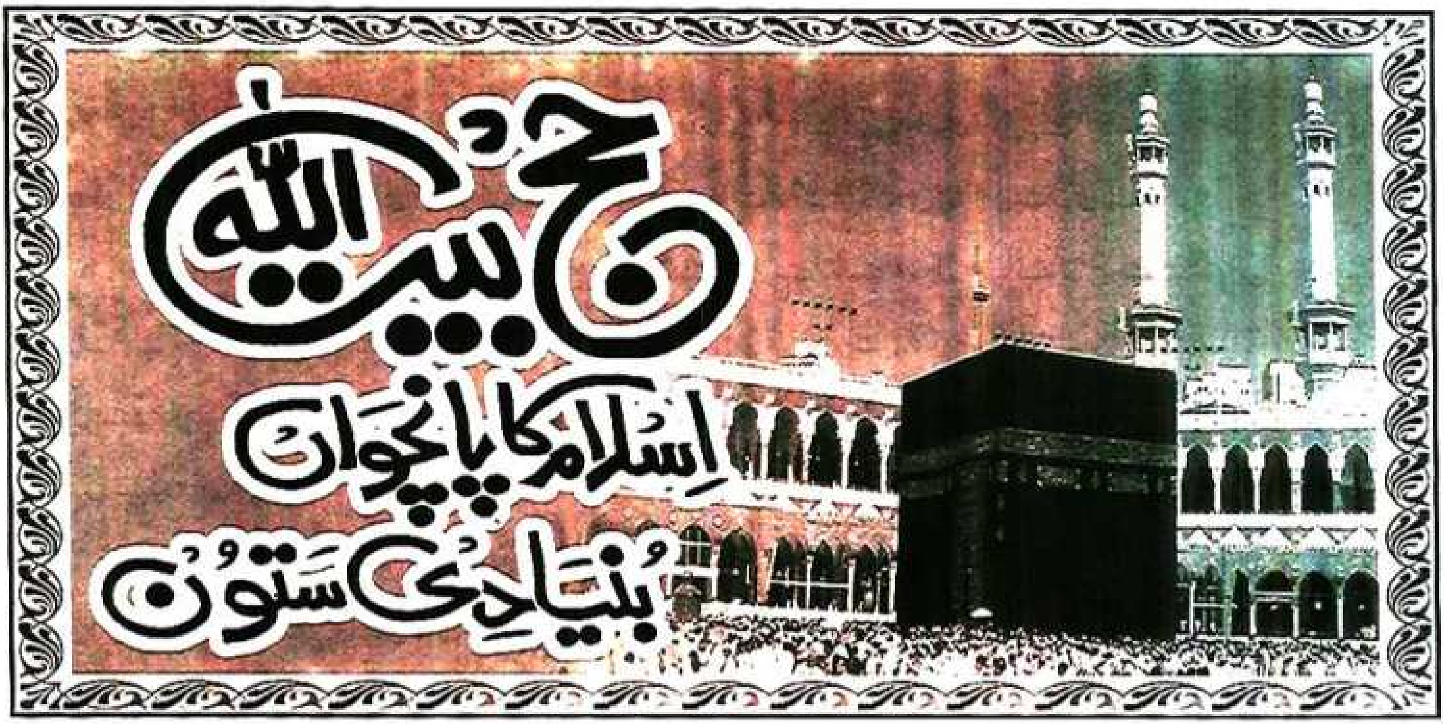

حج اور قربانی کا پس منظر

ایثار اور قربانی۔ پیکر تسلیم ورضا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہر بات اسلام تھی۔ حقیقت اسلامی میں ان کا وجود اس طرح فنا ہوگیا تھا کہ خود ان کی کوئی ہستی باقی نہیں رہی تھی۔ جب کہ تاروں کی عجیب وغریب روشنی ان کے سامنے آئی، چاند کی دل فریبی نے ان کو آزمانا چاہا اور سورج اپنی سطوت وعظمت سے چمکا، تاکہ ان کی فطرت کو مرعوب کر سکے، تو اسلام ہی تھا جس نے اندر سے صدا دی کہ ”میں فنا پذیر ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

آپؑ نے جب آنکھ کھولی تو ان کے چاروں طرف بت پرستی کے مناظر تھے۔ انہوں نے خود اپنے گھر کے اندر جس کسی کو دیکھا، اس کے ہاتھ میں سنگ تراشی کے اوزار اور بتوں کے نمونے تھے، آپ نے جس طرف دیکھا، بتوں کے آگے جھکے ہوئے سر تھے اور جس طرف کان لگایا، اللہ فراموشی کی صدائیں آرہی تھیں۔ پھر وہ کون سی چیز تھی، جس نے ان تمام چیزوں سے ہٹا کر جو آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی جاتی ہیں، ان کے دل میں ایک ان دیکھے محبوب کے عشق کی لگن لگادی اور ایک ان سنے آواز کی تلاش میں ان کو مضطرب بنا دیا؟ ان کے سامنے تو بتوں کی قطاریں تھیں، جن کو ان کی آنکھیں دیکھتی تھیں۔ پھر وہ کون تھا جو ان کے اندر بیٹھا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا تھا اور اس قدرتی جوش وقوت کے ساتھ جو کسی بلندی سے گرنے والے آب شار یا کسی زمین سے ابلتے ہوئے چشمے میں ہوتا ہے اور ان کی زبان سے ”فاطر السمٰوات والارض“ کی یہ شہادت دے رہا تھا۔ دراصل یہ وہی حقیقت اسلامیہ تھی جس نے ان کے وجود کو آنے والی امتوں کے لئے ”اسوۂ حسنہ“ بنا دیا تھا اور جس کی وصیت انہوں نے حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کی اور پھر انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو اور ان کے بعد نسل در نسل یہ سلسلۂ ابراہیمی میں منتقل ہوتی رہی۔ اور یہی

وہ دین حنیف تھا، جس کی وصیت ابراہیم اپنی اولاد کو کر گئے اور پھر یعقوب کو بھی کہ "اے فرزند...... اللہ نے تم کو اس دین سے ممتاز فرمایا۔ پس تم زندگی بھر اس کی تعلیم دینا اور جب مرنا تو اس طریقے پر مرنا۔" اور یہی وہ روح الٰہی ہے جو شریعتِ ابراہیمی سے منسوب ہو کر سلسلۂ ابراہیمی کی آخری امت، یعنی امت محمد میں ظہور کرنے والی تھی اور جس کے یوم ظہور کی ایک رات گزشتہ ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے۔

انسان کے اندر جو کچھ ہے، وہ اسلام ہے اور کفر جب آتا ہے تو باہر سے آتا ہے اور یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی طرف قلب سلیم کے ساتھ متوجہ ہوئے اور پھر سورۂ شعراء کے چوتھے رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آذر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی ہے تو ساتھ یہ بھی فرمایا: "وہ آخری روز کی عدالت جب کہ نہ تو مال و دولت کام دیں گے اور نہ اہل و عیال کام آئیں گے مگر صرف وہ کامیاب ہوگا جس کے پہلو میں "قلب سلیم ہے۔"

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ وہ آسمان و زمین کا فاطر" جس نے ان کو پیدا کیا۔ تمہارا بھی پروردگار ہے اور میں اس کے وجود پر شہادت دیتا ہوں۔"

جب حقیقت اسلامی کی آخری مگر اصلی آزمائش کا وقت آیا تو وہ اسلام ہی تھا جس نے ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ میں چھری دے دی تاکہ فرزند کو ذبح کر کے محبت ماسویٰ اللہ کی راہ میں قربانی کریں، یہ اسلام ہی تھا جس نے اسماعیل علیہ السلام کی گردن جھکا دی، تاکہ اپنی جانِ عزیز کو اس کی راہ میں قربان کر دیں، جب کہ ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: "اے فرزندِ عزیز، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ پھر تیرے خیال میں یہ بات کیا ہے؟"

یہ وجود ابراہیمی علیہ السلام کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی اور پھر جب اس کے جواب میں اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا "اے ابا جان، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی اور اس کے حکم کا اشارہ ہے۔ پس جو اس کا حکم ہے، اس کو بلا تامل انجام دیجیے۔ اگر اس خدا کی مرضی ہوئی تو آپ دیکھ لیں گے کہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہوں گا۔"

یہ بھی اسمٰعیل علیہ السلام کی نہیں بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی۔ پھر جب باپؑ نے بیٹے کو مینڈھے کی طرح تختی سے پکڑ کر زمین پر گرایا تو وہ اسلام ہی کا جذبہ تھا جو ابراہیم علیہ السلام کے اندر کام کر رہا تھا، اور جب بیٹے نے اس شوق و ذوق کے ساتھ جو مدتوں کے پیاسے کو آبِ شیریں سے ہوتا ہے، اپنی گردن، مضطرب چھری سے قریب کر لی، تو وہ حقیقت اسلامی ہی کی محویت کا اشارہ تھا، جس نے نفسِ اسمٰعیل علیہ السلام کو فنا کر دیا تھا اور اس فنا سے مقام ایمان کو بقا ملی ہے۔

سرور دو عالم محمد ﷺ کا ارشاد ہے (1) عید قربان کے دن ابنِ آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پسندیدہ نہیں، وہ قربانی اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ قیامت میں آئے گی اور اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔ (2) قربانی کے جانوروں کو موٹا کرو، کیوں کہ وہ تمہارے لیے پل صراط پر سواریاں بنیں گی۔

طنز ومزاح

ٹھنڈی ہوا کے لیے ہاتھ کے پنکھے اور ٹھنڈے پانی کے لیے مٹکے اور صراحیاں

لوڈشیڈنگ کی عنایات

تحریر: جناب ڈاکٹر محمد محسن

کچھ لوگ عوامی سوچ رکھتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو جاتے ہیں۔ دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ شروع کر دیتے ہیں۔ سرکار کی عنایات کا برا مان جاتے ہیں۔ ایک ہم ہیں، ہماری سوچ سب سے نرالی ہے، مست مولا ہیں۔ حاکم وقت کو بادشاہ سلامت اور اس کے ہر کارندے کو وزیر باتدبیر جانتے ہیں۔ ہمیں سرکار کی ہر بات قابل تحسین لگتی ہے، یہی وجہ ہے برائی میں بھی بھلائی کے پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔ آیئے ذرا لوڈشیڈنگ کی بات کرتے ہیں۔ لوڈشیڈنگ سرکار کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ کسی زمانے میں بچے آنکھ مچولی کھیلا کرتے تھے، آج کل بجلی آنکھ مچولی کھیلتی ہے۔

عوام کو بجلی کا آنکھ مچولی کھیلنا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ لوڈشیڈنگ سے بغض ہے۔ ادھر لائٹ گئی، ادھر غصے کا دورہ پڑا۔ عوام غصے کے بہت تیز ہیں، غصہ ہر وقت ناک پر دھرا رہتا ہے۔ ہمارا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ ہماری سوچ ضرورت سے زیادہ مثبت ہے۔ غصہ اس لیے نہیں آتا کہ برف سے زیادہ ٹھنڈے مزاج کے ہیں۔ ہمیں تو اس میں فائدے ہی نظر آتے ہیں۔ ایک فائدہ جو سب کو نظر آ رہا ہے یہ ہے کہ جنریٹرز، یو پی ایس اور ایمرجنسی لائٹس کی طلب میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ ان چیزوں کی امپورٹ اور صنعت دن رات ترقی کر رہی ہے، اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا تو ہر مکان میں، ہر دکان میں جنریٹر لگا ہوگا یا یو پی ایس سے قوم کی مصنوعی خوشحالی میں اضافہ ہوگا۔ پیٹرول کی سیل بڑھے گی۔ توانائی کا حصول آسان ہو جائے گا۔ جنریٹر کے شور سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ عوام کی اونچا سننے کے صلاحیت حیرت انگیز طور پر بڑھ جائے گی۔ کان پڑی آواز سننے کے لیے آلہ سماعت کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس سے روزگار کے دروازے کھلیں گے اور بے روزگاری میں کمی واقع ہوگی۔

کم آمدنی والے ایمرجنسی لائٹس خریدنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اُن کی یہ مجبوری ایک دن یقیناً رنگ لائے گی۔ ایمرجنسی لائٹس کی امپورٹ بڑھے گی۔ سیل بڑھے گی تو کولہے کی ہڈی ٹوٹنے کے واقعات کم ہو جائیں گے۔ اس کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بجلی سے چلنے والے آلات فریج، ڈیپ فریزر، پنکھے، ٹیوب لائٹ کی چوک ایئرکنڈیشنز اس تیز رفتاری سے خراب ہوں گے کہ ان کی مرمت کرنے والے کاریگروں کا بحران پیدا ہو جائے گا۔ اس بحران پر قابو پانے کے لیے جگہ جگہ ٹیکنیکل اسکول کھلنے لگیں گے۔ اساتذہ کے لیے نئی نئی اسامیاں پیدا ہوں گی۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے گھریلو صنعتیں تیزی سے ترقی کریں گے۔ دنیا دیکھتی جائے گی۔ بچہ بچہ کام دھندے میں مصروف ہو جائے گا۔ ٹھنڈی ہوا کے لیے ہاتھ کے پنکھے اور خس کی ٹٹیاں بننے لگیں گی اور ٹھنڈے پانی کے لیے مٹکے اور صراحیاں نئی نسل بزرگوں کے نقش قدم پر چلے گی تو شاندار ماضی کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ گرمی کی شدت سے لوگوں کو نیند نہیں آئے گی تو آنگن میں بیٹھ کر یا چھت پر لیٹ کر یا باہر گلی میں چوپال جما کر رت جگے کا مزا لوٹیں گے۔ رات بھر عالمی امور پر باتیں ہوں گی۔ سرکار کے خلاف دل کی بھڑاس نکالی جائے گی۔ بحث ومباحثہ ہوگا۔ عوام میں تقریری صلاحیتیں پیدا ہوں

ارے ساجد! یہ تمھارے ہاتھ میں پٹی کیسی؟

میاں! لوڈشیڈنگ کی کرامات ہیں، پنکھا جھلتے جھلتے ہاتھ شل ہوگیا ہے

گی۔اسی کی وجہ سے شہر کے باسیوں کو فضول خرچی کی عادت سے نجات مل جائے گی۔کفایت شعاری ان کا مسلک بن جائے گی۔ایک بالٹی پانی سے نہانے اور ایک لوٹے سے وضو کرنے کی عادت ہو جائے گی۔پانی کا زیاں ختم ہو جائے گا۔لوگ زیر زمین ٹینک سے ڈول ڈال کر پانی نکالنے لگیں گے۔دیہاتی زندگی کا مزا لوٹیں گے۔ایک دوسرے کے کام آنے لگیں گے۔

لوڈشیڈنگ کے دنوں میں بجلی کا اُتار چڑھاؤ قابلِ دید ہوتا ہے۔اس اُتار چڑھاؤ کی وجہ سے بجلی سے چلنے والے آلات اکثر خراب ہو جاتے ہیں۔ان کو تباہی سے بچانے کے لیے وولٹیج اسٹیبلائزر کی ضرورت پیش آتی ہے۔اس کی طلب بڑھے گی اور جب طلب بڑھے گی تو اس کی صنعت بھی تیزی سے ترقی کرے گی۔عوام کو روزگار ملے گا۔عوام خوش ہوگی۔ملک خوش حال ہوگا۔

لوڈشیڈنگ میں پسینہ بہت آتا ہے۔بعض لوگوں کے پسینے میں ایسی شدید بُو ہوتی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔عطر اور پرفیوم کی سیل اس قدر بڑھ جائے گی کہ دکان داروں کے لیے اُن کی طلب پوری کرنا مشکل ہو جائے گا۔کمپنیوں کے عیش ہو جائیں گے۔ایک خوش خبری سننے میں آئی ہے کہ لوڈشیڈنگ کا یہ سلسلہ کافی طویل عرصے تک چلے گا۔پسینے کی زیادتی کی وجہ سے دن میں کم از کم دو بار کپڑے بدلنے پڑتے ہیں۔اس طرح ہر گھر میں میلے کپڑوں کی تعداد دوگنی ہو جاتی ہے۔دھوبیوں اور ڈرائی کلینرز کی آمدنی بھی دوگنی ہو جاتی ہے۔یعنی فی کس سالانہ آمدنی میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا ہے۔یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ملک، معاشی طور پر مستحکم ہو چلا ہے۔بہت جلد ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہونے والا ہے۔

لوڈشیڈنگ کا سب سے بڑا اور قابلِ رشک فائدہ یہ ہے کہ بچے مغرب الاخلاق ٹی وی پروگرام دیکھنے سے بچے رہتے ہیں۔والدین کو رات بھر اُٹھ اُٹھ کر بچوں کی چوکیداری نہیں کرنا پڑتی۔کبھی گھر میں بجلی ہوتی ہے تو کیبل آپریٹرز کے پاس نہیں ہوتی اور کبھی کیبل آپریٹرز کے پاس ہوتی ہے تو گھر میں نہیں ہوتی۔اس طرح بچے کیا بڑے بھی آنکھوں اور کانوں کے گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔یہ کوئی معمولی بات نہیں۔اس کی اہمیت کا اندازہ تو ٹی وی کو شیطانی ڈبا کہنے والا کوئی دین دار ہی لگا سکتا ہے۔ہم جیسے دنیا داروں کے ذہن کی رسائی وہاں تک ممکن ہی نہیں۔اب آپ بتائیں جس چیز میں اتنے فوائد مضمر ہوں، اس کے خلاف احتجاج ہم جیسے لوگوں کو کیسا عجیب سا لگتا ہوگا۔۔!!!

بشکریہ: روزنامہ جنگ کراچی۔مطبوعہ: بدھ 21 اکتوبر 2015ء

خدمت کا جذبہ سر سید کی نظر میں

SIR SYED AHMED KHAN

۔۔۔۔معاشرے میں سماجی خدمات انجام دینے والے لوگ دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہوتے ہیں۔میں آپ سے پوری دل سوزی کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ آپ دکھی لوگوں کی خدمت کرنے کے جذبے کو اپنی آنے والی نسلوں میں بھی منتقل کریں، ہمارے آس پاس دکھی اور پریشان حال لوگ خواہ وہ کسی بھی مذہب اور عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، ہم سب کی ہمدردیوں کے مستحق ہیں، ان کے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا ہوگا۔تعلیم کو عام کرنے کے لئے میرا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہونا ہوگا۔جس گھر میں تعلیم ہوگی وہاں روشنی ہوگی اور خوشحالی آئے گی۔

(محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ کی تقریب سے خطاب۔مورخہ 26 جون 1889ء)

خوشخبری

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کی جانب سے بانٹوا برادری کے بزرگ اور خواتین مریضوں کیلئے جمشید روڈ/شرف آباد تا بانٹوا انیس ہسپتال فری شٹل سروس کا آغاز کردیا گیا ہے

فری شٹل سروس کے اوقات کار اور اسٹیشن

جمشید روڈ، سبزی گلی، (زبیدہ کلینک) سے بانٹوا انیس ہسپتال براستہ شرف آباد (ملک نہاری/نزد یونائیٹڈ بیکری)

صبح روانگی اور پہنچنے کے اوقات کار ۱۱ بجے سے ۲:۳۰ بجے تک

جمشید روڈ		شرف آباد	
روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات	روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات
11:00 A.M.	12:00 P.M.	11:30 A.M.	12:30 P.M.
01:00 P.M.	02:00 P.M.	01:30 P.M.	02:30 P.M.

شام روانگی اور پہنچنے کے اوقات کار ۵ بجے سے ۱۰:۳۰ بجے تک

جمشید روڈ		شرف آباد	
روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات	روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات
05:00 P.M.	06:00 P.M.	05:30 P.M.	06:30 P.M.
07:00 P.M.	08:00 P.M.	07:30 P.M.	08:30 P.M.
09:00 P.M.	10:00 P.M.	09:30 P.M.	10:30 P.M.

بانٹوا انیس ہسپتال کا پتہ: پلاٹ نمبر 52,53 دہلی مرکنٹائل سوسائٹی، بجانب شہید ملت روڈ، کراچی۔

ٹیلی فون نمبر: 0321-2121511 - 021-34926812/3/4

وقت بڑی دولت ہے، وقت کی قدر کیجئے

نوجوانوں کی ٹائم مینجمنٹ سے دوری ایک اہم مسئلہ

تحریر: جناب مصطفیٰ حنیف بالاگام والا، ایم بی اے، ایم فل فنانس، ایم اے اکنامکس

Mr. Mustafa Hanif Balagamwala

اکثر و بیشتر ہمارے نوجوان اس بات کا شکوہ کرتے ہیں کہ وقت بہت تیز رفتاری سے گزر رہا ہے۔ وقت گزرنے کا تو پتہ ہی نہیں چلتا، ہفتے، مہینے اور سال تیزی کے ساتھ گزرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ واقعی وقت بہت برق رفتاری سے گزر رہا ہے اور ہمیں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہے کہ وقت کسی کے لئے پلٹ کر واپس نہیں آتا لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ وقت کی رفتار کو دیکھتے ہوئے نوجوانوں کو بھی اپنے قدم تیز تیز اٹھانے چاہئیں اور وقت کے سرکش گھوڑے کی لگام کو سختی سے اپنی مٹھی میں رکھنا چاہیے ورنہ صرف پچھتاوے ہی مقدر بن جاتے ہیں۔

اگر نوجوان وقت کی تیز رفتاری کو دیکھتے ہوئے اپنی سرگرمیوں کے لئے اوقات کار مقرر کرلیں تو بہت سی پریشانی، مشکلوں اور پچھتاوں سے بچ سکتے ہیں۔ ٹائم مینجمنٹ ہماری زندگی کے لئے بہت ضروری ہے کیوں کہ ہمارے کام بہت زیادہ ہیں جو وقت کی کمی کے باعث پورے ہو نہیں پاتے۔ نوجوان عمر کے جس دور میں ہوتے ہیں، ان کی زندگی میں سب سے اہم چیز ان کا کیریئر اور روشن مستقبل ہوتا ہے۔ اچھے مستقبل کے حصول کے لئے تعلیم سب سے اہم چیز ہے۔ ہماری تعلیم ہی ہماری ترقی کی پہلی سیڑھی ہے کیوں کہ تعلیم کے ذریعے ہی نوجوان اپنی شخصیت کو پراثر اور سحر انگیز بنا سکتے ہیں اور زندگی میں اپنے مقاصد کو پا

آسانی حاصل کر سکتے ہیں، بعض نوجوان اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ہم پر بہت ساری ذمے داریاں ہیں اور ہمیں پڑھنے کے لئے زیادہ وقت نہیں ملتا۔ تعلیم اتنی فالتو چیز نہیں ہے جس کے لئے وقت نکالنا پڑے بلکہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ نوجوان دیگر سرگرمیوں کو نظرانداز کر کے سب سے زیادہ توجہ اور وقت اپنی پڑھائی کو دیں۔

سب سے پہلے آپ اپنے ذہن کو اس مضمون کے لئے تیار کریں جو آپ کے پاس ہے۔ اگر اس مضمون میں آپ کو دلچسپی نہیں ہے لیکن مجبوراً آپ اسے پڑھ رہے ہیں تو اپنے دماغ سے فوراً اس خیال کو نکال دیجئے کہ اس مضمون کا پڑھنا آپ کی مجبوری ہے بلکہ اپنے ذہن کو یہ باور کرائیے کہ اب مجھے یہ مضمون پوری دلچسپی اور شوق کے ساتھ پڑھنا ہے۔ جب آپ کلاس روم میں جائیں تو تمام خیالات کو باہر چھوڑ کر جائیں اور کوشش کریں کہ ٹیچر کے لیکچر کے اہم پوائنٹس اپنی نوٹ بک میں لکھ لیں، اگر کوئی پوائنٹ سمجھ میں نہیں آرہا تو بلاخوف وخطر وہ ٹیچر سے پوچھ سکتے ہیں۔ جو چیز سمجھ میں نہیں آتی، اسے اسی وقت پوچھ لیجئے، اسے کل پر مت چھوڑیئے ورنہ وہ چیز آپ کو سمجھنا مشکل ہو جائے گی۔

اکثر نوجوانوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ پورا سال یا سمسٹر فضول کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں اور پھر امتحانوں سے کچھ وقت پہلے ''نہیں پڑھا میں نے پورے سال، اب کیا ہوگا میرا حال'' کا شعر پڑھتے نظر آتے ہیں لہٰذا اس جان لیوا ٹینشن سے بچنے کے لئے ٹائم مینجمنٹ کیجئے یعنی وقت کا انتظام کریں۔ اس کو ترتیب دیں۔ ہر کام کرنے کے لئے مخصوص اوقات کار مقرر کر لیجئے۔ مثلاً کس وقت سونا ہے، کب اٹھنا ہے۔ وقت کو ہر چیز کے لئے مینج کر کے آپ بہت ساری پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں اور وقت کا درست استعمال کر سکتے ہیں۔ کچھ نوجوانوں کو یہ پریشانی ہوتی ہے کہ انہیں اپنے کسی ٹیچر کے پڑھانے کا طریقہ سمجھ میں نہیں آتا اور ان کا دیا ہوا لیکچر بھی ان کے سر سے گزر جاتا ہے لہٰذا نوجوان عموماً ایسے ٹیچرز کی کلاسوں سے غیر حاضر رہنے لگتے ہیں جو ان کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ اگر لیکچر سمجھ میں نہیں آتا تو پھر بھی آپ کلاس میں ضرور جائیں اور بعد میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے اسی وقت پوچھ لیں، گھر آکر دوبارہ جو بھی لیکچر آپ نے سنا اور نوٹ کیا ہے، اس کو ایک بار ضرور کتاب یا کاپی کھول کر دیکھئے۔ زیادہ تر نوجوان اپنے بیڈروم میں مطالعہ کرنا پسند کرتے ہیں لہٰذا آپ کے کمرے کا ماحول پرسکون ہونا چاہیے، روشنی کا مناسب انتظام ہو اور کمرے کی سیٹنگ ایسی ہونی چاہیے جس سے یہ پتہ چلے کہ کسی طالب علم کا کمرہ ہے۔ اگر آپ کالج یا یونیورسٹی کی لائبریری میں پڑھنے کے عادی ہیں تو اپنے کمرے میں بیٹھ کر یہ سوچئے کہ آپ کسی کالج کی عمدہ سی لائبریری میں پڑھ رہے ہیں جہاں سے آپ بار بار اٹھ کر باہر نہیں جا سکتے، اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا خاص خیال رکھیے کہ ٹی وی یا پھر گھر میں بچوں کی آواز آپ کو ڈسٹرب نہ کرے۔ ٹی وی آپ کے کمرے سے کافی فاصلہ پر ہونا چاہیے تا کہ آپ کا دھیان نہ بٹے۔

عموماً جن گھروں میں جوائنٹ فیملی سسٹم ہوتا ہے، وہاں طلبہ شور کی وجہ سے اپنی پڑھائی یکسوئی سے نہیں کر پاتے لہٰذا آپ کسی اچھی سی لائبریری میں جا کر اپنی پڑھائی کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو اپنی ذہنی اور جسمانی صحت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کا شیڈول بنائیے، وقت پر کھانا کھانے کی کوشش کیجئے اور ایسی چیزوں کو اپنی غذا میں شامل کیجئے جو آپ کے جسم کے ساتھ ساتھ آپ کے ذہن کو بھی توانائی فراہم کریں۔ ذہن کو تروتازہ رکھنے اور توانائی فراہم کرنے کے لئے آپ وقت نکال کر تھوڑی بہت تفریح بھی کیجئے، دوستوں کے ساتھ پکنک پر چلے جایئے یا پھر کسی تقریب میں شرکت کر لیجئے۔ جسم کو آرام دینے کے لئے وقت پر سوئیے کیوں کہ رات گئے تک جاگنا صحت کے لئے مضر ہے اور یہ چیز پڑھائی پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے۔ اپنی توانائی کو دوسرے کاموں میں زیادہ خرچ مت کریں بلکہ امتحانوں کے لئے اپنی توانائی بچا

کرر کھیں۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب امتحانات نزدیک ہوتے ہیں تو نوجوان کی ٹینشن کو اپنے سر پر سوار کر لیتے ہیں خصوصاً لڑکیاں امتحانوں کے خوف میں مبتلا ہو کر اپنی صحت خراب کر لیتی ہیں اور یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں مضمون بہت مشکل ہے یا فلاں مضمون کا پرچہ بہت مشکل آئے گا یا پھر اتنے سارے مضامین ہم کیسے کور کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سوچیں ان کی ساری توانائی کو زائل کر دیتی ہیں جس سے ذہنی وجسمانی صحت متاثر ہوتی ہے۔

جب امتحانات بالکل نزدیک آنے لگیں تو اپنی روٹین کو تھوڑا بہت تبدیل کر لیجئے اور تفریحی سرگرمیوں کو کم سے کم کر کے پڑھائی کو پورا پورا وقت دیجئے اور اس بات کی کوشش کیجئے کہ جو مضمون آپ کو سب سے زیادہ مشکل لگ رہا ہے، اس کی تیاری سب سے پہلے شروع کیجئے۔ اگر گھر کے کسی فرد کو اس مضمون سے واقفیت ہو تو اس سے مدد لیجئے لیکن تمام وقت اس مضمون کو دے کر آپ دیگر مضامین کو نظر انداز مت کیجئے۔ گاہے بگاہے دوسرے مضامین پر بھی نظر ڈالتے رہئے۔ امتحانات کی تیاری کے سلسلے میں جو نوجوان چھٹیاں کرتے ہیں تو وہ پورا آدھا دن گزار کر دن کے بارہ بجے کے قریب اٹھتے ہیں اور پھر باقی کا پورا دن یہ سوچ کر گزار دیتے ہیں کہ اگر صبح ہی صبح اٹھ کر پڑھ لیں تو کتنا سارا کور ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی آزمودہ ہے کہ صبح سویرے دماغ بالکل فریش ہوتا ہے۔ جسم بھی لمبے آرام کے بعد پرسکون ہوتا ہے اور ایک نئی توانائی آپ کے وجود میں موجود ہوتی ہے لہٰذا چھٹیوں کے دنوں میں صبح سویرے تازہ ہوا میں پڑھائی کا آغاز کریں، جو پوائنٹ سمجھ میں نہ آئے اسے نوٹ کر لیں اور پھر اسے دوستوں سے ڈسکس کریں۔ ڈسکس ایک اچھا طریقہ ہے۔ ڈسکس کرنے سے بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے اور ذہن کی الجھن دور ہو جاتی ہے۔ بعض نوجوان خواہ مخواہ وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اگر ہم امتحان کے دوران سب کچھ بھول گئے تو کیا ہوگا یا ہم کچھ لکھ نہیں سکیں گے تو فیل ہو جائیں گے۔ تمام وسوسوں کو جھٹک کر اپنی ذات پر اعتماد کیجئے اور اپنے آپ کو یہ باور کرائیے کہ امتحان دینا مشکل کام نہیں ہے، کچھ نوجوان کافی ذہین اور قابل ہونے کے باوجود اعلیٰ تعلیم کے حصول سے کتراتے ہیں کیوں کہ بقول ان کے ”امتحان دینے سے ہماری جان جاتی ہے“ لہٰذا امتحان کو کوئی ڈراؤنا بھوت مت سمجھئے۔

جب امتحان میں کچھ دن رہ جائیں تو وہ مضمون اٹھا لیں جس کا سب سے پہلا پرچہ ہے، عموماً عین وقت پر پہلے پرچے والے مضمون کو اچھی طرح دہرانے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ امتحان سے ایک دو دن پہلے کسی تقریب میں جانے سے گریز کریں کیوں کہ اس طرح آپ کا ذہن پڑھائی کی طرف سے ہٹ جائے گا، ایسی چیزیں کھانے سے پرہیز کریں جس سے طبیعت خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ ان سب تراکیب سے آپ اپنے مضمون کو پوری توجہ اور دلچسپی سے پڑھ کر اس میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

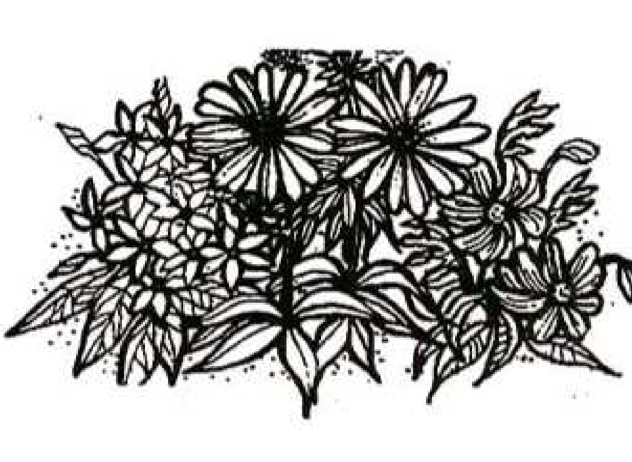

ایسا کرنے سے رزق میں کمی واقع ہوتی ہے

گھر میں کوڑا کرکٹ جمع کرنے سے
الٹے پاؤں سے پاجامہ پہننے سے
مغرب اور عشاء کے بیچ سونے سے
ٹوٹی ہوئی کنگھی سے بال بنانے سے
مہمانوں کے آنے پر ناراض ہونے سے
فضول خرچی کرنے سے
مٹکے میں منہ لگاکر پانی پینے سے
دانت سے ناخن کاٹنے سے
والدین کی نافرمانی کرنے سے
پینے کا پانی رات کو کھلا رکھنے سے
بے وضو قرآن شریف پکڑنے سے
کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھونے سے

اولاد کو گالی گلوچ کرنے سے
بسم اللہ کے بغیر کھانا کھانے سے
اندھیرے میں کھانا کھانے سے
پیڑوں کے نیچے پیشاب کرنے سے
بیت الخلاء میں بات کرنے سے
الٹا ہوکر (اوندھا) سونے سے
پاجامہ یا قمیض سے منہ پونچھنے سے
قبرستان میں ہنسنے سے
مکڑی کا جالا گھر میں رہنے سے
جھوٹی قسم کھانے سے
شوہر اور بیوی کے جھگڑوں سے
ٹوٹے برتن استعمال کرنے سے

صبر ووفا، ایثار وقربانی، اطاعت ربانی کا عظیم تہوار

عیدالاضحیٰ

تحریر: جناب محمد یاسر عبدالستار موسانی، ایم بی اے فنانس

اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ایک ہی ماں باپ آدم اور حوا سے پیدا کیا ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔ ہر انسان دوسرے کا بھائی ہے اور اس سے بھلائی اور ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے۔ لیکن ان انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے شعبوں اور قبیلوں میں اس لیے بانٹا تاکہ ایک دوسرے کے شناخت اور پہچان ہو سکے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تہوار بھی بنائے ہیں۔ یہ تہوار بھی اسی لیے ہیں تاکہ ان مواقع پر ہر انسان آپس میں اخوت، مفاہمت اور خیر خواہی کے جذبے کو فروغ دے سکیں۔ تہوار خوشیاں منانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ان مواقع پر ہر انسان ہی خوشی مناتا ہے۔ جب وہ خوش ہوتا ہے تو دوسروں کو بھی خوش دیکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے کمزور اور نادار بھائیوں کی مدد کر کے ان کے دامن میں بھی خوشیاں ڈال دیتا ہے۔ یہ عمل خود اسے بھی خوشی دیتا ہے اور جس

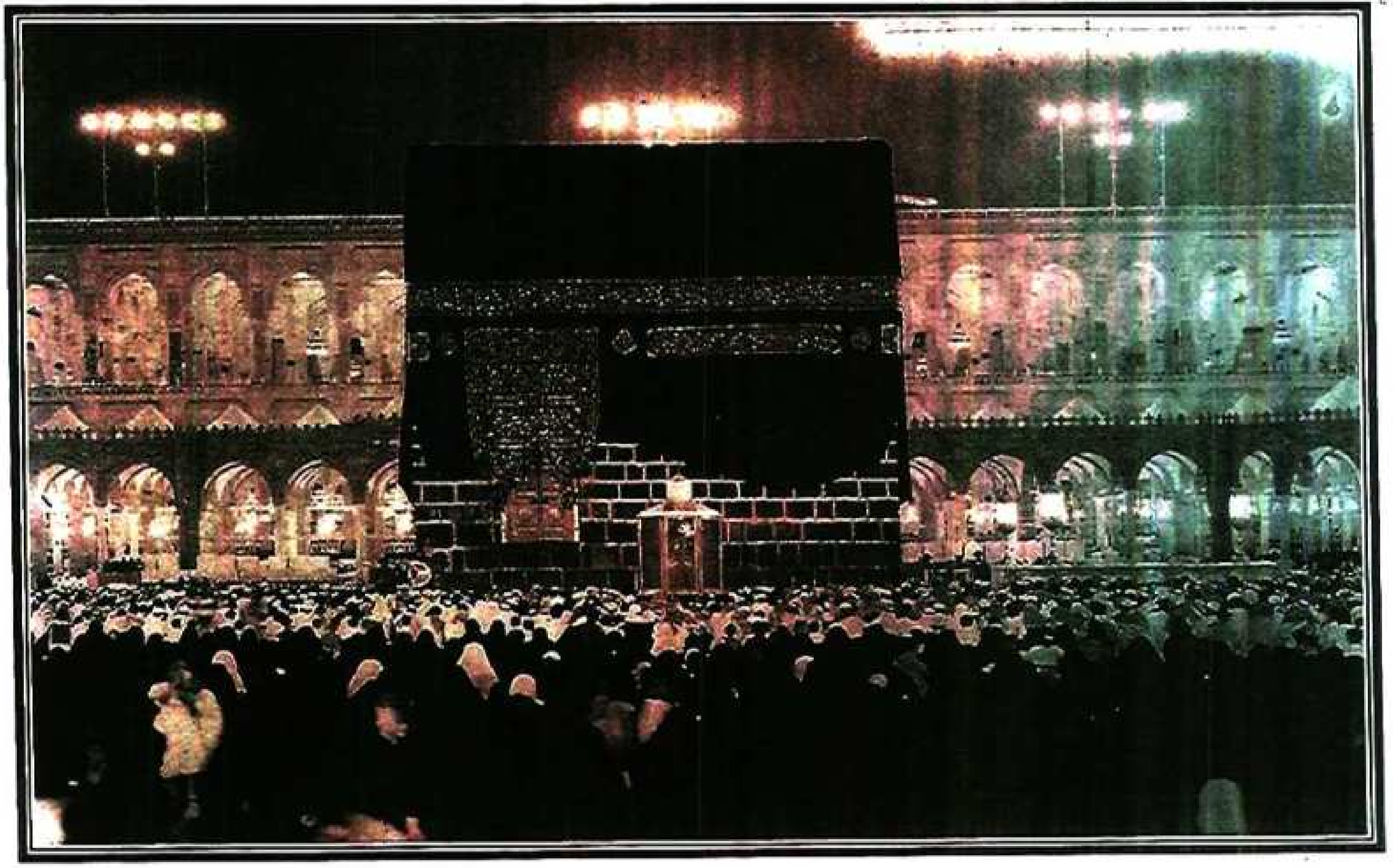

کے ساتھ اس نے ہمدردی کی ہے اسے بھی خوشیاں فراہم کرنے کا ذریعہ بناتا ہے۔

انسان کی تربیت : عیدالاضحیٰ کا تہوار آ رہا ہے۔ یہ مقدس تہوار دو حوالوں سے انسان کی تربیت کا سامان کرتا ہے۔ اول اجتماعیت۔ اس تہوار کے موقع پر اجتماعیت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں۔ عرفات میں قیام کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں۔ یہ تمام عبادتیں اور بالخصوص حج ہمیں اتحاد و یگانگت، بھائی چارے اور باہمی رواداری کا درس دیتا ہے۔ ہمارا حج ہماری تنہا عبادت ہرگز نہیں بلکہ ہم دنیا بھر سے آئے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر متحد ہو کر ایک ہی لباس میں، ایک ہی طرح کا احرام باندھے ہوئے ایک ہی زبان کا کلمہ پڑھتے ہوئے، ایک ہی خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس کے حضور ایک ساتھ حاضری دیتے ہیں اور بار بار یہ کہتے ہیں:

''حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں''

اجتماعیت : حج کے موقع پر ہماری جو اجتماعی تربیت ہوتی ہے، وہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم عملی زندگی میں بھی باہمی اتحاد، اتفاق، مساوات اور بھائی چارے کا عملی مظاہرہ کر کے ان انسانی اوصاف و خصوصیات کو فروغ دیں۔ عیدالاضحیٰ کا تہوار ہمیں دوسرا سبق اطاعت و فرمانبرداری کا دیتا ہے۔ جس طرح اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اس کے حکم کے آگے سر جھکا دیا، یہ اطاعت ہی تو ہے پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جیسے سعادت مند بیٹے نے بھی اللہ کے حکم کے ساتھ ساتھ اپنے والد محترم کے حکم کے آگے سر جھکا کر سعادت و فرمانبرداری کا جو عالمگیر مظاہرہ کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

پیغام عیدالاضحیٰ : آج عیدالاضحیٰ کے ان دونوں صاف اور واضح احکامات اور پیغامات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہم عملی زندگی میں جس طرح اپنے بڑوں کے نافرمان ہوتے جا رہے ہیں اور ٹکڑوں اور ٹولیوں میں بٹ کر حج کے اجتماعی درس اور اتحاد کی تربیت و ٹریننگ کو فراموش کر رہے ہیں، یہ بہت تشویش ناک ہے۔ ہمارے نوجوانوں اور نونہالوں کو چاہئے کہ وہ عیدالاضحیٰ کے حقیقی پیغام کو سمجھ کر سعادت مند بنیں اور اطاعت و فرماں برداری کا مظاہرہ کریں۔ اس کے لئے انہیں پہلے اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننا ہوگا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑوں اور بزرگوں کے فرماں بردار خود بخود بن جائیں گے۔ دوسری طرف ہماری بڑی نسل کو بھی چاہئے کہ وہ حج کے اصل پیغام کو سمجھیں۔ الحمدللہ ہمارے ہاں بے شمار حاجی صاحبان ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے گھر سے اجتماعیت اور اتحاد کی ٹریننگ لے کر آ چکے ہیں۔ یہ حضرات اسی ٹریننگ کا فائدہ اٹھا کر ہماری برادری اور ہمارے معاشرے میں اتحاد، اجتماعیت اور مساوات کی تبلیغ کریں۔ پہلے ٹکڑوں میں بکھرے ہوئے لوگوں کو سمیٹیں، پھر مختلف انجمنوں، تنظیموں، جماعتوں، رفاہی اور فلاحی اداروں میں منتشر قیمتی افراد کو یکجا کر کے مستحکم اور مضبوط پلیٹ فارم کی طرف لائیں۔ ان کو اجتماعیت اور اتحاد کے فوائد سے آگاہ کریں۔

گلدستہ

زندگی کو انمول بنانے والی باتیں، واقعات، تجربات، نصیحت آموز اقوال زریں اور مختصر دلچسپ تحریریں

سوچ اور سمجھ میں فرق

☆ڈاکٹر چاہتا ہے کہ ہر آدمی بیمار ہو۔

☆وکیل چاہتا ہے کہ ہر آدمی جھگڑالو ہو۔

☆پولیس چاہتی ہے کہ ہر آدمی مجرم ہو۔

☆ٹھیکے دار چاہتا ہے کہ ہر آدمی مزدور ہو۔

☆بینک چاہتی ہے کہ ہر آدمی قرض دار ہو۔

☆نیتا چاہتا ہے کہ ہر آدمی بھولا اور ان پڑھ ہو۔

☆عامل چاہتا ہے کہ لوگ بھوت پریت سے ڈرتے رہیں تا کہ اس کا کام ہوتا رہے۔

لیکن ایک استاد ہی ہے جو ہمیشہ چاہتا ہے کہ ہر مرد و عورت، بچہ، بوڑھا، جوان پڑھا لکھا ہو۔ زندگی میں کامیابی حاصل کر کے آگے بڑھے جس سے وہ اپنا، اپنے گھر والوں کا، اپنے سماج کا اور اپنے دیس کا نام روشن کر سکے۔

درگزر

اسمٰعیل درویش مرحوم

درگزر کرو یہ کہنا تو بہت آسان ہے مگر اس پر عمل مشکل ہے۔ کوئی مجھے گالی دیتا ہے۔ میرا مذاق اڑاتا ہے۔ بے عزتی کرتا ہے۔ طنز کرتا ہے۔ بداخلاقی سے پیش آتا ہے۔ میں خاموش رہتا ہوں۔ درگزر کرتا ہوں۔ اس لئے کہ مجھ میں مقابلے کی ہمت نہیں۔ طاقت نہیں۔ مجھے لڑائی جھگڑے سے ڈر لگتا ہے۔ اس لئے چپ رہتا ہوں۔ اخلاق میں مجبوری میں درگزر کرتا ہوں۔ میری سوچ کو، میرے دل کو درگزر کرنا اچھا نہیں لگتا۔ وہ مجھے گالیاں دیتی ہے کوستی ہے۔ دل درد سے تڑپتا ہے۔ سوچ غصے سے آگ اگلتی ہے۔ مگر زبان پر تالا لگانا پڑتا ہے۔ ورنہ زبان کھل جائے تو ایک طوفان برپا ہو سکتا ہے۔ لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ دشمنی بن جاتی ہے اور درگزر دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ اصل میں درگزر کوئی کرتا ہی نہیں۔ آج کا انسان درگزر کا حسن جانتا ہی نہیں۔ یہ نیکی اسے معلوم نہیں۔ درگزر میں چھپا ہوا اخلوص کسی کو معلوم ہی نہیں۔ درگزر میں جو پہلے خوشی ملتی تھی جو سکون تھا اب وہ ملتا ہی نہیں۔ درگزر سے دوری آج ایک لاعلاج زخم ہے جو بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ **درویش ایسے درگزر کرنے سے درگزر نہ کر**

دلچسپ حقائق

☆مچھلی کبھی آنکھ بند نہیں کرتی۔

☆برف سے دھواں سا تو اٹھتا ہے مگر وہ گرم نہیں ہوتا۔

☆دو اور دو کے آدھے بھی دو ہی ہوتے ہیں۔

☆اگر آپ دو قدم چلیں گے تو آپ کا بایاں پاؤں ایک بار اٹھے گا۔

☆دنیا کی سب سے مشکل زبان چینی ہے۔

☆کوئی صدی جمعہ، ہفتہ اور بدھ سے شروع نہیں ہوتی۔

☆بچھو ایک ایسا جانور ہے جو اپنے پاؤں سے سنتا ہے۔

علم

☆علم کی طلب عبادت ہے۔

☆علم میں تحقیق کرنا جہاد ہے۔

☆علم میں مشغول رہنا نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

☆علم میں غور وفکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے۔

☆علم ایسی بینائی ہے جو کسی نابینا کے لیے لاٹھی کا کام دیتی ہے۔

☆علم ایسی نعمت ہے جو ہر انسان کو نصیب نہیں ہوتی قسمت سے ملتی ہے۔

☆علم ایسا پھول ہے جس کی خوشبو ہر طرف محسوس کی جا سکتی ہے۔

☆علم ایسا پودا ہے جسے اگر ایک شخص لگائے تو اس کا پھل ہر انسان کھاتا ہے۔

☆علم ایسا خزانہ ہے جس کی حفاظت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆علم ایسی روشنی ہے جو بھٹکے ہوئے انسان کی راہ نمائی کرتی ہے۔

غصہ ، لالچ ، جہالت

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا: ''قبلہ! ذرا یہ تو بتایئے کہ سب سے تیز تلوار، سب سے مہلک زہر اور سب سے اندھیری رات کونسی ہے؟'' بزرگ نے جواب دیا: ''سب سے تیز تلوار وہ لفظ ہے جو غصے کی حالت میں زبان سے نکلے۔ سب سے مہلک زہر لالچ ہے اور سب سے اندھیری رات جہالت ہے۔'' اور پھر دعا کی کہ اللہ ہمیں غصے، لالچ اور جہالت جیسی لعنتوں سے محفوظ رکھے۔

درخت

درخت اگایئے۔ درختوں کو نقصان نہ پہنچایئے۔ یہ ہوا صاف کرتے ہیں، سایہ دیتے ہیں۔ درختوں کا وجود ہماری زندگی کے لیے ضروری ہے یہ ہوا کی آلودگی دور کر کے ہمیں صحت اور طاقت بخشتے ہیں۔

آنسوئوں کا کام

انسان کے سب سے اچھے دوست آنسو ہیں جو گرتے ہیں تو دل کا بوجھ ہلکا کر دیتے ہیں۔ یہ آنسو ہمارے اتنے اچھے دوست ہیں کہ ہر غم اور دکھ کے بوجھ کو کچھ اس طرح سے ہلکا کرتے ہیں کہ شاید ہم اپنے کسی دوست کو دل کی بات بتا کر بھی اتنا سکون محسوس نہ کر سکیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آنسوؤں میں بڑی حکمت پوشیدہ ہے کہ یہ وہ کام کرتے ہیں جو عام طور پر انسان سب سے بڑا حربہ استعمال کر کے بھی نہیں کر سکتا۔

اقوال دانش

☆ماں باپ کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆اپنا وقت دوسروں کی تحریروں کے مطالعے سے اپنی لیاقت بڑھانے میں صرف کرو، اس طرح تم ان چیزوں کو نہایت آسانی سے حاصل کر سکو گے جن کو حاصل کرنے میں دوسروں کو محنت شاقہ برداشت کرنی پڑی۔ (سقراط)

☆زندگی اور موت میں سانس کا فرق ہے۔ (علامہ اقبال)

یادگار لمحے

☆ زندگی میں ایسے لمحے بھی ہوں گے جب تم کسی کو چاہو گے لیکن تمہیں چاہنے والا کوئی نہ ہوگا۔

☆ زندگی میں ایسے لمحے بھی ہوں گے جب تم کسی کا انتظار کرو گے مگر تمہارا انتظار کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

☆ زندگی میں ایسے لمحے بھی ہوں گے کہ چاند تو ہوگا مگر چاندنی نہیں ہوگی۔

☆ زندگی میں ایسے لمحے بھی ہوں گے جب تمہاری آنکھوں میں آنسو ہوں گے مگر انہیں پونچھنے والا کوئی نہ ہوگا۔

☆ زندگی میں ایسے لمحے بھی ہوں گے جب تم جدائی کے سمندر میں ڈوب رہے ہوگے اور ساحل سے تمہیں پکارنے والا کوئی نہ ہوگا۔

☆ جب تمہاری زندگی میں ایسے لمحے آئیں اور کوئی تمہیں پیار سے بلائے تو چلے جانا کہ شاید پھر بلانے والا کوئی نہ رہے۔

عظمت ورفتہ

تاریخ کے جھروکوں سے ۔۔۔ جدید تحقیق کی روشنی میں

میمنوں کی ابتدا اور ارتقاء

میمن برادری کہاں، کب اور کیسے وجود میں آئی

سینئر قلمکار اور ریسرچ اسکالر تاریخ و ثقافت کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

Mr. Khatri Ismat Ali Patel

تاریخ ملک کی ہو یا کسی قوم کی یا برادری کی، اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جو قومیں اپنے قومی اور ملی اثاثے محفوظ رکھتی ہیں اور دوسروں کو ان سے روشناس کراتی ہیں، وہ ہمیشہ بام عروج پر پہنچتی ہیں۔ وہ اپنے ماضی سے سبق لے کر مستقبل کی منزل کا تعین کرتی ہیں۔ بنی نوع انسان پر "تاریخ" کا یہ عظیم احسان ہے کہ وہ ماضی کے اندھیروں کو دور کرنے اور انسان کو اس کے گم کردہ وقار کی از سر نو تعمیر کرنے میں مدد دیتی ہے۔ "تاریخ" انسان کو صرف ماضی کے اسرار و رموز سے ہی واقف نہیں کراتی، بلکہ وہ ہر دور کے انسان کو ایک لائحہ عمل متعین کرنے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر ہر دور کا مورخ اپنے دور کی تاریخ نہ لکھے تو دورِ حاضر کا انسان ماضی سے کٹ کر رہ جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ مختلف برادریوں اور قوموں نے اپنے اپنے طریقوں سے اپنی تاریخ کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ متمدن اور شائستہ قوموں نے شاندار روایتیں چھوڑی ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے نہ صرف سنگ میل کا کام دیتی ہیں، بلکہ فخر و امتیاز کا باعث بھی بنتی ہیں۔ جس قوم میں قومی روایات محفوظ ہیں، وہ اس قوم کو سربلند کرنے کے لیے بڑا قیمتی سرمایہ ہیں۔ میمن برادری برصغیر ہندو پاک کی ایک حوصلہ مند تاجر برادری ہے جو صحت، تعلیم، آبادکاری اور دیگر سماجی خدمات میں بھی سرگرم رہتی ہے۔ اس کے آباواجداد جب اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے تو مومن کے نام سے معروف ہوئے اور بعد میں میمن کے نام سے پہچانے گئے۔ دین اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے ان کو اپنے آبائی علاقہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور انہوں نے ہجرت کرتے ہوئے کتنے ہی مصائب کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا۔ یہ بھی ان کے ایمان کی آزمائش تھی۔ ان کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور ان کو ان نعمتوں اور صلاحیتوں سے نوازا کہ آج معاشرے کے ہر شعبے میں میمن برادری کے افراد نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

ابتدائی تاریخ : میمن برادری دین اسلام قبول کرنے سے قبل سندھ کی ہندو لوہانہ قوم سے تعلق رکھتی تھی۔ ہندو لوہانہ قوم کی 84 ذیلی

شاخیں تھیں۔ اس قوم کے افراد نے 1424ءعیسوی میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس وقت سندھ کا پایہ تخت ٹھٹھہ تھا اور ٹھٹھہ کا حاکم مرکب خان تھا۔ اس زمانہ میں عرب سے حضرت سید یوسف الدین قادریؒ سندھ تشریف لائے اور مرکب خان حاکم سندھ ہی کی درخواست پر آپ نے ٹھٹھہ میں سکونت اختیار کی جس کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ حاکم سندھ مرکب خان اور اس کا وزیر ایوب خان حضرت سید صاحب کے حلقہ مریدین میں شامل ہوگئے۔ حاکم سندھ کے دربار میں ہندو لوہانہ قوم کے دو سردار سیٹھ سندر جی اور سیٹھ ہنس راج دو معزز درباری تھے۔ یہ دونوں سردار سیٹھ او جی بن مانک جی کے بیٹے تھے۔ سب سے پہلے سیٹھ مانک جی نے حضرت سید یوسف الدین قادریؒ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد ان کے بیٹے او جی اور سیٹھ رو جی کے دونوں بیٹوں، سیٹھ سندر جی اور سیٹھ ہنس راج نے بھی دین اسلام قبول کیا۔

قبول اسلام: جب قوم کے ان دونوں سرداروں نے اسلام قبول کرلیا تھا ان کی دیکھا دیکھی ہندو لوہانہ قوم کی چوراسی (84) ذاتوں میں سے سات سو مختلف خاندانوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت سید یوسف الدین قادریؒ نے انہیں مومن کا خطاب دیا جو بعد میں بگڑ کر میمن ہوگیا۔ پیران پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے آخری وقت میں اپنے بیٹے سید تاج الدین کو تلقین کی تھی کہ وہ سندھ جا کر اشاعت اسلام کریں۔ وہ تو غالباً نہ کر سکے لیکن ان کی نسل میں سے ایک اور بزرگ حضرت سید یوسف الدین قادریؒ 1421ء میں عراق سے سندھ تشریف لائے۔ اس وقت ٹھٹھہ سندھ کا دارالحکومت تھا۔ سید صاحب نے اسی کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور جلد ہی لوہانہ خاندانوں اور ان کے سرکردہ لیڈروں اور ان کے بیٹوں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

ایک اجتماع اور فیصلہ: جب ٹھٹھہ کی ہندو لوہانہ قوم کے سات سو خاندانوں کے افراد نے اسلام قبول کرلیا تو ہندو لوہانہ قوم کو زبردست تشویش لاحق ہوئی اور اس قوم کے لوگوں نے اپنے دھرم گروؤں، جوشی ٹیک مل، جوشی مال مل، جوشی دھول اور جوشی نندمل کی قیادت میں ایک زبردست اجتماع کیا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہندو لوہانے اپنی بہو بیٹیوں کو (جو نومسلموں سے تعلق رکھتی تھیں اور اس وقت قرابت کی وجہ سے ہندوؤں کی تحویل میں تھیں) نومسلموں کے حوالہ نہ کریں تاکہ وہ مسلمان نہ ہوجائیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کا سماجی بائیکاٹ کردیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کا لین دین اور کاروبار نہ کریں اور ان کے ساتھ تجارت بھی بند کردیں۔

نومسلموں کی مشکلات: ہندوؤں کے اس فیصلے کی وجہ سے نومسلموں کو زبردست مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہندو لوہانہ قوم کے جن افراد نے اسلام قبول کرلیا تھا، ان کے کئی عزیز اور رشتہ دار ہندو رہے ہوں گے۔ کئی ایسے ہوں گے جن کی بہنیں اور بیٹیاں ہندوؤں کے گھروں میں (بیاہی) گئی ہوں گی اور جو ہندوؤں کے قبضہ میں ہی رہی ہوں گی۔ کئی لوگ ایسے ہوں گے جن کے گھروں میں ہندوؤں کی بیٹیاں تھیں جو مسلمان ہوگئی تھیں۔ اس طرح جو عجیب و غریب اور پیچیدہ صورتحال پیدا ہوئی ہوگی، اس کا بہ آسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

مختصر یہ کہ بہت سے رشتے ٹوٹ گئے ہوں گے اور قدیم و آبائی رشتوں، ناتوں اور تعلقات کے اس طرح آناً فاناً ٹوٹ جانے کی وجہ سے نومسلموں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ اگر ایک طرف پریشان کن حالات کا سامنا ہوا اور دوسری طرف نومسلموں کا سماجی بائیکاٹ کردیا گیا ہو اور ان کے ساتھ ہر قسم کا لین دین کاروبار اور تجارت بند کردی گئی ہو تو نومسلم میمن قوم کے لئے ٹھٹھہ میں زندگی بسر کرنا کس طرح ممکن تھا۔ مزید یہ کہ ٹھٹھہ میں ہندو لوہانہ قوم کثرت سے آباد تھی اور ان کے مقابلہ میں نومسلموں کی تعداد بہت کم تھی لہٰذا نومسلم کسی طرح ہندوؤں کا مقابلہ نہ کرسکے اور ٹھٹھہ سے ہجرت کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

ٹھٹھہ سے ہجرت: چنانچہ انہوں نے پیر صاحب (حضرت سید یوسف الدین قادریؒ) سے مشورہ کیا۔ پیر صاحب نے انہیں ٹھٹھہ سے ہجرت کرنے کا مشورہ دیا اور اس مشورے پر عمل پیرا ہو کر نو مسلم میمن افراد ٹھٹھہ سے ہجرت کر کے ٹھٹھہ ہی کے قریب ایک قصبہ میں جا کر آباد ہوگئے۔ (824ھ میں) وریاہ قصبہ میں آباد ہو جانے کے بعد بہت جلد اس قوم کے تقریباً چھ سو خاندان وریاہ قصبہ سے ہجرت کر کے کاٹھیاواڑ (صوبہ گجرات) کے ہالا پرگنہ اور ریاست کچھ کے شہروں میں پہنچے اور مستقل طور پر آباد ہوگئے۔

میمن قوم کے تقریباً چھ سو خاندانوں کے وریاہ قصبہ سے کاٹھیاواڑ (گجرات) اور ریاست کچھ کی طرف ہجرت کر جانے کے بعد اس قوم کے باقی تقریباً ایک سو خاندان 947ھ تک وریاہ قصبہ ہی میں آباد رہے۔ یہ وہ خاندان تھے جو کسی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے تھے۔ تقریباً ایک سو خاندان جن کے ساتھ زیادہ تعداد میں عورتیں تھیں، وریاہ قصبہ ہی میں مقیم رہے۔ غرض یہ کہ میمن قوم کے یہ خاندان جو کسی وجہ سے وریاہ قصبہ سے ہجرت نہ کر سکے تھے، وہ 947ھ تک وریاہ میں ہی مقیم رہے۔ (میمن قوم کے پہلے امیر) آدم سیٹھ اس قوم کے امیر مقرر کئے جانے کے بعد ٹھٹھہ کے قریب موج وریاہ میں آباد ہوگئے جہاں انہوں نے اپنے لئے ایک رہائشی مکان تعمیر کرایا۔ آدم سیٹھ نے اور ان کے بیٹے مرکن نے جس کا اسلامی نام حضرت سید صاحب نے رکن الدین رکھا تھا، موج وریاہ ہی میں اپنی زندگی گزار دی، لیکن رکن الدین کا ایک بیٹا جس کا نام سمیت تھا وہ 1442ء میں ریاست کچھ چلا گیا۔ اس زمانہ میں کچھ کا پایہ تخت بھج تھا اور وہاں کے راجہ کا نام راؤ جی کھنگار جی تھا۔ اسی راجہ نے کچھ کو آباد کیا اور کنا سیٹھ کو اسی راجہ نے کچھ میں آ کر آباد ہو جانے کی دعوت دی تھی۔ یہ زمانہ 1597ء کا تھا۔ کنا سیٹھ کے ساتھ مومن (میمن) قوم کے افراد بھی کچھ آئے۔

دوسری ہجرت: 947ھ (1597ء بکری سمیت) میں وریاہ قصبہ (جنوبی سندھ) سے میمن قوم کی دوسری ہجرت کا سبب یہ تھا کہ کچھ کے راجہ راؤ جی کھنگار نے کچھ کو آباد کرنا چاہا تھا، وریاہ قصبہ کی میمن برادری کے امیر کنا سیٹھ کی معرفت میمن قوم کے افراد کو کچھ میں مستقل طور پر آباد ہو جانے کی دعوت دی تھی۔ 1535ء میں میمن قوم کے تقریباً چھ سو خاندانوں کے وریاہ قصبہ سے ہجرت کر جانے کے بعد اس قوم کے تقریباً ایک سو خاندان وریاہ قصبہ ہی میں مقیم رہے۔ ان خاندانوں کے افراد کی تعداد میں 947ھ تک قدرتی طور پر خاصا اضافہ ہوا۔ چنانچہ اس قوم کے افراد بہت بڑی تعداد میں کچھ جا کر آباد ہوگئے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ وہ کچھ کے دیگر علاقوں میں جا کر آباد ہوتے رہے اور اس طرح کچھ کے مختلف مقامات پر میمن قوم کی چھوٹی چھوٹی آبادیاں قائم ہوگئیں۔ وریاہ قصبہ (جنوبی سندھ) سے ہجرت کر کے ریاست کچھ، کاٹھیاواڑ اور گجرات کے مختلف علاقوں میں علیحدہ علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے میمن قوم علاقائی بنیاد پر متعدد جماعتوں میں تقسیم ہوگئی۔

سندھی میمن: 1535ء میں وریاہ قصبہ سے میمن قوم کی دوسری ہجرت کے زمانے میں بعض میمن خاندان جنوبی سندھ کے دیگر دور دراز علاقوں میں آباد ہوگئے تھے۔ یہ میمن افراد غالباً زراعت پیشہ ہونے کی وجہ سے اپنی زمینوں کو نہ چھوڑ سکے۔ وہ بدستور جنوبی سندھ میں آباد رہے اور سندھی میمن کہلائے۔ اگرچہ سندھ میں مقیم ہالائی میمن، کچھی میمن اور اوکھائی میمن برادریوں کے افراد کی طرح اپنے آپ کو سندھی میمن نہ کہتے تھے، بلکہ صرف میمن کہتے تھے اور سندھ میں اسی نام سے مشہور تھے لیکن میمن قوم کی دیگر برادریوں کے افراد انہیں سندھی میمن کے نام سے یاد کرنے لگے۔ چنانچہ یہ سندھی میمن مشہور ہوگئے۔

علاقائی بنیاد پر میمن قوم کی یہ تقسیم آگے چل کر مستقل صورت اختیار کر گئی۔ عرصہ دراز تک مختلف مقامات پر علیحدہ علیحدہ آباد رہنے کی وجہ سے ان علاقائی برادریوں کے میمنوں کے حالات و خیالات اور افکار و رہن سہن میں قدرتی طور پر اختلاف پیدا ہوا۔ علاوہ ازیں مقامی معاشرت اور

تہذیب وتمدن کا اثر پڑنے کی وجہ سے مختلف علاقوں کے میمن افراد ایک دوسرے علیحدہ اور مختلف نظر آنے لگے۔

جماعتی نظام اور مستقل تقسیم : جماعتی نظام کے تحت زندگی بسر کرنا میمن قوم کی ایک موروثی خصوصیت ہے اور آج تک میمن قوم کے افراد اس خصوصیت کے حامل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مختلف مقامات پر میمن قوم کی علیحدہ علیحدہ جماعتیں قائم ہوئیں اور متعلقہ علاقوں کے میمن افراد ان جماعتوں سے وابستہ ہو کر جماعتی نظام کے تحت زندگی بسر کرنے لگے۔ یہ جماعتیں متعلقہ علاقے کے میمن افراد کے لئے مختلف ہوگئیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس قوم کے افراد میں علاقائی سوچ کا جذبہ پیدا ہو گیا اور اس ناپسندیدہ سوچ نے میمن قوم کی علاقائی جماعتوں (برادریوں) کو ایک دوسرے سے بالکل الگ کر دیا اور میمن قوم کی یہ تقسیم مستقل صورت اختیار کر گئی۔ ابتداء میں میمن قوم کی چار علاقائی برادریاں (ہالائی میمن، کچھی میمن، اوکھائی میمن اور سندھی میمن) وجود میں آئی تھیں لیکن بہت جلد کاٹھیاواڑ اور گجرات کی ہالائی میمن برادری کی مزید تقسیم عمل میں آئی جس کی وجہ سے یہ قوم بہت سی چھوٹی چھوٹی برادریوں میں منقسم ہوگئی۔

ھالائی میمن برادری کی مزید تقسیم : جہاں کہیں میمن قوم کی اس برادری کے دس بیس کنبے ایک ساتھ آباد ہوئے، ایک چھوٹی سے مقامی میمن جماعت قائم ہوگئی اور اس طرح کاٹھیاواڑ اور گجرات کے علاقوں میں کئی چھوٹی چھوٹی مقامی میمن جماعتیں وجود میں آگئیں۔ آگے چل کر جیسے جیسے اس برادری کے افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، وہ دور ونزدیک کے چھوٹے چھوٹے گاؤں، قصبوں اور دیہات میں جاجا کر آباد ہوتے گئے، یہاں تک کہ اس قوم کے افراد ہالا پرگنہ کے علاوہ کاٹھیاواڑ اور گجرات کے کئی دیگر دور دراز علاقوں تک پھیل گئے اور جگہ جگہ اس قوم کی چھوٹی چھوٹی بستیاں قائم ہوگئیں۔

ابتداء میں ہالا پرگنہ میں آباد رہنے کی وجہ سے یہ میمن افراد ہالاری کہلائے اور اس برادری کے افراد غالباً ہالار پرگنہ کی ایک مرکزی میمن جماعت سے وابستہ رہے لیکن جیسے جیسے مختلف مقامات پر چھوٹی چھوٹی مقامی میمن جماعتوں کے افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا یہ (مقامی) جماعتیں اہمیت حاصل کرتی گئیں۔ پھر بھی اس برادری کے افراد ہالاری میمن بھی کہلائے اور مقامی ناموں سے بھی مشہور ہونے لگے۔

اگرچہ میمن قوم کی دیگر علاقائی برادریوں ہالائی میمن، کچھی میمن، اوکھائی میمن اور سندھی میمن برادریوں کے افراد بھی ہر دور اور ہر زمانے میں پاک وہند کے مختلف دور دراز علاقوں میں جاجا کر آباد ہوتے رہے۔ جہاں کہیں وہ جا کر آباد ہوئے، انہوں نے اپنی (مقامی) چھوٹی چھوٹی میمن جماعتیں بھی قائم کرلیں لیکن ایسی تمام جماعتیں متعلقہ برادری کے نام سے ہی موسوم کی گئیں۔ مثلاً کچھی میمن جماعت کراچی، کچھی میمن جماعت بمبئی وغیرہ اور برادری کے تمام افراد کے لئے ان جماعتوں کے دروازے یکساں طور پر کھلے ہوتے تھے بلکہ برادری کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ پاک وہند کے دور دراز علاقوں میں جہاں کہیں جا کر (مستقل یا عارضی طور پر) آباد ہو جائیں، متعلقہ برادری کی مقامی میمن جماعت اور اس جماعت کے جملہ اداروں سے فائدہ حاصل کریں اور تمام جماعتی معاملات میں جماعت کے ایک رکن کی حیثیت سے حصہ بھی لیں۔ کچھی میمن قوم کی ان جماعتوں کا اب تک یہی دستور ہے۔ لیکن اس کے برخلاف کاٹھیاواڑ اور گجرات کی میمن جماعتیں مقامی میمن افراد کے لئے مخصوص ہوگئیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ (کاٹھیاواڑ اور گجرات کی) ہالائی میمن برادری کئی جماعتوں میں منقسم ہوگئی۔ پھر یہ نہ صرف یہ منتشر نظر آنے لگے بلکہ اس برادری کے افراد میں علاقائی سوچ کا شدید جذبہ پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے ہالائی میمن برادری کی یہ تقسیم مستقل طور پر اختیار کر گئی۔

رفتہ رفتہ کاٹھیاواڑ اور گجرات کے چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ میں میمن قوم کے افراد نظر آنے لگے اور ان علاقوں میں جابجا مقامی میمن جماعتیں

قائم ہوگئیں۔ ہم کاٹھیاواڑ اور گجرات کے ان تمام مقامات کے نام درج کرنے سے قاصر ہیں جہاں اس برادری کی جماعتیں قائم ہوگئی تھیں، البتہ تعداد کے لحاظ سے اس قوم کی اہم جماعتیں جن مقامات پر قائم ہوئیں، ان میں سے بعض مقامات کے نام ذیل میں درج ہیں:

1-بانٹوا	2- کتیانہ	3-اوپلیٹا	4-احمد آباد	5-اونا محال	6-بڑودہ
7-بھاؤنگر	8-بیج محال	9-پوربندر	10-پالن پور	11-ترسائی	12-جدن
13-جیت پور	14-جونا گڑھ	15-جام نگر	16-دھوراجی	17-دھواؤں	18-الیاباڑہ
19-راجکوٹ	20-راناباؤ	21-سورت	22-سردارگڑھ	23- کوڈینار	24-امریلی
25- کیشود	26- کپڑونج	27- گونڈل	28-مانادور	29-میسانہ	30-موربی
31-نوساری	32-نڑیاد	33-واساوڈ	34-ویراول	35-وتھلی	36-پردھڑی
37-جوڑیا					

ھالائی میمن برادری : اس زمانے میں ہالائی میمن برادری کے افراد کاٹھیاواڑ اور گجرات کے مختلف علاقوں میں چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں جگہ جگہ آباد تھے۔ اسی دور میں مارواڑیوں کا تسلط تھا جس کی وجہ سے ان ظلم نا قابل برداشت حد تک بڑھا ہوا تھا اور یہ زمانہ گجرات کے مسلمانوں کے لئے نہایت صبر آزما تھا۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اس زمانہ میں سفر کے تمام راستے بند تھے۔ سمندری سفر مرہٹوں، انگریزوں اور گجرات کی قوم سکنار بوار یل کے بحری قزاقوں کی وجہ سے غیر محفوظ تھا اور خشکی کے راستے مرہٹوں کی وجہ سے مسدود تھے۔

مسلمان تاجروں کی مشکلات : صوبہ گجرات کی اقتصادی حالت روز بروز خراب ہوتی جارہی تھی۔ تجارت وصنعت برائے نام رہ گئی تھی۔ اس کے علاوہ ماڑواڑی مہاجنوں کا ظلم بھی جاری تھا۔ مارواڑی مہاجن محصولات کے اجارہ دار بن گئے تھے اور انہوں نے مسلمان تاجروں، صنعت کاروں اور زمینداروں کو تباہ و برباد کردینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔

اس زمانہ میں صوبہ گجرات کے باشندوں کی اقتصادی حالت تباہ ہوگئی اور عوام سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہوگئے۔ یہ ہالائی میمن برادری کی تاریخ کا انتہائی نازک دور تھا جو اس حد تک خطرناک ثابت ہوسکتا تھا کہ اس زمانہ میں یہ برادری منتشر ہوکر ختم ہوجاتی اور اس برادری کا نام و نشان تک باقی نہ رہتا۔ لیکن اس نازک دور میں میمن برادری کے افراد نے منظم رہ کر نہایت بہادری، جرات، حوصلہ مندی اور صبر و استقلال کے ساتھ خطرناک حالات کا مقابلہ کیا اور صبر و تحمل، محنت و مشقت، جانفشانی اور مستقل مزاجی کی موروثی خصوصیات کو بروئے کار لاکر حوصلہ مندی کے ساتھ اپنے آبائی اور موروثی پیشہ تجارت کو جاری رکھا۔ مالی کمزوری اور سرمائے کی شدید کمی اس برادری کے افراد کو تجارت سے باز نہ رکھ سکی۔ اس زمانہ میں بیرونی تجارت کا خاتمہ ہوچکا تھا اور مقامی تجارت مارواڑی مہاجنوں کے ہاتھ تھی لیکن میمن قوم کی اس برادری کے افراد اس زمانے میں ادنیٰ سے ادنیٰ پیمانہ پر تجارت کرتے رہے اور اپنے پیشے کو انہوں نے کسی صورت ترک نہیں کیا۔

اس زمانے کا میمن ایک مثالی تاجر کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ لوگ تجارتی قافلوں کے ساتھ سفر کرتے یا اپنے نمائندوں (آڑھتیوں) اور گماشتوں کے ذریعے لاکھوں روپے کے خرید و فروخت کرتے تھے۔ گھوڑوں، گدھوں، خچروں یا بیل گاڑیوں پر معمولی مقدار میں سامان تجارت خصوصاً غلہ لاد کر تن تنہا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں لے جاکر فروخت کرنا اس دور کے میمن تاجر کی خصوصیت تھی۔ البتہ گنے چنے چند تاجر اس زمانہ

میں بھی بہت بڑے پیمانہ پر تجارت کرتے تھے لیکن ایسے متمول اور خوشحال تاجروں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی۔

میمن تاجروں کی اقتصادی حالت : شاہ عالم ثانی کے عہد حکومت میں جب گجرات کا پورا صوبہ مرہٹوں کے زیر تسلط آ گیا اور مرہٹے باضابطہ طور پر حکومت کرنے لگے تو گجرات میں امن وامان قائم ہو گیا۔ اس کے بعد صوبہ میں خوشحالی کے آثار نظر آنے لگے۔ لیکن میمن برادری کے افراد کی اقتصادی حالت پر ایسی کاری ضرب لگ چکی تھی کہ اس برادری کے افراد کو سنبھلنے کے لئے کافی عرصہ درکار تھا۔ چنانچہ میمن برادری ترقی اور کامیابی کے لئے مسلسل کوشش اور جدوجہد کرتی رہی۔ برطانیہ کے عہد حکومت میں صوبہ گجرات کی ریاستیں جوں کی توں قائم رہیں، البتہ ریاستی حکمرانوں کے اختیارات میں کمی کردی گئی۔ انگریز ایجنٹ کو تو پہلے ہی وسیع اختیارات حاصل تھے۔

قسمت کی تبدیلی : اس دور میں میمن برادری کے افراد نسبتاً خوشحال تھے اور دولت مند تاجروں کا ایک وسیع طبقہ پیدا ہو گیا تھا لیکن اکثریت اس زمانے تک تجارت کے میدان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکی تھی۔ بالآخر وہ وقت آپہنچا جب اس برادری کی قسمت نے اچانک زبردست پلٹا کھایا اور میمن برادری ترقی، کامیابی اور کامرانی کے زریں دور میں داخل ہوگئی۔ یہ دور ہندوستان میں برطانوی حکومت کے آخری زمانہ میں شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ کے بفضل سے اب تک جاری ہے۔ یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میری میمن برادری سے ہماری مراد کاٹھیاواڑ اور گجرات کی تمام چھوٹی چھوٹی میمن برادریوں سے ہے جو اس زمانہ تک مقامی ناموں سے مشہور ہوگئی تھیں اور جن کا میں اس سے قبل تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔

برادری کا نظم و ضبط : تعداد کے لحاظ سے بانٹوا، کتیانہ، اوکھائی اور ہالاری میمن برادری میں ابتدا سے نظم وضبط اور اتفاق واتحاد کا زبردست جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ ابتداء میں اس برادری کے افراد قومی یا سماجی معاملات کے علاوہ تجارت کے میدان میں بھی متحد اور منظم نظر آتے تھے۔ اس بے مثال اتفاق واتحاد کی وجہ سے (ابتداء میں) اس برادری کے تاجروں نے تجارت میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ لیکن اتحاد ونظم وضبط کے اس بے جا استعمال کی وجہ سے آگے چل کر اس برادری کے تاجروں کو زبردست نقصان پہنچا جس کے نتیجے میں برطانیہ کے دور حکومت میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر لینے کے بعد جلد ہی اس برادری کے افراد مالی مشکلات میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس برادری کے تاجر متحد اور منظم ہو کر تجارتی منڈیوں پر ہلہ بول دیتے تھے اور بیک وقت خرید یا فروخت کے ذریعے منڈی کے زخوں کو اپنے کنٹرول میں کر لیتے تھے جس کی وجہ سے انہیں بہت فائدہ حاصل ہوتا تھا لیکن اس طریقہ کار میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ غیر متوقع حالات ووجوہات کی بناء پر زخوں کے قابو میں نہ آنے یا داموں کے اچانک گر جانے کی صورت میں برادری کے تمام تاجروں کو ایک دم بہت نقصان پہنچتا تھا اور اس طرح پوری برادری بری طرح متاثر ہوتی تھی۔ چنانچہ برطانیہ کے عہد حکومت میں اس برادری کے تاجروں نے شاندار کامیابی حاصل کر لینے کے فوراً بعد (1818ء میں جنگ عظیم اول کے بعد) جب ہندوستان میں تجارتی بحران پیدا ہوا اور غیر متوقع طور پر قیمتوں میں اچانک بہت زیادہ کمی واقع ہوئی تو اس برادری کے تمام تاجروں کو بہ یک وقت ناقابل برداشت نقصان پہنچا اور اس زمانہ میں اس برادری کی تجارت قریب قریب ختم ہو کر رہ گئی۔

سندھی میمن برادری : مغلوں کے عہد حکومت میں سندھی میمن برادری کے افراد ٹھٹھہ میں بکثرت آباد ہو گئے تھے۔ اس زمانہ میں ٹھٹھہ جنوبی سندھ کی تجارت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ سندھی میمن برادری کے افراد تجارت وزراعت دونوں کاموں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اس

سلسلہ میں ''جنت السندھ'' کے مصنف رحیم داد خان کا بیان ہے کہ ''مغل شہنشاہوں کے عہد حکومت میں میمن تاجر خشک مچھلی اور گھی کی تجارت کرتے تھے۔ ٹھٹھہ خشک مچھلی کی تجارت کا مرکز تھا اور میمن تاجر یہاں سے خشک مچھلی بالائی سندھ، عربستان اور زنجبار کو برآمد کرتے تھے۔ سندھ کا گھی پورے ہندوستان میں مشہور تھا۔''

جنوبی سندھ کی تجارت کا خاتمہ : محمد شاہ کے عہد حکومت میں 1147ھ میں کلہوڑہ خاندان کے سرداروں نے سندھ پر قبضہ کرلیا۔ محمد شاہ نے فوراً کلہوڑوں کو سندھ پر حکومت کرنے کا پروانہ عطا کردیا۔ 1182ء میں سرفراز خان کلہوڑہ کے عہد حکومت میں خانہ جنگی کی وجہ سے سندھ میں زبردست انتشار پھیلا اور ٹھٹھہ کی تجارت تباہ ہوگئی۔ بیرونی حملے کی وجہ سے سندھ میں شدید قحط پڑا اور سندھ کے بہت سے شہر اور قصبے اجڑ کر ویران ہوگئے جس کی وجہ سے جنوبی سندھ کی تجارت وصنعت کا خاتمہ ہوگیا۔ اس طرح سندھی میمن برادری کے تاجروں کی مالی حالت خراب ہوگئی۔ چنانچہ وہ تجارت کا پیشہ ترک کرکے زراعت کے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ تجارت کو ترک کردینے کی وجہ سے یہ برادری مالی لحاظ سے تمام میمن برادریوں سے پیچھے رہ گئی اور عرصہ دراز تک اس برادری کے افراد کی مالی حالت ابتر ہی رہی۔

کچھی میمن برادری : صوبہ گجرات کی تباہی کے المناک دور میں کچھ کا علاقہ (جو صوبہ گجرات کے تحت تھا) ہر طرح سے مامون و محفوظ رہا، کیوں کہ یہ علاقہ مرہٹوں کی زد سے باہر تھا۔ اس زمانہ میں کچھی میمن برادری کے افراد ریاست کچھ میں امن وامان کے ساتھ رہتے تھے۔ یہ میمن تجارت پیشہ تھے۔ البتہ زراعت کو بے حد فائدہ مند دیکھتے ہوئے اس برادری کے بعض افراد نے زراعت کا پیشہ اختیار کرلیا تھا اور بعض تجارت اور زراعت دونوں سے وابستہ رہے۔

کچھ کی قحط سالی : ہم اس سے قبل تحریر کرچکے ہیں کہ اس برادری کے افراد کچھ کے راجہ راؤ کھنگار جی کی دعوت پر (دریا قصبہ سے ہجرت کرکے) ریاست کچھ کے پایہ تخت بھج میں آباد ہوگئے تھے۔ اس برادری کے تاجروں کو کچھ کے راجہ کی سرپرستی حاصل تھی اور وہ ایک طرح سے کچھ کی تجارت کے اجارہ دار بن گئے تھے۔ اس زمانہ میں کچھی میمن برادری کے تاجر وسیع پیمانہ پر تجارت کرتے تھے اور کچھ میں امن وامان کے ساتھ رہتے تھے۔ البتہ کچھ اکثر قحط سالی کا شکار رہتا تھا جس کی وجہ سے قحط کا زمانہ اس برادری کے متوسط اور غریب طبقے کے افراد کے لئے سخت تکلیف دہ ہوتا تھا لیکن قحط کے بعد حالات بہت جلد بہتر ہوجاتے تھے اور پھر خوشحالی وفارغ البالی کا دور شروع ہوجاتا۔

کچھ کا راجہ گجرات کے صوبہ دار کو برائے نام رقم سالانہ خراج کے طور پر ادا کرتا تھا اور خود مختاری کے ساتھ کچھ پر حکومت کرتا تھا۔ بسا، رکھیوت اور مانڈوی کچھ کی مشہور اور بارونق بندرگاہیں تھیں جہاں کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے بیرون ممالک کے ساتھ کچھی میمن برادری کی وسیع پیمانے پر تجارت سے اس برادری کے تاجروں کی خوش نصیبی تھی کہ انہوں نے ہندوستان میں انگریزوں کی تجارت کے اس عبوری دور میں انگریزی نو آبادیات میں قدم رکھا تھا اور تجارت میں مصروف ہوگئے۔

نئے انگریز تاجر : نئے انگریز تاجر صرف ہندوستان کی تجارت سے ہی ناواقف نہ تھے، بلکہ ان میں سے اکثر ناتجربہ کار اور بعض تجارت کے اصولوں سے قطعاً نابلد تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں 1813ء کے منشور کے مطابق محض دولت مند اور ''باعزت'' ہونے کی بناء پر ہندوستان میں قدم رکھنے کی اجازت ملی تھی۔ ان انگریز تاجروں کی حیثیت ایسٹ انڈیا کمپنی سے مختلف تھی اور ان کے وسائل نہایت محدود تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی متعدد تجارتی کوٹھیوں کے ذریعے ہندوستان کی پیداوار براہ راست اصل تجارتی منڈیوں سے خریدتی تھیں اور اس طرح درآمد شدہ اشیائے تجارت

ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اصل خریداروں تک پہنچتی تھیں جس کی وجہ سے کمپنی کو خاطر خواہ فائدہ ہوتا تھا لیکن نئے انگریز تاجروں کو یہ سہولتیں میسر نہ تھیں اور وہ مقامی تاجروں کے ساتھ تجارت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمانے میں اصل تجارت انگریز تاجروں کے ہاتھوں سے نکل کر مقامی ہندوستانی تاجروں کے ہاتھ آ گئی اور نئے انگریز تاجر ہندوستان کی دولت سمیٹنے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح نہ بن سکے اور ہندوستان کی اس دولت کا بیشتر حصہ زبردست منافع کی صورت میں کچھی میمن برادری کے تاجروں کو ملنے لگا جو نئے انگریز تاجروں کے دوش بدوش تجارت کرنے لگے تھے۔ اس زمانہ میں کچھی میمن برادری کے تاجر دولت سے مالا مال ہو گئے۔ اس غیر معمولی کامیابی کی وجہ سے کچھی میمن تاجروں کے حوصلے نہایت بلند ہو گئے اور وہ وسیع پیمانہ پر تجارت کرنے لگے۔ اس زمانہ تک انگریزی نوآبادیات میں کچھی میمن برادری کے افراد بہت بڑی تعداد میں آباد ہو گئے تھے۔

میمن برادری کی کراچی میں سکونت : ابتداء میں کچھی میمن برادری کے جو افراد کراچی آئے، وہ متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان میں سے بعض دولت مند بھی تھے مگر آگے چل کر متوسط اور غریب طبقے کے کچھی میمن افراد بکثرت کراچی میں آ کر آباد ہو گئے۔ اس زمانہ میں کراچی کی آبادی اس شہر کے موجودہ اولڈ ٹاؤن کوارٹر (موجودہ صرافہ بازار، کندن بازار، کھجور بازار، جونا مارکیٹ، جوڑیا بازار، کاغذی بازار، گھاس گلی، بھیم پورا، گاڑی کھاتہ، کھارادر، میٹھادر اور کچھی میانی روڈ) تک محدود تھی۔ موجودہ سندھ مدرسۃ الاسلام کی وسیع عمارت اور کھیل کے میدان کی جگہ ایک سرائے قائم تھی جہاں تاجر رہتے تھے۔ تجارتی قافلے اسی سرائے کے قریب ٹھہرتے تھے اور روزانہ منڈی لگتی تھی۔ کراچی کے قدیم اور اصلی باشندے جو ماہی گیر تھے، موجودہ کچھی میانی روڈ پر جہاں کراچی پورٹ ٹرسٹ کی شاندار عمارت نظر آتی ہے، ساحل سمندر پر آباد تھے۔ انہیں انگریزوں نے آگے چل کر ''محلہ میمن سوسائٹی'' کھڈہ بستی میں آباد کر دیا تھا۔ کراچی کے ان قدیم باشندوں کے اولادیں اب تک کھڈہ بستی میں آباد ہیں۔

فوجی بستیاں : چونکہ انگریزوں نے کراچی کو سندھ کا دارالحکومت قرار دے دیا تھا اس لئے یہاں انگریزی اور دیسی فوجیں بڑی تعداد میں ہوتی تھیں۔ کراچی کے علاقے جیکب لائن، جٹ لائنز، اے بی سینیا لائنز، نیپیئر بیرکس اور ڈیپو لائنز فوجی بستیاں تھیں۔ ان علاقوں میں انگریز فوجیوں اور افسروں کے رہائشی بیرکس بنے ہوئے تھے جو اب تک خستہ حالت میں موجود ہیں۔ کراچی کا یہ علاقہ کنٹونمنٹ یعنی چھاؤنی کہلاتا تھا۔ کچھی میمن برادری کے دولت مند تاجر اسی کیمپ کے علاقہ میں فوجی بستیوں کے قریب آباد ہو گئے۔ آج بھی کینٹ کے علاقے (صدر) میں کچھی میمن برادری کے بہت سے خاندان آباد ہیں۔

تجارت کا آغاز : چونکہ کچھی میمن برادری کے تاجروں کا ریاست کچھ میں انگریز فوجی افسروں اور انگریز سول حکام سے سابقہ پڑ چکا تھا اور وہ ان کے مزاج سے بخوبی واقف تھے، اس لئے اس برادری کے تاجروں نے تجارت کا سلسلہ بھی فوجی کیمپ سے شروع کیا اور کراچی کے موجودہ علاقہ سولجر بازار میں فوجیوں کے لئے ایک بازار لگا کر اس علاقہ میں آبادی کی بنیاد ڈالی۔ جس کے بعد سولجر بازار کے علاقہ میں کچھی میمن اور کاٹھیاواڑ کے تاجروں کی بڑی بڑی کوٹھیاں قائم ہو گئیں۔ ہالا راور کچھی میمن تاجروں نے اس علاقہ میں انگریزی طرز کی بہت سی عمارتیں تعمیر کرائیں جو اب تک نشانی کے طور پر موجود ہیں۔

پھر کراچی ھجرت : 1868ء میں جب کچھ، کاٹھیاواڑ، گجرات اور مارواڑ کے علاقوں میں خوفناک قحط پڑا تو ان علاقوں سے لوگ

بہت بڑی تعداد میں ہجرت کر کے کراچی آئے اور مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ اس زمانہ میں کچھی میمن برادری کے ہزاروں افراد کچھ سے کراچی آ کر آباد ہوئے۔ یہ میمن متوسط اور غریب طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس زمانہ تک کراچی کی آبادی میں زبردست اضافہ ہو چکا تھا اور بہت سے نئے نئے محلے آباد ہو گئے تھے جہاں لوگ اپنی اپنی مالی حیثیت کے لحاظ سے آباد تھے۔ کچھی میمن برادری کے متوسط طبقے کے افراد کراچی کے موجودہ علاقہ رتن تلاؤ (جو اس زمانہ میں ایک تالاب تھا) کے قریب اپنا محلہ بسا کر آباد ہو گئے۔ اسی مقام پر اس برادری کے افراد نے کراچی میں میمن قوم کی پہلی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ یہ قدیم یادگار مسجد اب تک میمن مسجد صدر کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا انتظام کچھی میمن برادری کے چند معزز افراد کے ہاتھوں میں ہے حالانکہ اب اس برادری کے افراد رتن تلاؤ یا اس کے آس پاس کے علاقوں میں آباد نہیں ہیں۔

رتن تلاؤ کے علاقے میں اس برادری کے افراد چھوٹے چھوٹے پلاٹس پر بے ترتیبی کے ساتھ آباد تھے۔ 1889ء میں جب حکومت نے کراچی کی زمینوں کا سروے کیا اور قابل رہائش زمین صاف کرائی تو رتن تلاؤ کے قریب کچھی میمن برادری کے خاندانوں کو کراچی کے موجودہ علاقہ رام باغ کوارٹر میں سستے داموں زمین فراہم کی اور انہیں رتن تلاؤ سے منتقل کر کے رام کے کوارٹر میں آباد کر دیا جہاں اب تک میمن محلہ گاڑی کھاتہ۔

پلیگ کی وبا : غریب طبقہ کے کچھی میمن افراد کراچی میں آ کر اس شہر کے نسبتاً کم آباد یا غیر آباد علاقوں میں مقیم ہو گئے۔ اکثر لوگ کراچی کے موجودہ علاقہ بھیم پورہ اور بعض جا کیواڑہ اور گھانس گنجی میں آباد ہوئے جہاں اب تک اس برادری کے افراد بکثرت آباد ہیں۔ 1897ء میں کراچی میں پہلی مرتبہ پلیگ کی وباء پھوٹی جس کے بعد 1898ء میں اور پھر 1899ء میں پلیگ کی شدید وبائیں پھوٹیں۔ ان وباؤں کی وجہ سے بے شمار انسانی جانیں تلف ہو گئیں اور کراچی میں مقیم کچھی میمن برادری کے افراد کو شدید جانی نقصان پہنچا۔ اس زمانہ میں پلیگ سے بچنے کی غرض سے لوگ کراچی سے باہر دیہی علاقوں میں عارضی طور پر مقیم ہو جاتے اور حالات کے معمول پر آتے ہی پھر شہر میں آ کر آباد ہو جاتے تھے۔

دوبارہ قحط اور میمن سوسائٹی : 1899ء میں اور پھر 1900ء میں کچھ، کاٹھیاواڑ، گجرات اور مارواڑ کے علاقوں میں پھر شدید قحط پڑا۔ اس خوفناک قحط کی وجہ سے اس زمانہ میں بھی ان علاقوں سے بے شمار افراد ہجرت کر کے کراچی میں آ کر آباد ہو گئے۔ اوکھائی میمن برادری کے افراد اس زمانہ میں کافی تعداد میں کراچی میں آ کر آباد ہوئے۔ یہ میمن افراد کراچی کے موجودہ علاقہ کھڈہ بستی کے قریب مقیم ہوئے جہاں انہوں نے اپنی ایک علیحدہ جماعتی تنظیم قائم کر لی اور اوکھائی میمن انجمن کی بنیاد ڈالی تو اس نئی آبادی کا نام بھی اس سوسائٹی کے نام پر میمن سوسائٹی مشہور ہوا۔

سندھی میمن تاجر برادری : اس اثناء میں سندھی میمن برادری کے بہت سے افراد کراچی میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ ان میں سے بعض تجارت پیشہ تھے جو تازہ پھلوں، سبزیوں اور گھی کی تجارت کرتے تھے لیکن جیسے جیسے کراچی کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا سندھ کے ہندو تاجر کراچی میں آ کر آباد ہوتے گئے اور وہ اس کی تجارت پر قابض ہو گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سندھی میمن برادری کے تاجر تجارت سے محروم ہو گئے البتہ کچھی میمن برادری کے تاجر کراچی میں جنگ عظیم اول کے زمانہ تک نہایت وسیع پیمانہ پر تجارت کرتے رہے۔ جنگ عظیم اول ختم ہو جانے کی وجہ سے کراچی کے کچھی میمن تاجروں کو بھی زبردست نقصان پہنچا اور رفتہ رفتہ اس برادری کے تاجر بھی کراچی میں تجارت سے محروم ہو گئے۔ کراچی میں اس برادری کے افراد کی اکثریت سرکاری ملازمت کرنے لگی اور گنے چنے چند افراد تجارت میں مشغول نظر آنے لگے۔

سندھی برادری کی کراچی آمد : 1935ء میں جب برطانوی حکومت نے ایک قانون کے ذریعہ سندھ کو صوبہ بمبئی سے

علیحدہ کر کے اسے ایک خود مختار صوبہ بنایا تو کراچی صوبہ سندھ کا دارالحکومت بنا۔ اس زمانہ میں کراچی کی آبادی میں تیز رفتاری کے ساتھ اضافہ ہوا۔ اسی زمانہ میں سندھی میمن برادری کے تعلیم یافتہ ملازم افراد بکثرت کراچی میں مستقل طور پر آباد ہوئے اور کراچی میں سندھی برادری کی ایک بڑی تعداد آباد ہوگئی۔

قیام پاکستان اور ھجرت : قیام پاکستان کے فوراً بعد (اگست 1947ء) کے بعد مسلسل میمن قوم کی تمام علاقائی برادریوں کے افراد بھارت کے مختلف دور دراز علاقوں سے ہجرت کر کے پاکستان آئے اور مختلف مقامات پر آباد ہوگئے۔ ان میں سے اکثریت کراچی شہر میں آباد ہوئی اور اس طرح کراچی میں میمن قوم کی دنیا میں سب سے بڑی آبادی نظر آنے لگی۔ ایک اندازہ کے مطابق کراچی میں میمن قوم کے کم از کم 20 لاکھ افراد آباد ہیں، کراچی میں میمن قوم کی اکثریت تجارت پیشہ ہے اور اس قوم کے افراد کراچی کی صنعت و تجارت پر چھائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بعض میمن تاجر بے حد دولت مند ہیں اور نہایت وسیع پیمانے پر تجارت کرتے ہیں۔ اکثر بڑی بڑی صنعتیں اسی قوم کے صنعتکاروں کی قائم کردہ ہیں۔ اس کے علاوہ میمن برادری کے افراد نے تعلیم کے میدان میں بھی نمایاں کامیابیاں حاصل کیں جس کی وجہ سے صحت، تعلیم اور ٹیکنیکل شعبوں میں بھی اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیا اور اپنا نام پیدا کیا۔ کراچی میں میمن قوم کی مختلف علاقائی برادریوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں قائم ہیں اور کراچی کے میمن باشندے ان جماعتوں سے وابستہ ہوکر منظم طور پر پرامن زندگی بسر کرتے ہیں۔

میمن قوم کی بڑی بڑی آبادیاں : کراچی میں میمن قوم کی دنیا میں سب سے بڑی آبادی قائم ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ بھارت کے سب سے بڑے شہر اور تجارتی مرکز بمبئی میں میمن قوم کی دوسری بڑی آبادی قائم ہے۔ کراچی کی طرح بھارت کے شہر بمبئی میں بھی میمن قوم کے متعدد علاقائی جماعتیں قائم ہیں اور بمبئی کے میمن باشندے ان جماعتوں سے وابستہ ہوکر جماعتی زندگی بسر کرتے ہیں۔

مضمون کی تیاری کے لیے حسب ذیل کتابوں اور رسالوں سے مدد لی گئی ہے۔

☆ تذکرہ میمن قوم مصنف ہاشم زکریا (مرحوم)
☆ اساس میمن قوم مصنف عبدالرحمٰن اسیر (مرحوم)
☆ اساس سورٹھ و سندھ مصنف گل مانگرولی (مرحوم)
☆ مجلّہ میمن پاک ملن 1992ء
☆ مجلّہ دی میمن پاکستان گولڈن جوبلی اگست 1997ء
☆ میمن عالم شمارہ جون 1970ء
☆ میمن بلیٹن شمارہ نومبر 1982ء
☆ سہ ماہی پیغام (سالگرہ نمبر) جنوری تا مارچ 1997ء اوکھائی میمن جماعت
☆ میمن سماج شمارہ جولائی 1985ء
☆ مسلم گجرات فروری 1952ء
☆ میمن کب مشرف بہ اسلام ہوئے؟ معارف مجلّہ تحقیق جنوری تا جون 2012ء۔ مصنف: ڈاکٹر محمد اسحاق منصوری شعبہ عربی جامعہ کراچی
☆ علامہ عبدالعزیز میمن، سوانح اور علمی خدمات۔ تحقیق و تالیف جناب محمد راشد شیخ
☆ اندھیروں سے اجالوں کا سفر...... جناب حاجی عبدالرزاق فدا۔ تحریر: ڈاکٹر آصف فانی
☆ تاریخ بانٹوا۔ مصنف: عبدالعزیز کاپا۔ اشاعت: جولائی 2011ء۔ شائع کردہ: بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی
☆ میمنی لوک ادب۔ مصنف: یحییٰ ہاشم باوانی۔ اشاعت: اگست 2009ء۔ شائع کردہ: میمن بک فاؤنڈیشن آف پاکستان
☆ کے ایم اے گرلز ڈگری کالج کراچی۔ سالانہ مجلّہ قندیل

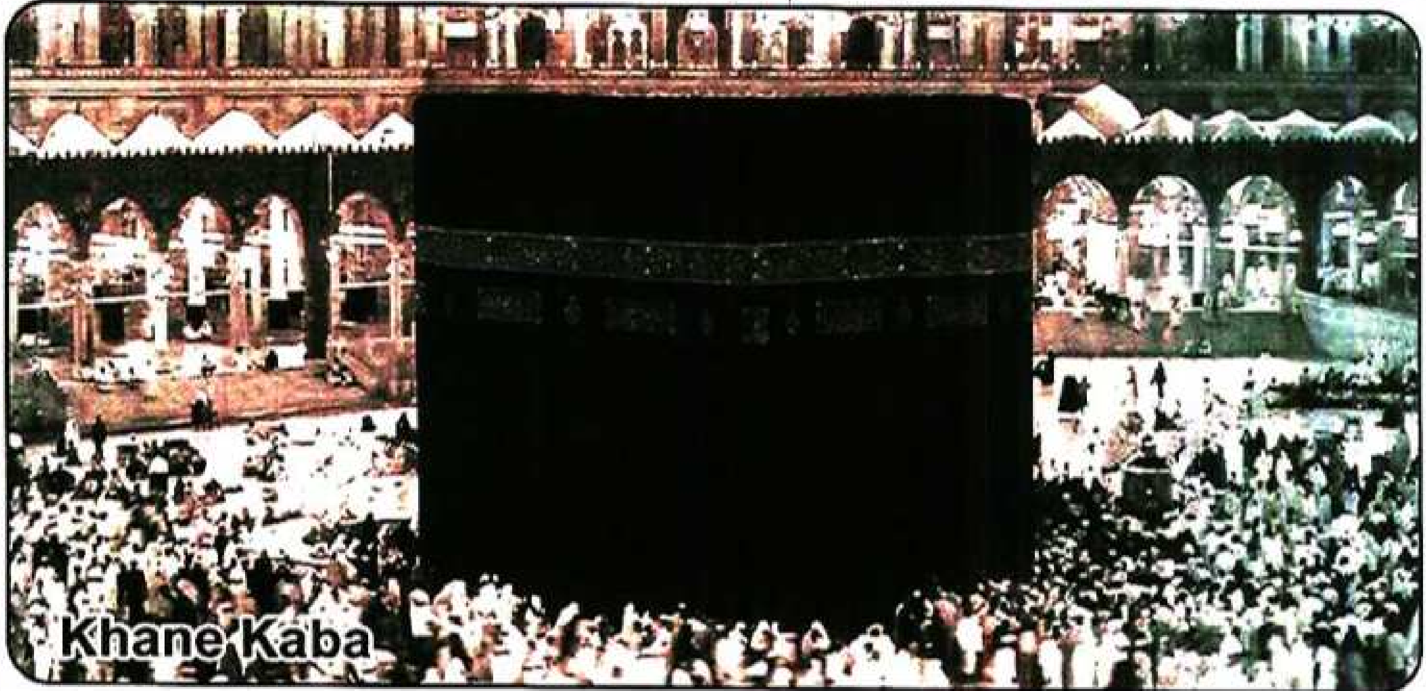

ایک نصیحت آموز اور روح پرور واقعہ

حج اور فرض کی ادائیگی

تحریر: یحییٰ احمد پاریکھ

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ حج سے فارغ ہو کر حرم شریف میں سو گئے۔ خواب میں دو فرشتوں کی باتیں سنیں۔ ایک نے پوچھا: ''اس سال کتنے لوگ حج کرنے آئے؟'' دوسرے نے کہا: ''آئے تو بہت مگر کسی کا حج قبول نہیں ہوا۔ البتہ دمشق میں علی بن موفق ایک موچی رہتا ہے۔ اگرچہ وہ حج کرنے نہیں آیا، لیکن اس کا حج قبول ہو گیا ہے اور اسی کے طفیل سب حاجیوں کا حج قبول ہو گیا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جاگنے کے بعد اس موچی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اس کے گھر پہنچ کر دستک دی۔ علی بن موفق باہر آیا تو آپ نے اپنا خواب اس سے بیان کیا اور پھر پوچھا: ''تمھارا حج کیسے قبول ہوا؟''

موچی نے کہا: ''میں نے حج تو نہیں، ساری عمر چمڑا بیچ کر حج کے لیے رقم جمع کی تھی اور حج پر جانے کے لیے تیار تھا۔ اسی دوران ایک دن میری بیوی نے پڑوسی کے ہاں تھوڑا سا سالن مانگا۔ اس نے کہا ہم نے جس گوشت کا سالن پکایا ہے یہ گوشت تمھارے لیے حلال نہیں ہے۔ سات دن کے فاقوں کے بعد بچوں کے بھوک سے بے تاب ہونے کی وجہ سے ہم نے مردار کا گوشت پکایا ہے۔ یہ سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے۔ میں نے جتنا روپیہ حج کے لیے جمع کیا تھا وہ سارے کا سارا اٹھا کر ان کے گھر دے دیا تا کہ وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کریں۔''

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے یہ سن کر فرمایا: ''فرشتوں نے ٹھیک کہا تھا۔''

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

صنعت کار، تاجر اور بے روزگار حضرات متوجہ ہوں

ملازم کی ضرورت ہے یا ملازمت کی ہم سے رجوع کریں

ایمپلائمنٹ بیورو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ایک ایسا شعبہ ہے جو تمام میمن برادریوں اور اداروں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے گزشتہ 68 سالوں سے بلا معاوضہ اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہمارے اس شعبہ کی کوششوں سے ہر ماہ کئی بے روزگاروں کی روزی (جاب) کا بندوبست ہوجاتا ہے۔ اس وقت ملک کے معاشی حالات بے حد خراب ہیں اور ملک میں بے روزگاروں کی تعداد بھی بے حد بڑھ رہی ہے۔ اس وجہ سے اس شعبے پر خاصا بوجھ ہے اور خاصی درخواستیں آرہی ہیں۔

اس ضمن میں میمن برادری کے اور دیگر کاروباری اداروں کے مالکان سے التماس ہے کہ اگر انھیں اپنی دکان، فیکٹری، ملز، آفس یا دیگر کسی بھی کاروباری شعبے میں کسی قابل اور باصلاحیت اسٹاف کی ضرورت ہو تو وہ بانٹوا میمن جماعت کے دفتر "شعبہ فراہمی روزگار" سے رابطہ کریں۔ میمن برادری کے وہ افراد بھی جو بے روزگار ہیں اور روزگار کی تلاش میں ہیں وہ ان تعطیل کے دن کے علاوہ شام 4 بجے سے شب 8 بجے کے درمیان جماعت کے آفس میں آکر اپنی سی وی (CV) اور جماعت کا کارڈ، سی این آئی سی (CNIC) کارڈ، جماعت کے نام درخواست معہ دو تصاویر (فوٹو) ساتھ جمع کراسکتے ہیں۔

تعاون کے طلب گار

محمد منظور ایم عباس میمن
کنوینر ایمپلائمنٹ بیورو کمیٹی

رابطہ موبائل: **0333-3163170**

ای میل: **bantvaemploymentbureau@yahoo.com**

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن کراچی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

کعبے کی رونق

سید صبیح الدین صبیح رحمانی

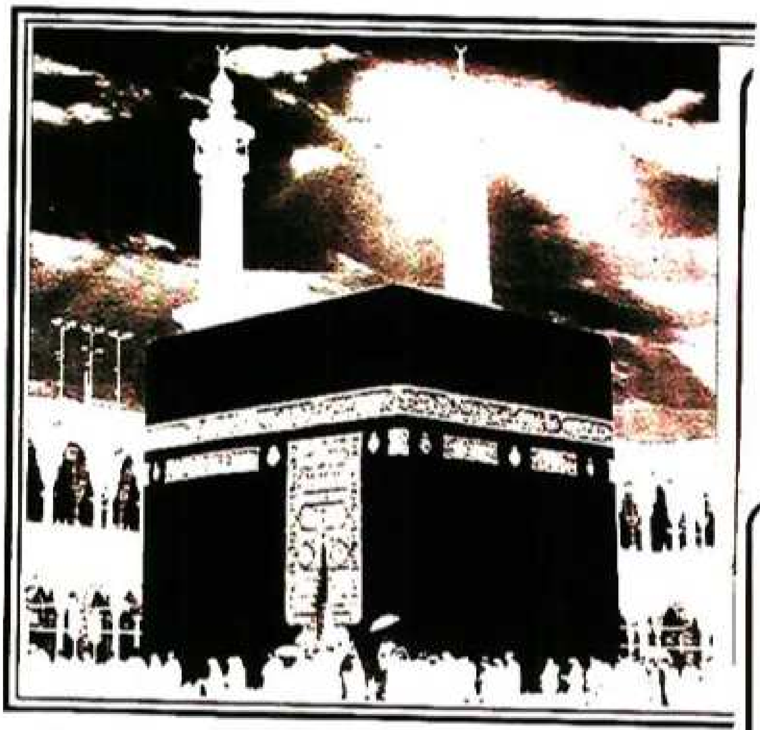

کعبے کی رونق کا منظر، اللہ اکبر اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر، اللہ اکبر اللہ اکبر

حیرت سے خود کو کبھی دیکھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کبھی میں حرم کو
لایا کہاں مجھ کو میرا مقدر، اللہ اکبر اللہ اکبر

حمد اللہ سے تر ہیں زبانیں کانوں میں رس گھولتی ہیں اذانیں
بس اک صدا آرہی ہے برابر، اللہ اکبر اللہ اکبر

قطرے کو جیسے سمندر سمیٹے مجھ کو مطاف اپنے اندر سمیٹے
جیسے سمیٹے آغوش مادر، اللہ اکبر اللہ اکبر

مانگی ہیں میں نے جتنی دعائیں منظور ہوں گی مقبول ہوں گی
میزاب رحمت ہے میرے سر پر اللہ اکبر اللہ اکبر

یاد آگئیں جب اپنی خطائیں اشکوں میں ڈھلنے لگی التجائیں
رویا غلاف کعبہ پکڑ کر، اللہ اکبر اللہ اکبر

اپنی عطا سے بلوالیا ہے مجھ پر کرم میرے رب نے کیا ہے
پہنچا ہوں پھر سے حطیم کے اندر، اللہ اکبر اللہ اکبر

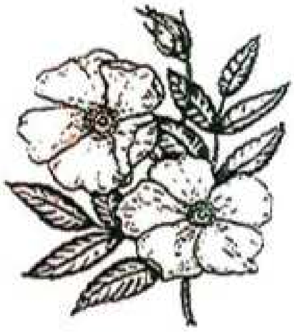

قیام: 10 اپریل 1916ء (بانٹوا۔انڈیا) قیام: 20 مارچ 1948ء (کراچی۔پاکستان)

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کراچی

کیا ہمیں اپنے مرحومین یاد ہیں؟

آپ نے کبھی سوچا کہ۔۔۔۔

ہمارے وہ عزیز و اقارب جو کبھی ہمیں جان سے پیارے تھے۔ جن کے بغیر ہماری زندگی ادھوری ہوا کرتی تھی جو ہماری ہر خوشی میں خوش، ہر غم میں شریک تھے۔ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں اور قبرستان میں منوں مٹی تلے سوئے ہوئے ہیں۔

آپ نے کبھی اس پر غور کیا!!۔۔۔

ہم نے عید تہوار، سال چھ مہینے بعد قبر پر جا کر چند لمحے فاتحہ خوانی کی، قبر پر تھوڑا سا پانی ڈال دیا اور اللہ اللہ خیر صلا۔ کیا ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ہمارے ماں کا، بہن بھائیوں کا، عزیز و اقارب کا ہم پر صرف اتنا ہی حق ہے؟

کیا ہم نے حق ادا کر دیا۔۔۔؟

ذرا سوچیے!۔۔۔۔

قبرستان ہمارے عزیز و اقارب کی آخری آرام گاہ ہیں، کیا ہم قبرستانوں کی دیکھ بھال میں اپنا فرض ادا کر رہے ہیں؟

کیا ہم اپنے پیارے عزیزوں کی قبور کی Maintenance دیکھ بھال اور انتظامی اخراجات میں تعاون کر رہے ہیں؟

براہ کرم بانٹوا انجمن حمایت اسلام سے بھرپور مالی تعاون کریں

اپنے پیاروں کی قبور کی دیکھ بھال کے لئے۔۔۔

قبرستانوں کے ترقیاتی کاموں کے لیے آپ کی سپورٹ (مدد) درکار ہے

زکوٰۃ دیتے وقت بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے

فلاحی منصوبوں کو مد نظر رکھیں

اپنی جماعت یہ عمدہ فریضہ بہ خوبی اور آسانی سے انجام دے سکتی ہے

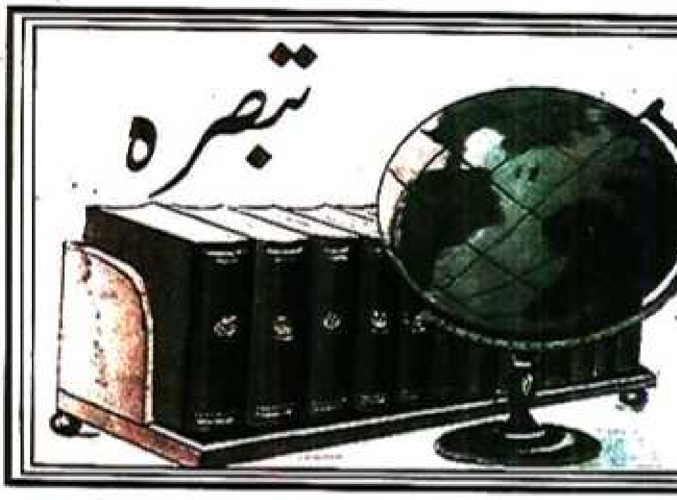

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی
71 واں احوال و حساب
برائے سال 2021 - 2020ء
بانٹوا اسپتال۔بانٹوا انیس اسپتال

جناب محمد حنیف حاجی قاسم کھانانی مچھیارا — صدر

جناب محمد اقبال عبداللہ ابا حسین نی نی — نائب صدر

جناب محمد یونس عبدالستار ایدھی (بکسرا) — جنرل سیکریٹری

جناب محمد ہارون اے شکور محمد کوٹایا — جوائنٹ سیکریٹری

صفحات کی کل تعداد: 60 — طباعت: عمدہ

کاغذ: آرٹ پیپر — ٹائٹل: چار رنگ

پتا: بالمقابل مولانا محمد علی جوہر پارک (گگری گراؤنڈ)
نواب مہابت خانجی روڈ کراچی

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کا 71 واں سالانہ احوال و حساب جو اس کی 2021 - 2020ء کی کارکردگی پر مشتمل ہے۔ایک خصوصی رپورٹ یا مجلّے (سووینئر) کی صورت میں پیش کیے گئے ہیں۔اس سالانہ رپورٹ کو اردو اور انگریزی میں شائع کیا گیا ہے۔زیادہ تر صفحات اور اعداد و شمار انگریزی میں ہیں اور مزید صفحات اردو میں بھی شامل کیے گئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بانٹوا میمن برادری کو یہ شرف اور اعزاز حاصل ہے کہ وہ کئی دہائیوں سے اپنے اس معتبر اور موقر ادارے بانٹوا میمن خدمت کمیٹی سے طویل عرصے سے فیض یاب ہو رہی ہے اور اس خدمت کمیٹی کے زیر اہتمام ہی مسلسل مخلصانہ سماجی، فلاحی اور طبی سرگرمیاں انجام دی جارہی ہیں اس مطبوعہ احوال و حساب میں بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے سبھی عہدیداران برائے 2021 - 2020ء کی تصاویر اور تعارفی نام بھی دیئے گئے ہیں۔جن سے ان کی گراں قدر خدمات کا بھی خوب اندازہ ہو رہا ہے۔

زیر نظر اس مطبوعہ احوال و حساب میں بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے صدر جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا کھانانی کا 71 واں جنرل باڈی میٹنگ سے خطاب کا مکمل متن بھی طبع کیا گیا ہے جو ادارے کا تابندہ، روشن اور عمدہ کارکردگی کا احاطہ کرتی ہے۔درحقیقت

اس تفصیلی احوال میں خدمت کمیٹی کے اغراض و مقاصد اس کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی ہے۔اپنے خصوصی خطاب میں صدر محترم نے بانٹوا میمن اسپتال اور بانٹوا انیس اسپتال کے بارے میں بھی قارئین اور بانٹوا میمن برادری کے معزز رہنماؤں اور مخیّر حضرات کو گوش گزار کیا ہے اور بانٹوا میمن برادری کو یہ بتایا ہے کہ کس طرح ان دونوں اسپتالوں میں ہمہ وقت اسپتال کا عملہ، اسٹاف اور ڈاکٹرز (لیڈیز اور جینٹس) دونوں ہی مریضوں کے علاج معالجے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ان دونوں اسپتالوں میں تمام وبائی اور عام امراض کا علاج بھی کیا جاتا ہے اور بچوں، بڑوں اور خواتین کو مہلک بیماریوں سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکے بھی لگائے جاتے ہیں۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ محکمہ صحت سندھ نے بانٹوا اسپتال کے باہمی تعاون سے ویکسین لگانے کے عمل سے فائدہ اٹھایا ہے اور یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری اور ساری رہا ہے۔ جناب مچھیارا صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ سارے کے سارے خدمتی اور رفاہی کام ڈونیشن فنڈز اور عطیات کے ذریعے انجام دیئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ دیگر فلاحی خدمات بھی مخلصانہ انداز سے انجام دی جارہی ہیں۔

زیرنظر احوال وحساب میں 71 ویں سالانہ رپورٹ کی سب سے اہم وہ چیزیں ہیں اور رپورٹ ہے جو اس ادارے کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب محمد یونس عبدالستار بکسرا نے عام اجلاس کے دوران پیش کی ہے۔مذکورہ مالی سال کے دوران جو اور جس طرح اس مدت کے دوران مخلصانہ خدمات انجام دی گئی ہیں ان کا مفصل احوال اور رپورٹ میں شامل اشاعت ہے۔

اپنی تفصیلی رپورٹ میں جناب حاجی یونس بکسرا نے بانٹوا اسپتال اور بانٹوا انیس اسپتال کے علاوہ دیگر علاج معالجہ فراہم کرنے والی ڈسپنسریوں کی رپورٹ بھی شامل اشاعت کی۔اس کے ساتھ ساتھ لیڈیز انڈسٹریل ہوم، حاجی غنی دیوان کمیونٹی ہال کے بارے میں بھی رپورٹ پیش کی ہے اور عطیات و امداد کی وصولی اور اخراجات کے حوالے سے بھی آگاہ کیا۔زکوٰۃ فنڈ، بانٹوا جیلانی میڈیکل (غریب آباد) لیاقت آباد اور بانٹوا کمپلیکس ڈسپنسری (سخی حسن نارتھ ناظم آباد) کا مختصر احوال بھی اس رپورٹ میں شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

احوال وحساب کے اولین صفحات پر عہدیداران اور مجلس عاملہ کی فور کلر رنگین تصاویر طباعت کی گئی ہیں۔بعدازاں سینئر جرنلسٹ اور ممتاز ریسرچ اسکالر کھتری عصمت علی پٹیل کا بانٹوا میمن اسپتال کے حوالے سے تحقیقی مضمون شائع کیا گیا ہے جو مطالعہ کرنے سے بہ خوبی آگاہی دیتا ہے۔

بلاشبہ اس سے ادارے کی ان خدمات کی اہمیت کا بھی خوب اندازہ ہورہا ہے۔غرض اس عمدہ سالانہ احوال وحساب رپورٹ پر بانٹوا میمن خدمت کمیٹی اور اس کے سبھی عہدیداران مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ہم اتنا اچھا کام کرنے پر بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ٹائٹل اور اندرونی صفحات کی طباعت قابل تحسین ہے۔یاد رہے کہ بانٹوا اسپتال کسی رنگ ونسل کے دکھی انسانیت کی علاج معالجہ کی غریب اور پسماندہ طبقے کے لئے نمایاں اور گراں قدر خدمت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے انجام دی جارہی ہیں۔

(ادارہ)

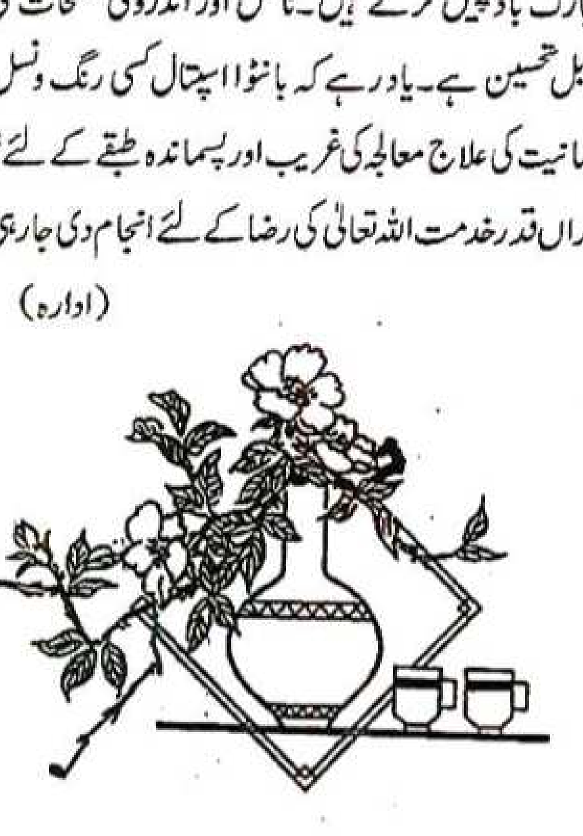

زیارت حرم

جناب اقبال حیدر

دنیا کے سب رنگ اسی کے جس نے رنگ بنائے ہیں
اپنے گھر کے چاروں جانب آٹھوں پہر سجائے ہیں

ایسا روپ اور ایسی رنگت چشم تصور میں بھی نہ تھی
پہلی بار اسے دیکھا تو آنکھ میں آنسو آئے ہیں

رات ہو یا دن یہاں کا موسم روشنیوں کا موسم ہے
ایک تجلی خانہ ہے، جتنے بھی خواب سرائے ہیں

چہرے بھی اپنے جیسے ہیں آنکھیں بھی اپنی جیسی
اس گھر آنگن میں لگتا ہے سب اپنے ماں جائے ہیں

تن پر ہے احرام کی چادر، ننگے پاؤں ننگے سر
دنیاداری سے ہر رشتہ ناطہ توڑ کے آئے ہیں

سب سے بڑھ کر عزت عظمت، حرمت والے گھر کے طفیل
شہر امن میں چاروں جانب اجلے اجلے سائے ہیں

ہم کتنے خوش قسمت ٹھہرے، ایسے گھر تک آپہنچے
اور کتنے بدقسمت ہیں، پھر واپس لوٹ کے آئے ہیں

مرکز کی اہمیت

مرکز جو قائم کرتا ہے محور کو
محور جو حرکت دیتا ہے زندگی کو
اور زندگی بڑھنے کا نام ہے
بچھڑنے کا نہیں
رکے تو ناکامی اور چلے تو کامیابی کی ضمانت

کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر
کی تقریر سے اقتباس

ہم دل کو ہمہ قسم کے امراض سے کس طرح بچائیں؟

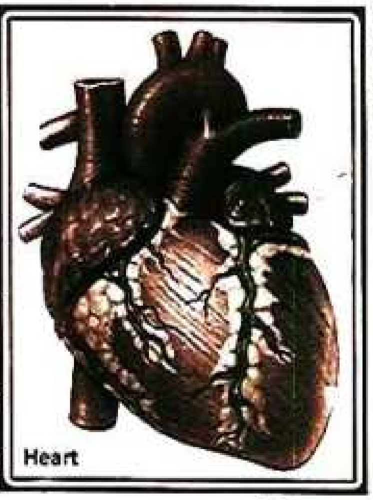

صحت مند خوراک آپ کو دل کے امراض سے وابستہ تین بڑے خطرات سے بچاتی ہے۔

☆ ہائی کولیسٹرول ☆ ہائی بلڈ پریشر ☆ موٹاپا

صحت مند خوراک کا مطلب درج ذیل اشیاء ہیں۔

☆ اپنی روزمرہ خوراک میں سبزیوں اور پھلوں کو زیادہ شامل کیجیے۔ سبزیوں کو کھانے میں شامل کیجیے اور پھلوں کو کھانے کے بعد میٹھے کے طور پر صبح ناشتے میں اور اس کے علاوہ اسنیک کے طور پر استعمال کیا جائے۔

☆ اناج کو اپنی خوراک کا حصہ بنائیے۔ اناج صحت کے لیے مفید ہیں۔ صبح ناشتے میں روٹی، دلیا یا سیریل کا استعمال کیجیے۔

☆ دودھ ایک بھرپور غذا ہے لیکن دودھ پر موجود بالائی میں صرف مضر صحت چکنائی ہوتی ہے، اس لیے دودھ کا استعمال بالائی ہٹا کر کیجیے۔

☆ مچھلی دل کی صحت کے لیے مفید ہے، تاہم مچھلی کو فرائی کر کے استعمال کریں گے تو چکنائی کی غیر ضروری مقدار جسم میں چلی جائے گی۔ کوشش کیجیے کہ مچھلی بھاپ میں یا کوئلے پر بنا کر استعمال کریں۔

☆ چھوٹا اور بڑا گوشت کم سے کم استعمال کیجیے، کیوں کہ اس میں کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ مرغی سے چربی ہٹا کر استعمال کیجیے تاہم یہ بھی مناسب حد میں استعمال کرنی چاہیے۔

☆ کھانے کے تیل کا انتخاب کریں (ایسی چکنائی جو کمرے کے درجہ حرارت پر ٹھوس شکل میں نہ ہو) البتہ تیل بھی مناسب حد میں استعمال کریں۔

☆ کھانے میں نمک کم سے کم استعمال کریں۔

☆ کلیجی، گردے، نہاری، سری پائے صحت کے لیے نقصان دہ ہیں، ان میں کولیسٹرول کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ انہیں استعمال نہ کریں۔ کوشش کیجیے کہ صحت مندانہ خوراک کو زندگی کا حصہ بنائیے۔

ہنسنا ہنسانا

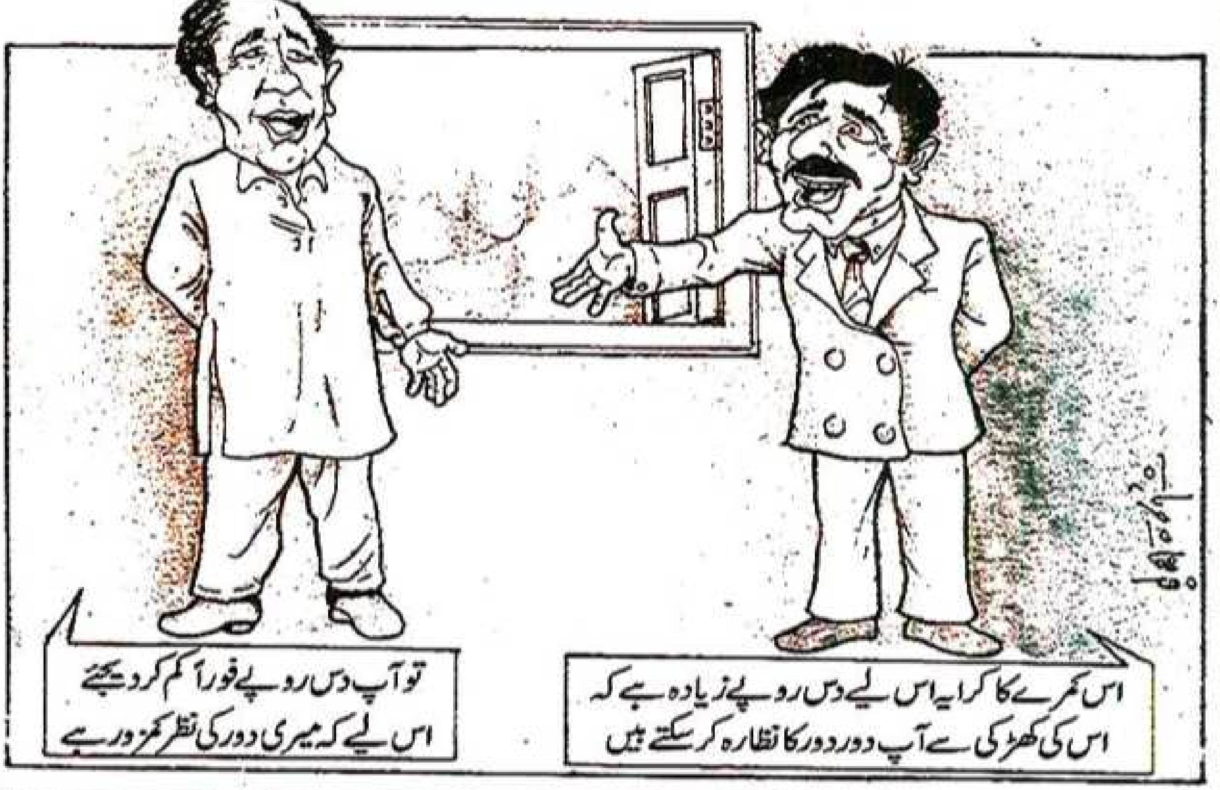

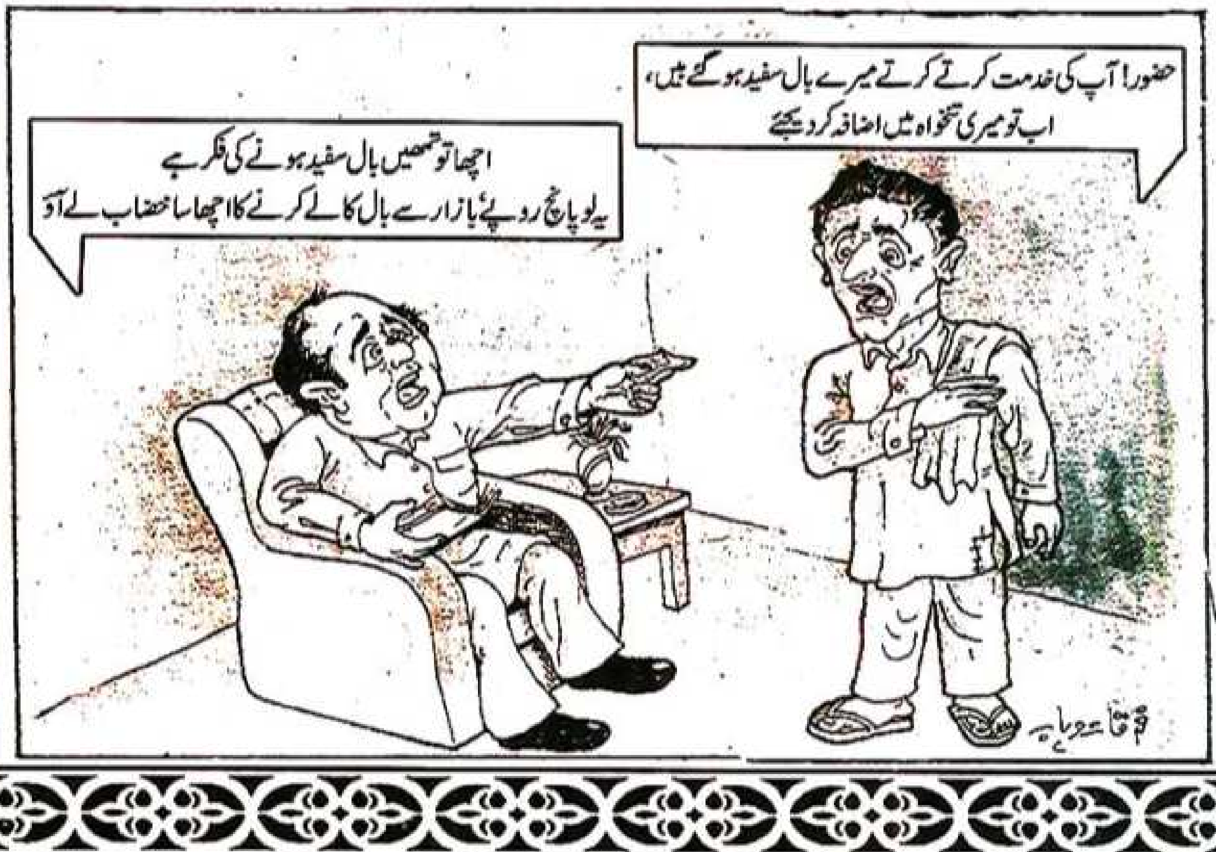

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا کثیر الاشاعت ترجمان

ماہنامہ میمن سماج کراچی

بانٹوا میمن برادری کے ترجمان ماہنامہ میمن سماج کراچی میں تاریخ و ثقافت کے تحقیقی و علمی مضامین، انٹرویو، فیچر، احوال، سماجی و فلاحی موضوعات پر معیاری معلومات کے خزانوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ ماہنامہ میمن سماج، بانٹوا میمن برادری کا واحد ترجمان ہے جو گزشتہ 66 سال سے برادری کی صحافتی، معاشرتی، سماجی اور ادبی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس مفید اور معلومات افزا ماہنامے کو یہ وصف حاصل ہے کہ یہ میمن اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری کی نوجوان نسل کی رہنمائی کرتا اور علم و آگہی دیتا ہے۔ رسالے کو جاری و ساری رکھنے کے لئے اس کی ایک سال کی سالانہ خریداری، پیٹرن فیس، لائف ممبر شپ حاصل کر کے تعاون فرمائیں۔

اس رسالے کے چند اہم فیچر

- ☆ مذہبی مضامین
- ☆ اہم شخصیات کے تعارف
- ☆ کتابوں اور مجلوں پر تبصرے
- ☆ آئی ٹی، کیریئر گائیڈنس، جاب کے موضوع پر مضامین
- ☆ انٹرویو، فیچر، یوتھ کے موضوع پر اہم مضامین
- ☆ نظمیں اور غزلیں
- ☆ مضامین اور دلچسپ کہانیوں کے ترجمے
- ☆ خوش ذائقہ کھانوں کی ترکیبیں
- ☆ طنز و مزاح کے مضامین
- ☆ برادری کے فلاحی اور رفاہی اداروں کا تعارف
- ☆ تاریخی اور سائنسی مضامین
- ☆ تقاریب کی رپورٹیں

ماہنامہ میمن سماج، بانٹوا میمن جماعت کا ایک اہم جریدہ ہے۔ اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کیجئے۔ اس کو مالی طور پر مستحکم کرنے اور اس کے ادارتی اور اشاعتی کام کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے اپنی مصنوعات کے اشتہارات عنایت فرمایئے تاکہ ایک طرف اس کی سرپرستی بھی ہو جائے اور دوسری طرف آپ کی مصنوعات کی تشہیر بھی۔

- ☆ آپ از راہ کرم اس نیک کام میں آگے آیئے اور رسالے کی ممبر شپ حاصل کیجئے۔
- ☆ آپ اپنی فرصت میں صرف اپنی برادری کے رسالے ماہنامہ میمن سماج کا مطالعہ کیجئے۔
- ☆ فی شمارہ ---------------- 50/- (پچاس روپے)
- ☆ ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ) بننے کے لئے -/500 (پانچ سو روپے)
- ☆ لائف ممبر بننے کے لئے -/4,000 (چار ہزار روپے)
- ☆ پیٹرن (سرپرست) بننے کے لئے -/10,000 (دس ہزار روپے)

ماہنامہ میمن سماج کی طباعت میں اخراجات کے اضافے کی وجہ سے رقم (قیمت) میں تبدیلی کی گئی ہے چونکہ کاغذ کی شدید گرانی اور پرنٹنگ کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی رسالے کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جماعت کی جانب سے برادری کے خواتین و حضرات سے مودبانہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ ماہنامہ میمن سماج کے سالانہ خریدار، لائف ممبر اور پیٹرن بن کر اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے میں ہم سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ لہٰذا ماہنامہ میمن سماج کراچی کے خریدار بنیئے۔ اس کا مطالعہ کیجئے اور برادری کی سماجی اور فلاحی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل کیجئے۔

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

فون: 32728397 - 32768214

ای میل: bantvamemonjamat01@gmail.com

پاکستانی ادب 1947 - 2008ء

انتخاب شاعری۔افسانہ گجراتی

احمد آباد (انڈیا) کے نوجوان کو دلہن لانے کے ارمان۔ایک دلچسپ اور سبق آموز کہانی

دلہن

گجراتی تحریر : غلام رسول رنگ مرحوم، سابق سب ایڈیٹر روزنامہ ملت گجراتی

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

اس کا اصل نام غالباً عمر یا احمد تھا مگر پورے علاقے کے لوگ اسے جلیلا کہہ کر پکارتے تھے۔جلیلا کا یہ نام کیسے پڑا۔اس کے بارے میں مقامی لوگوں کا کہنا تھا کہ عمر یا احمد اپنی پھوپھی کے ہاں رہتا تھا اور ان کا بہت زیادہ لاڈلہ بھی تھا۔ایک بار عمر نہ جانے کس طرح آگ کے لپیٹ میں آ کر اچھا خاصا جل گیا تھا۔اس مشکل وقت میں احمد آباد کے پانچ کنواں کے قریب ہرن والی پوڑ کے سامنے والے مزار پر رہنے والے سائیں بزرگ نے عمر یا احمد کا علاج بھی کیا تھا اور اس کی جھلسی ہوئی جلد پر لگانے کے لیے جڑی بوٹیوں سے ایک خاص مرہم بھی تیار کر کے دیا تھا۔اس علاج سے عمر ٹھیک ہو گیا تھا مگر چونکہ وہ آگ سے جلا تھا اس لیے لوگوں نے اسے جلیلا یعنی جلا ہوا لڑکا کہہ کر پکارنا شروع کر دیا تھا۔یہ نیا خطاب عمر کو بالکل پسند نہیں آیا تھا مگر لوگ اسے مسلسل اسی نام سے پکارتے رہے۔اس پر عمر چراغ پا ہو جاتا تھا اور جب بچے اسے چھیڑتے تھے تو پتھر اٹھا ان کو مارتا تھا مگر لوگوں نے اسے چھیڑنا بند نہیں کیا اور نہ اسے جلیلا کہنا بند کیا تو تھک ہار کر جلیلا نے یہ نام قبول کر لیا۔اس کے بعد وہ باقاعدہ جلیلا بن گیا۔

جلیلا کی پھوپھی کے گھر میں جلیلا کی ماں بھی رہتی تھی اور جلیلا کا بڑا بھائی سالم بھی۔اس کے بعد جلیلا تھا اور پھر سب سے چھوٹا بھائی۔گویا پھوپھی کے اس چھوٹے گھر میں وہ سب ان کے ساتھ رہتے تھے۔سالم بے روزگار تھا اور سارا دن چارپائی توڑتا رہتا تھا۔اسے لوگ نکھٹو کہتے تھے۔مگر جلیلا محنت مزدوری کرتا تھا۔پانچ کنواں پر فائر بریگیڈ کے اسٹیشن کے سامنے پرتاپ نامی ایک شخص کی ٹائر ٹیوب اور ولکنائزنگ کی دکان تھی۔جلیلا اس دکان پر نوکر تھا اور دل و جان سے کام کرتا تھا۔

جلیلا کے بارے میں ایک بات مشہور تھی کہ وہ دھن کا پکا اور بہت محنتی ہے۔حالانکہ اس نے ہوش سنبھالتے ہی خود کو غربت کی چکی میں

پستے ہوئے دیکھا تھا مگر کبھی ہمت نہیں ہاری تھی۔ خالی بیٹھنا تو وہ جانتا ہی نہ تھا۔ کبھی وہ گھوڑا گاڑی ہانکنے لگتا اور برسات کا موسم آتے ہی چھتریوں کی مرمت کا کام شروع کر دیتا۔ جب شادی بیاہ کا زمانہ آتا تو وہ "ترانہ اور تھال" بجاتا تھا۔ اس کی اس محنت کو دیکھ کر لوگوں نے اسے ہرفن مولا کا خطاب دے دیا تھا۔ وہ واقعی ہرفن مولا تھا۔ ہر کام کر لیتا تھا اور محنت مزدوری کے عوض جو کچھ اسے ملتا، لا کر اپنی ماں کے ہاتھ پر رکھ دیتا تھا۔ اس طرح گھر کی گاڑی چل رہی تھی۔ احمد آباد کے مسلمانوں کے ہاں شادی بیاہ کا رواج بڑا عجیب تھا۔ میمن اور یوپی کے مسلمان شادی کے موقع پر نکاح سے پہلے بڑا جشن مناتے تھے۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ شام کے وقت دولہا کے قریبی رشتہ دار اور دوست احباب اس کے گھر کے سامنے جمع ہو جاتے تھے۔

اس موقع پر دولہا کے علاوہ باقی تمام مہمانوں کے لباس پیلے رنگ میں نہلا دیے جاتے تھے اور ان پر سرخ رنگ سے پنجے کا نشان بھی لگا دیا جاتا تھا۔ دلہا کے کپڑوں پر ایک دن پہلے ہی پیلا رنگ ڈال کر اس پہ سرخ رنگ سے پنجے کا نشان ثبت کر دیا جاتا تھا۔ گرمی کے موسم میں تو یہ سب برا نہیں لگتا تھا مگر سردی میں خاصی پریشانی ہو جاتی تھی۔ لوگ یہ کرتے کہ اپنے ہاں آنے والے مہمانوں کا استقبال اس طرح کرتے کہ ایک بدھنی (مٹی کے لوٹے) میں پیلا رنگ گھول کر بھر کر پہلے سے تیار رکھتے تھے اور جیسے ہی مہمان آتا اس لوٹے سے اسے نہلا دیتے تھے۔ اس کے بعد شام کے وقت دولہا اپنے دوستوں کے ساتھ سابرمتی کی پٹی تک اس طرح جاتا تھا کہ اس کے ساتھ یا تو بینڈ باجا ہوتا تھا یا پھر ترانہ بجانے والے۔ اس کے آگے آگے بانس کی ایک چھوٹی سی کشتی ہاتھ میں رکھ کر پکھالی بھی ساتھ چلتی تھی۔ اس کشتی میں دیا جلتا تھا جس کی گیس کی وجہ سے وہ کشتی پکھالی میں تیرتی تھی۔ جب یہ جلوس سابرمتی پہنچ جاتا تو ریت پر بڑے بڑے تھال رکھ دیئے جاتے اور ساتھ لائی ہوئی میٹھے دلیے کی دیگوں سے دلیہ نکال کر ان تھالوں میں ڈالا جاتا جس میں تمام مہمان مل کر کھاتے تھے۔ بینڈ باجے والے مسلمان بینڈز میں دو مشہور تھے۔ ان میں سے ایک مانک چوک کے بینڈ والے تھے اور دوسرے ریچی روڈ کے دربار بینڈ والے۔ اس کے بعد دلہن کے گھر پر ساتوں دن نکاح ہوتا تھا اور آٹھویں دن دولہا کے ہاں ولیمہ کی دعوت ہوتی تھی اور پھر عشائیے کے بعد شب گشت ہوتا تھا۔ یہ ایک طرح کا جلوس ہوتا تھا جس میں بینڈ باجے والے بھی شامل ہوتے تھے۔ دولہا گھوڑے پر بیٹھا ہوتا تھا اور اس کا سہرا سر سے پاؤں تک پھیلا ہوتا تھا۔

دولہا اپنے دوستوں اور رشتے داروں کے ساتھ اس جلوس کی صورت میں دلہن کے گھر کی طرف روانہ ہوتا تھا مگر وہاں کی روایت کے مطابق دولہا کو پہلے احمد شاہ بادشاہ کے مزار پر حاضری دینی لازمی تھی۔ یہ مزار مانک چوک پر بادشاہ کے حجرے میں واقع تھا۔ مزار پر پہنچ کر دولہا گھوڑے سے اترتا اور پانچ چھ دوستوں کے ساتھ اندر جا کر فاتحہ پڑھتا اور پھر دوبارہ گھوڑے پر بیٹھ جاتا تھا اور اس کا سہرا سر سے پاؤں تک پھیلا ہوتا

تھا۔ دولہا اپنے دوستوں اور رشتے داروں کے ساتھ اس جلوس کی صورت میں دلہن کے گھر کی طرف روانہ ہوتھا۔ احمد آباد کے گھر کا رواج تھا کہ دولہا چاہے جس محلے میں رہتا ہو مگر دلہن کے ہاں جانے سے پہلے بادشاہ کے مزار پر حاضری لازمی تھی۔

جب بارات دلہن کے گھر پہنچتی تو وہاں گانے بجانے کی محفل جمتی تھی جس کے لیے وڈودرا سے گانے والیاں بلائی جاتی تھیں۔ وہ گاتی بھی تھیں اور ناچتی بھی تھیں۔ بمبئی فلم انڈسٹری کی معروف اداکارہ نمی کی ماں وحیدن بائی آگرے والی بھی ان دنوں وڈودرا میں رہتی تھی۔ اس زمانے میں اس کا ساری رات ناچ گانے کا معاوضہ 125 روپے ہوتا تھا۔ جب وہ اپنی سریلی آواز میں ''لالہ وئی'' کا نغمہ چھیڑتی تو سننے والے جھوم اٹھتے تھے۔ وحیدن بائی کا ان دنوں بڑا شہرہ تھا۔ ہر شادی بیاہ کی محفل میں اسی کو بلایا جاتا تھا۔ بعد میں وحیدن بائی رجنیت مووی ٹون کی فلموں میں کام کرنے لگی تھی۔ بعض لوگ وحیدن بائی کو پھولوں کے گجرے دیتے تھے، بعض جوڑے پر لگانے والے پھول دیتے تھے اور بعض پانچ یا دس روپے کا نوٹ اس کی نذر کرتے تھے اور تھوڑی دیر اس کا ناچ گانا دیکھ اور سن کر چلے جاتے تھے۔

جب بارات بادشاہ کے حجرے سے دلہن کے گھر جاتی تو دلہن والے پوری بارات کی خاطر تواضع کرتے تھے۔ اگر دلہن والے مالدار ہوتے تو دوپہر اور شام کا کھانا بھی کھلاتے تھے۔ اس کے بعد ڈومنیاں تمام مہمانوں کے لیے سیر و تفرح کا سامان کرتیں۔ بعض اوقات بارات کافی دیر میں دلہن کو لے کر واپس آتی تھی۔ رات کے دو بھی بج جاتے تھے۔ دولہا گھوڑے پر آگے ہوتا اور اس کے پیچھے دلہن پالکی میں سواری ہوتی تھی۔ اس میں موٹر کار کا رواج نہ تھا اور نہ نکاح مسجد میں ہوتے تھے، ہرن والی پول کے بعض چلبلے نوجوانوں نے ایک بار یہ حرکت کی کہ جلیلا کو گھیر گھار کر شادی کے پیلے کپڑے پہنچا دیے۔ جلیلا بھی من موجی تھا۔ وہ انہی کپڑوں میں کام پر بھی جاتا تھا۔ لوگ اسے اچھی طرح جانتے تھے۔ ایک بار دریاپور کے علاقے میں کسی نے جلیلا سے پوچھا: ''جلیلا! تو نے یہ پیلے کپڑے تو پہن لیے مگر شادی کب اور کہاں کرے گا؟''

جلیلا کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اسے یہ پیلے کپڑے اس کے گھر والوں نے نہیں بلکہ اس کے دوستوں نے پہنچائے تھے۔ اس پر کسی نے یہ کہا کہ اگر اس کے دوستوں نے اسے پیلے کپڑے پہنائے ہیں تو اس کے لیے دلہن بھی لائیں ورنہ اس کے تمام دوستوں کی ناک کٹ جائے گی۔ بعد میں چند شرارتی لڑکوں نے اس اعلان کو ایک بڑے کاغذ پر لکھ کر یار محمد سیٹھ کے ہوٹل پر پوسٹ مین کے ساتھ بھجوا دیا۔ یہ ہوٹل پانچ کنواں ملا قاسم مسجد کے پاس واقع تھا۔ جب لوگوں نے وہ پوسٹر پڑھا تو سبھی بڑوں اور بزرگوں نے محلے کے نوجوانوں کو بلا کر کہا ''دیکھ بھئی اب تمہاری عزت کا معاملہ ہے۔

تم سب مل کر جلد از جلد جلیلا کے کے لیے دلہن تلاش کرو ورنہ تمہارے ساتھ ساتھ ہماری عزت بھی خاک میں مل جائے گی۔'' اس معاملے میں یار محمد سیٹھ نے بھی نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ اس معاملے کو جلد از جلد حل کریں۔ نوجوانوں نے یار محمد سیٹھ اور ہوٹل پر موجود دیگر بزرگوں سے یہ وعدہ کیا کہ وہ اس محلے کی ناک نہیں کٹنے دیں گے اور جلیلا کے لیے جلد از جلد دلہن تلاش کر کے رہیں گے۔

ادھر جلیلا ہر معاملے سے بے نیاز پیلے کپڑے پہنے اپنے کام میں لگا رہا۔ وہ اس لباس کو بدلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ جب اسے پتہ چلا کہ دریاپور کے نوجوانوں نے اس کے محلے کے نوجوانوں کو کوئی خط لکھا ہے تو وہ بھی دوسروں کی طرح نوجوانوں سے کہنے لگا کہ اب تو یہ ہم سب کی عزت کا معاملہ ہے۔ میرے لیے جلد از جلد دلہن تلاش کرو ورنہ ہم سب کی ناک کٹ جائے گی۔ اس بے چارے کو کچھ اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ کن لوگوں سے کیا کہہ رہا ہے۔

احمد آباد کے ایلس برج کے اس پار ایک بستی تھی۔ اس بستی کو ہندو کوچ رب کہتے تھے اور مسلمان اسے کوچہ عرب کہہ کر پکارتے تھے۔ اس بستی میں ایک غریب مسلمان رہتا تھا۔ اس کی ایک نوجوان بیٹی تھی۔ اس لڑکی کو جلیلا کے لیے منتخب کرلیا گیا۔ محلے کے نوجوان دو تین بڑی بوڑھیوں کو ساتھ لے کر کوچہ عرب گئے اور جلیلا کے لیے اس غریب مسلمان کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ چنانچہ اس شخص نے یہ رشتہ منظور کرلیا۔ جب تمام بات طے ہوگئی تو شب گشت کا مرحلہ آن پہنچا۔ اس موقع پر متعدد ساز بجانے والے اور ڈھول بجانے والے جلیلا کے گھر پہنچ گئے۔ جلیلا لمبا سہرا پہنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کے ساتھ براتیوں کا جلوس روانہ ہوا۔ میرا اندازہ ہے کہ اس بارات میں ہزار سے اوپر تو باراتی ہوں گے۔ اتنی بڑی تعداد میں تو بڑے بڑے سیٹھوں کے ہاں بھی لوگ شب گشت میں شریک نہیں ہوتے تھے۔

جب بارات کا یہ جلوس چلتا اور جس کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ یہ جلیلا کا شب گشت ہے تو وہ خود ہی اس بارات میں شامل ہو جاتا۔ یہ لوگ تفریحاً اس میں شریک ہو رہے تھے یا واقعی انہیں اس بات کی خوشی تھی کہ جلیلا کی بھی شادی ہو رہی ہے اس کا کچھ اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔ بس لوگوں کی تعداد مسلسل بڑھتی چلی گئی۔ ان لوگوں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ جلیلا بھی ان سب کو خوش دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ غرض جلیلا اپنی دلہن کو بیاہ کر گھر لے آیا مگر یہ اس کی بدنصیبی تھی کہ اس کی شادی زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکی اور ایک سال کے اندر اندر ان دونوں کے درمیان طلاق ہوگئی۔ بعد میں جلیلا کا انتقال ہوگیا۔ اللہ اس کی مغفرت کرے۔ لوگ بعد میں اکثر جلیلا کا یہ قصہ سناتے تھے کہ ہرن پور کے نوجوانوں نے جلیلا کی شادی کرواکے اپنی عزت برقرار رکھی اور ناک نہیں کٹنے دی۔ یہ واقعہ بڑے بوڑھوں کی یادداشتوں میں آج بھی محفوظ ہوگا۔

(بشکریہ: کتاب "پاکستانی گجراتی ادب" شائع کردہ: اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد)

کتاب کے تحریر، ترتیب اور تدوین کار: کھتری عصمت علی پٹیل

استدعا برائے اشتہارات

ماہنامہ میمن سماج کراچی باٹوا میمن جماعت کا واحد ترجمان ہے

جس میں پوری باٹوا میمن اور میمن برادری کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علمی، تاریخ و ثقافت، تحقیقی مضامین، انٹرویو، سوانح حیات، ادبی معلومات و تفریحی مواد پیش کیا جارہا ہے تاکہ ہر ذوق طبع کے لئے یہ دلچسپ جریدہ ثابت ہو اس لئے برادری اور دیگر تاجر و کاروباری حضرات سے استدعا ہے کہ

ماہنامہ میمن سماج میں اشتہارات دے کر اسے مالی استحکام بخشیں اور اپنا بھرپور تعاون فرمائیں

اشتہارات کی بکنگ اور نرخ کے سلسلے میں باٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی سے رجوع کریں۔ شکریہ

آپ کے عملی تعاون کا پیشگی بے حد شکریہ

فون : 32728397 - 32768214

پتا : ملحقہ باٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

عید قرباں کا دسترخوان

میمنی دال گوشت

اجزاء: بکرے کا گوشت (ٹکڑے) آدھا کلو، چنے کی دال ایک پیالی، ارہر کی دال آدھی پیالی، چھوٹی الائچیاں چار عدد، بڑی الائچی ایک عدد، لونگیں چھ عدد، دارچینی دو ٹکڑے، تیج پتہ ایک عدد، پیاز (تلی ہوئی) پاؤ پیالی، پسا ہوا لہسن ادرک دو چائے کے چمچے، ثابت ہری مرچیں چھ عدد، پسی ہوئی لال مرچ تین چائے کے چمچے، پسی ہوئی ہلدی ایک چائے کا چمچہ، پسا ہوا دھنیا ڈیڑھ چائے کا چمچہ، دہی (پھینٹی ہوئی) ڈیڑھ پیالی، لیموں کا رس پاؤ پیالی، ثابت دھنیا دو کھانے کے چمچے، کڑھی پتے بیس عدد، نمک ڈیڑھ چائے کا چمچہ، تیل آدھی پیالی۔

بگھار کے اجزاء: لہسن چار جوے، سوکھی گول لال مرچیں چھ عدد، گھی آدھی پیالی۔

ترکیب: دالوں کو ہلدی اور تھوڑے سے پانی کے ساتھ ابال کر پیس لیں۔ ململ کے کپڑے میں ثابت دھنیا اور کڑھی پتے باندھ لیں۔ دیگچی میں تیل گرم کر کے بڑی اور چھوٹی الائچیاں، دارچینی، لونگیں اور تیج پتہ تلیں پھر پیاز، لہسن ادرک اور گوشت ڈال کر بھونیں۔ اس میں دھنیا، لال مرچ، دہی، ہلدی اور نمک ڈال کر اچھی طرح بھونیں پھر پانی اور کڑھی پتوں والی پوٹلی ڈال دیں۔ دیگچی پر ڈھکن ڈھانک کر ہلکی آنچ پر گوشت گلنے تک پکائیں۔ پوٹلی نکال کر دیگچی میں لیموں کا رس اور دالیں ڈال دیں۔ اسے پندرہ منٹ تک پکائیں اور ہری مرچیں شامل کر دیں۔ فرائنگ پین میں گھی گرم کریں اور بگھار کے اجزاء تیار کر کے دال میں ڈال دیں۔ مزیدار میمنی دال گوشت تیار ہے۔

درباری گوشت

اجزاء: بکرے کا گوشت آدھا کلو، پیاز (باریک کٹی ہوئی) ایک پیالی، کشمیری لال مرچیں (پسی ہوئی) چھ عدد، کھویا آدھی پیالی، پسا ہوا گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچہ، دہی (پھینٹی ہوئی) ایک پیالی، سفید تل ایک کھانے کا چمچہ، پسی ہوئی خشخاش ایک کھانے کا چمچہ، کاجو (پسے ہوئے) آٹھ عدد، ہری مرچیں (باریک کٹی ہوئی) چار عدد، ہرا دھنیا (چوپ کئے ہوئے) دو کھانے کے چمچے، پسا ہوا لہسن ادرک ایک کھانے کا چمچہ، ٹماٹر پیوری دو کھانے کا چمچے، پانی ایک پیالی، نمک ایک چائے کا چمچہ، گھی ایک پیالی، کھیرا سجانے کے لئے۔

ترکیب: دیگچی میں گھی گرم کر کے پیاز سنہری کریں اس میں کشمیری لال مرچیں، لہسن ادرک، ٹماٹر پیوری اور نمک ڈال کر بھونیں۔ اس میں گرم مصالحہ، تل، کاجو اور خشخاش، پانی اور گوشت ڈال کر گوشت گلنے تک پکائیں۔ اس میں کھویا اور دہی ملا کر بھونیں اور دم پر رکھ دیں۔ اس میں ہرا دھنیا اور ہری مرچیں ملائیں اسے ڈش میں نکالیں اور کھیرے سے سجا دیں۔

حلیم

اجزاء: گندم کا دلیہ آدھا کلو، پیاز ڈیڑھ پاؤ، دال مسور ایک چھٹانک،

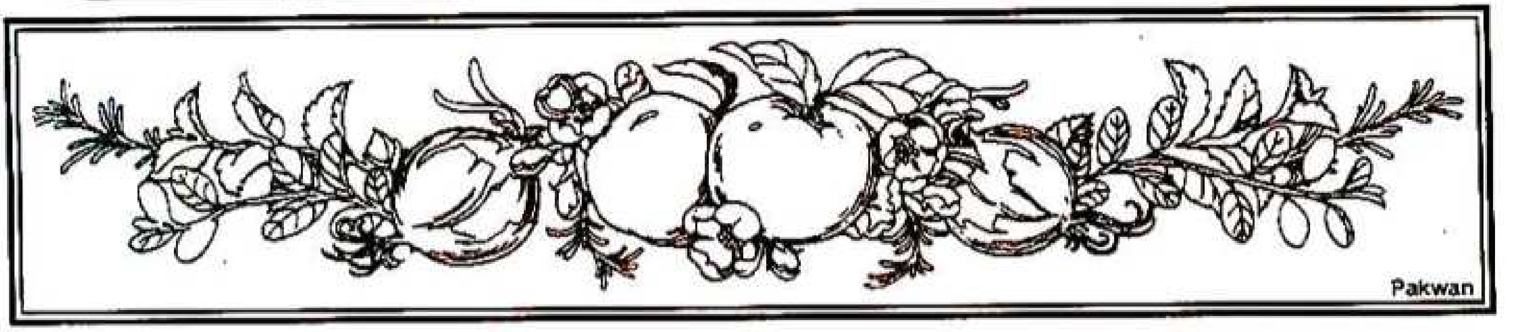

دال ماش ایک چھٹانک، دھلی دال مونگ ایک چھٹانک، لہسن ایک چھٹانک، گوشت ایک کلو، دہی ایک پاؤ، چاول ایک چھٹانک، ادرک آدھی چھٹانک، نمک، مرچ، ہلدی حسب ذائقہ، ہرا دھنیا، پودینہ حسب ضرورت، ہری مرچ، گرم مصالحہ حسب ضرورت، گھی دو کپ۔

ترکیب: رات کو گندم کے دلیے کو پانی میں بھگو دیں۔ تمام دالیں صاف کر کے علیحدہ علیحدہ بھگودیں۔ اب دلیے کو گلانے کے لئے چولہے پر رکھیں جب نصف گل جائے تو اس میں تمام دالیں اور چاول ڈال کر گلائیں ادرک بھی کاٹ کر شامل کر دیں۔ تھوڑی سی سرخ مرچ اور ہلدی بھی ڈال دیں۔ اب ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ گرم مصالحہ باریک پیس لیں لہسن، آدھی پیاز، نمک، سرخ پسی مرچ، ہلدی حسب پسند ڈال کر باریک پیس لیں اب ایک بڑی دیگچی میں آئل گرم کریں اور بقیہ پیاز کاٹ کر ہلکا براؤن کریں پھر گوشت شامل کر کے خوب بھونیں پھر تمام مصالحہ ڈال کر بھونیں جب پانی خشک ہو جائے تو گیہوں اور دالیں اس میں شامل کر کے گھوٹا لگائیں۔ جب گوشت اور دال گھٹ کر یکجا ہو جائیں تو سمجھ لیں حلیم تیار ہے۔ اب ایک فرائی پین میں آئل ڈال کر پیاز کا بگھار حلیم پر لگائیں۔ حلیم کے ذائقے کو بڑھانے کے لئے ہرا مصالحہ یعنی ہری مرچ، ہرا دھنیا، ادرک کی باریک ہوائیاں کاٹ کر چھڑک لیں۔ پسا ہوا گرم مصالحہ بھی حلیم پر چھڑک کر اسے نوش فرمائیں۔

حیدرآبادی بریانی

اجزاء: گوشت آدھا کلو، چاول آدھا کلو، پنیر کدوکش کیا ہوا حسب ضرورت، ناریل ایک پیالی، پیاز چار عدد، لہسن ادرک دو کھانے کے چمچے، دہی آدھا کلو، ثابت گرم مصالحہ چائے کا ایک چمچ، لال مرچ ایک چائے کا چمچ، ہری مرچ چھ عدد چاپ کر لیں۔ کھویا ایک پیالی، لیموں کا رس ایک پیالی، پودینہ کے پتے ایک پیالی، گھی ایک پیالی، نمک حسب ذائقہ، زعفران ایک چٹکی۔

ترکیب: گوشت میں دہی ادرک، لہسن، لال مرچ، ہلدی اور نمک ملا کر دو گھنٹے رکھ دیں۔ چاول دھو کر چند گھنٹے بھگو دیں۔ نمک ڈال کر آدھا ابال لیں۔ گھی گرم کر کے ثابت گرم مصالحہ اور پیاز ڈال کر بھونیں۔ بعدازاں اس میں گوشت شامل کر کے بھونیں۔ اب ناریل ڈال کر دیگچی ڈھانپ دیں۔ درمیانے آنچ پر پکائیں۔ گوشت گل جائے تو ایک پتیلی میں چاول کی تہہ بچھائیں اور پھر زعفران اور گوشت مصالحہ ڈال کر ہری مرچیں، کھویا، پنیر، لیموں کا رس، پودینہ ڈال کر بقیہ چاول ڈال کر زعفران چھڑک دیں۔ درمیان میں ایک گرم کوئلہ رکھ کر پندرہ سے بیس منٹ دم پر رکھیں۔ ڈش میں نکال کر کش کیا ہوا پنیر چھڑک دیں۔

☆ دانتوں میں تکلیف ہو یا دانتوں سے خون آ رہا ہو تو سرسوں کا تیل اور نمک ملا کر دانتوں پر مل لینے سے دانتوں کو آرام آ جاتا ہے۔

☆ کریم یا ملائی کو کھٹا ہونے سے بچانے کے لئے اس میں تھوڑی سی چینی ملا کر ٹھنڈی جگہ پر رکھیں۔

☆ ٹوتھ پیسٹ چھالوں پر لگانے سے چھالے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

☆ نمک کھانوں کو ذائقہ دیتا، کھانے کو ہضم کرتا اور بھوک لگاتا ہے۔ یہ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ نمک پیٹ درد، کھٹی ڈکاروں، معدہ کی کمزوری، خون کی خرابی، جگر اور تلی کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔

ٹیکنالوجی کی تعلیم

ٹیکنالوجی کی بدولت ذہانت پر مبنی تعلیم

تحریر: جناب محمد دانش ایم فیروز میمن، سیکنڈ ایئر

Mr. M. Danish Feroz Memon

انٹرنیٹ کی ترقی و توسیع، اثر پذیری اور رغبت و میلان کے بڑھتے رجحان کے ساتھ ٹیکنالوجی کے اشتراک سے بننے والے تعلیمی آلات سے آن لائن تعلیم و تدریس کے ذریعے روایتی تعلیم و تدریس اور امتحانی نظام میں ''تبدیلی'' آگئی ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے گھر بیٹھے آن لائن کورسز، سرٹیفکیٹس اور آن لائن امتحانی نظام تشکیل پا گیا ہے۔ گوگل کی تعلیمی کاوشیں، تعلیمی ایپس، ای بکس، سب سے مل کر روایتی امتحانات کے ساتھ روایتی اسکول، کالج، یونیورسٹی اور فنی اداروں کی ساخت تبدیل کر دی ہے۔ ایجوکیشنل ٹیکنالوجی کے ثمرات افریقہ جیسے تیسری دنیا کے ممالک کو تیزی سے تبدیل کر رہے ہیں۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں موجود کچھ اسکولوں میں آن لائن کیمپس بن چکے ہیں، جن کے روابط ترقی یافتہ ممالک کے تمام ورچوئل اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں سے ہیں۔ ایسے اسمارٹ کیمپس بن رہے ہیں، جہاں آڈیو، ویڈیو لرننگ کیلئے درکار نیٹ ورک اور ایجوکیشن ٹیکنالوجی کے تمام ضروری آلات نصب ہیں۔

سالانہ امتحانات اور ابھرتی مارکیٹ: روایتی نظام تعلیم میں سہ ماہی و سالانہ امتحانی نظام کو ملاحظہ کرتے ہوئے ٹیکنالوجی مارکیٹ میں نت نئی ایجادات کی رفتار کے ساتھ ''جاب مارکیٹ اسکل ٹرینڈز'' دیکھیں تو ہمیں اپنی تعلیمی قابلیت اور نئی مارکیٹ ڈیمانڈ میں بہت بڑا فرق نظر آئے گا۔ جاب مارکیٹ کی ترجیحات ہر سال بدلتی رہتی ہیں۔ تحقیق کی دنیا میں آئے روز نئی ایجادات حیران کر دیتی ہیں۔ ٹیک فرمز کے مابین مسابقت رفتار اعصاب شکن ہوتی جا رہی ہے۔ صنعتوں میں ایسے ماہر ملازمین درکار ہیں جن میں کچھ منفرد کرنے اور بننے کی لگن موجود ہو اور کچھ نیا

کرنے چاہتے ہوں۔ ماہرین کہتے ہیں نصاب سے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحانات کے ذریعے طالب علموں کی ذہنی لیاقت جانچنے کا موجودہ سسٹم پرانا ہو چکا ہے۔ ہمیں بھی جاب مارکیٹ، کیریئر پلاننگ، ہنر مندی اور آداب و اطوار کے لیے تعلیم میں قابلیت کے پیمانے بنانے ہوں گے۔

ورچوئل اور آگمینٹڈ ریلٹی : ورچوئل ریلٹی کا استعمال انتہائی نازک معاملات اور پیچیدہ کارروائیوں کے لیے ٹیچنگ اسکلز میں ہوتا ہے جبکہ آگمینٹڈ ریلٹی کیو آر کوڈ سے معلومات تک فوری رسائی کا ہنر ہے۔ اس کے لیے ٹیکنالوجی سے لیس مخصوص گلاسز اور ہیڈ سیٹس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ معلومات کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھنے کا تجربہ ہی بذاتِ خود ایسا ہے کہ طالب علموں کی تخلیقی صلاحیتیں سوا ہو جاتی ہیں۔

انٹیلی جنٹ اسسٹنس : اس وقت مصنوعی ذہانت کے میدان میں جذبات شناس روبوٹس کی تیاری پر کام ہو رہا ہے، جو انسانی جذبات کی مانند آپ سے کلام کریں گے۔ آٹو میٹڈ کمپوزنگ میں آٹو میشن کے انقلاب سے تعلیم و تربیت ذاتی شوق پر مبنی ہو جائے گی۔ مستقبل کے تعمیراتی آرکیٹکچر اس وقت ماحول دوست تصور کو پروان چڑھا رہے ہیں۔

ایجوکیشنل گیمز، پرسنلائزڈ لرننگ : ایجوکیشنل اسٹیم گیمز نے تعلیم و تربیت کے اطوار بدل دیئے ہیں۔ ساتھ ہی ضرورت کے مطابق ذاتی ہنر سیکھنے کے لیے آن لائن شارٹ کورسز کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ یوٹیوب نے مائیکرو لرننگ اور ویڈیو پر مبنی تعلیم میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اس انقلاب کا پیش خیمہ سوشل میڈیا ہے، جس نے علم و دانش تک رسائی آسان بنا دی ہے۔ آج کل یہ سوشل لرننگ کے دائرے میں آتی ہے۔ اب کسی بھی ہنر کو سیکھنے کے لیے آپ کا آن لائن استاد، رہنما اور بزرگ موجود ہے۔

موبائل لرننگ، بلینڈڈ لرننگ : موبائل یا اسمارٹ فون کو اب ہم اپنی زندگی سے دور نہیں کر سکتے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے رابطے کا تیز ترین ذریعہ اب یہی ہے۔ بیٹری چارجنگ کو خودکار بنانے کے ساتھ نئے میٹریل سے بنائے جانے والے اسمارٹ فونز کے نئے ماڈلز حیرت کے کئی سامان لیے ہوئے ہیں۔ بلینڈڈ لرننگ میں اب سائنس فکشن فلمیں نئی تھیوریز دیتی ہیں، جن کے لکھاری بھی سائنس داں ہیں۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ نے تعلیم یافتہ بننا ہے یا غیر تعلیم یافتہ کیونکہ ڈیجیٹل دور میں اب کم وسائل کو عذر نہیں بنانا چاہیے۔ جدید تعلیم کو اپنا شعار بنا کر ہم اپنا اور اپنی فیملی کا مستقبل روشن اور تابناک بنا سکتے ہیں۔

Printed at: **Muhammed Ali -- City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437
Honorary Editor: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
Published by: **Muhammad Iqbal Billoo Siddiq Akhawala**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

زعفرانی شاعری

بھول جاتا ہوں

جناب نیاز سواتی

میں جس سے قرض لیتا ہوں چکانا بھول جاتا ہوں
میں اکثر قرض لوٹانے کو جانا بھول جاتا ہوں
مجھے دفتر میں آ کر جو نہیں دیتا ہے نذرانہ
میں اس کے کیس کو آگے بڑھانا بھول جاتا ہوں
فقط اک دوست ہی سے میں چمٹ کر رہ نہیں سکتا
نیا جب دوست ملتا ہے ، پرانا بھول جاتا ہوں
جھپٹتا ہوں بلا تخصیص میں، ہر ایک کھانے پر
جو ہو پرہیز کا کھانا ، وہ کھانا بھول جاتا ہوں
الیکشن کے زمانے میں ، جو وعدے کرتا رہتا ہوں
میں ممبر بن کے وہ وعدے نبھانا بھول جاتا ہوں
مجھے اس رات نیند آتی نہیں ہے کئی گھنٹوں تک
میں جب احباب کو باہم لڑانا بھول جاتا ہوں
ملے جب بھی جہاں بھر کی میں اس سے بات کرتا ہوں
مگر جو بات اصلی ہو،سنانا بھول جاتا ہوں
پتاابل محلّہ کا نہ مجھ سے پوچھیے صاحب!
بسا اوقات خود اپنا ٹھکانا بھول جاتا ہوں
ضروری جو نہ ہو وہ شے تو لے کر ساتھ آتا ہوں
جو چیزیں ساتھ لانا ہوں، وہ لانا بھول جاتا ہوں
ہمیشہ سخت مشکل میں جو میرا ساتھ دیتا ہے
میں اس لئے، مشکلوں میں کام آنا بھول جاتا ہوں

دولہے کا سہرا

رئوف رحیم، حیدر آباد دکن (بھارت)

سہرا باندھے ہوئے دولہا نہیں دیکھا جاتا
ہم سے وہ دار پہ چڑھتا نہیں دیکھا جاتا
تانکتا جھانکتا بوڑھا نہیں دیکھا جاتا
ہنس کی چال میں کوا نہیں دیکھا جاتا
آپریشن مری آنکھوں کا وہی کرتا ہے
جس سے فٹبال بھی پورا نہیں دیکھا جاتا
میں نے چہرے پہ کئی چہرے چڑھا رکھے ہیں
مجھ سے خود اپنا ہی چہرا نہیں دیکھا جاتا
بن بلائے ہی چلا جاتا ہوں ہر دعوت میں
بھوک میں اپنا پرایا نہیں دیکھا جاتا
خود نمائی مری آنکھوں میں بسی ہے ایسے
اب کوئی پھولتا پھلتا نہیں دیکھا جاتا
جاکے تھیٹر میں لیا کرتا ہوں میں خراٹے
جب بہو ساس کا جھگڑا نہیں دیکھا جاتا
ہم سے روتی ہوئی سالی نہیں دیکھی جاتی
اور ہنستا ہوا سالا نہیں دیکھا جاتا
دیکھ کر میری جسامت کو وہ کہتے ہیں رحیم
ہم سے شاعر کوئی موٹا نہیں دیکھا جاتا

اپنی مادری زبان —— میمن زبان

☆ میمن زبان بولئے

☆ میمن ہونے پر فخر کریں

قلب کی بند شریانیں کھولنے کا اکسیر نسخہ

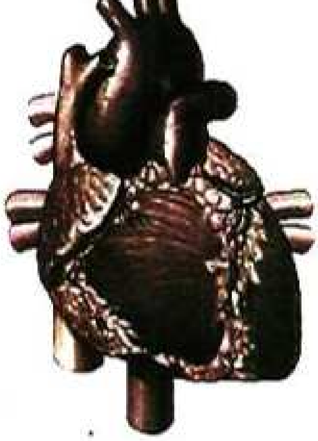

کیا آپ کو دل کا عارضہ ہے؟ ڈاکٹر نے انجیو گرافی یا بائی پاس کرانے کا کہا ہے؟ انجیو گرافی یا بائی پاس کرانے سے پہلے یہ نسخہ آزمائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہوں۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔ 14 اپریل بروز ہفتہ کے دن ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے ساہیوال جانا ہوا۔ اس کے ایک دن پہلے مجھے دل کے مقام پر ہلکا سا درد ہوا اور پھر کافی دیر تک گھبراہٹ اور گھٹن کا احساس جاری رہا۔ پاک پٹن شریف کے خطیب حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی تب انہوں نے کہا کہ میری انجیو گرافی ہوئی تو ڈاکٹروں نے بائی پاس کرانے کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹروں نے ایک ماہ کے بعد کی تاریخ دی۔ اس دوران ایک حکیم صاحب نے مجھے مندرجہ ذیل نسخہ دیا جس کا استعمال و تجربہ ایک ماہ تک کیا۔ مقررہ تاریخ پر کارڈیولوجی سینٹر لاہور میں سوا دو لاکھ روپے جمع کرا دیئے۔

ڈاکٹروں نے تشخیص کے تمام ٹیسٹ کروائے گئے، دوسرے روز بائی پاس سرجری ہونی تھی۔ یہ تمام ٹیسٹ کی رپورٹیں لے کر تین ڈاکٹروں کا بورڈ منعقد ہوا۔ ایک ماہ پہلے اور مطالعہ کرنے کے بعد مجھ سے پوچھا گیا کہ...... انجیو گرافی کرانے کے بعد آپ نے کونسی دوا استعمال کی تھی؟ میں نے ڈاکٹروں کو حکیم صاحب کے دیئے ہوئے نسخہ کی تفصیل سنا دی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی تین شریانوں میں سے دو کھل چکی ہیں۔ یہ نسخہ جاری رکھیں۔ شاید باقی کی ایک شریان بھی کھل جائے گی۔ بائی پاس کرانے کی اس وقت کوئی ضرورت نہیں۔ بائی پاس کے لئے پہلے جمع شدہ رقم واپس لے لی اور گھر واپس لوٹ گیا۔ حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی صاحب نے میرے اوپر مہربانی کرتے ہوئے ایک بوتل نسخہ والی دوائی تیار کر کے دی اور نسخہ بھی تفصیلی طور پر سمجھا دیا۔ جو مندرجہ ذیل درج ہے:

1- لیموں کا جوس...... ایک پیالی
2- ادرک کا جوس...... ایک پیالی
3- لہسن کا جوس...... ایک پیالی
4- سیب کا سرکہ...... ایک پیالی

ان چاروں جوس کو یکجا کر کے ہلکی آگ پر آدھے گھنٹے تک ابالیں۔ جب ایک پیالی کے برابر جوس کم ہو جائے تو چولہے پر سے اتار کر اسے ٹھنڈا ہونے دیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو تین پیالی شہد حل کر لیں۔ اس تمام محلول کو ایک جان کر کے بوتل میں باحفاظت رکھیں۔ روزانہ نہار منہ تین چمچے جوس پئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دل کی جانب جانے والی تمام بند شریانیں کھل جائیں گی۔ یہ نسخہ مجرب اور مابعد اثرات ہے۔ (انوار مدینہ 06)

بشکریہ: جناب غلام فاروق عبداللہ دودھ والا

مسکرائیں، کھلکھلائیں

''استاد محترم! آپ نے جس توجہ سے مجھے انگریزی پڑھائی ہے میں اس کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔ بتایئے وطن جا کر آپ کی کیا خدمت کروں؟'' ''کسی کو یہ مت بتانا کہ تمھیں انگریزی میں نے پڑھائی ہے۔''

فائدہ

☆ گاہک (بیرے سے): ''تم یہ چائے لائے ہو یا کافی؟'' بیرا: ''آپ کو کیا دکھائی دے رہا ہے؟'' گاہک: ''میں تو نہیں سمجھ سکا۔'' ''بیرا تو پھر بتانے کا فائدہ بھی کیا ہے؟''

گرامر

☆ گرامر کے استاد: بتاؤ انڈے اور ڈنڈے میں کیا فرق ہے؟'' اسلم: جی گرامر کے لحاظ سے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ استاد: شاباش لیکن کیسے؟ اسلم: جناب دونوں جسم میں گرمی پیدا کرتے ہیں۔ انڈا جسم کے اندر گرمی پیدا کرتا ہے اور ڈنڈا جسم کے باہر۔

گم

☆ ایک بچہ چوراہے پر بیٹھا زور زور سے رو رہا تھا۔ ایک آدمی ادھر سے گزرا۔ اس نے بچے سے پوچھا ''بیٹے تم اتنی دیر سے کیوں رو رہے ہو؟'' بچے نے کہا: ''میری چونی گم ہوگئی ہے اور میری ماں مجھے مارے گی۔ اسی لئے رو رہا ہوں۔'' آدمی نے ترس کھا کر بچے کو چونی دے دی اور کہا ''گھر جاؤ۔'' بچہ چونی پا کر اور زور زور سے رونے لگا۔ آدمی نے حیران ہو کر پوچھا ''اب کیوں روتے ہو؟'' بچے نے کہا: ''میری ماں مجھے اور زیادہ مارے گی اور کہے گی تو نے چونی کی جگہ روپیہ گم ہونے کی بات کیوں نہیں کہی...؟''

ملاوٹ

☆ ایک نوکر بھاگا بھاگا بیگم صاحبہ کے پاس گیا اور بولا ''بیگم صاحبہ اعلان ہوا ہے کہ جو کسی چیز میں ملاوٹ کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔'' بیگم ہائے میں مرگئی۔ میں نے تو ابھی آلو اور مٹر ملا کر پکائے ہیں۔

چاندی کا چمچہ

☆ مالک نوکر سے: ''تم میرا چمچہ چرا کر لے گئے اب کہتے ہو کہ غلطی ہوگئی۔ نوکر: حضور میں اسے غلطی سے چاندی کا چمچہ سمجھا تھا۔

روٹی

☆ فقیر: اللہ کے نام پر سوا روٹی کا سوال ہے۔ بچی: بابا پہلے تو ایک روٹی لیتے تھے۔ آج سوا روٹی کیوں؟ فقیر: بیٹی پچیس فیصد مہنگائی الاؤنس۔

کرسی

☆ استاد (شاگرد سے): ''مرغی انڈے پر کیوں بیٹھتی ہے؟'' شاگرد: ''اس کے گھر میں کرسی جو نہیں ہوتی۔''

☆☆☆☆☆

ہنسیں گائیں

بھاگ

☆ ایک موٹے شخص سے اس کے دوست نے پوچھا: ''آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ تمام موٹے لوگ خوش مزاج ہوتے ہیں؟ موٹے شخص نے خوش مزاجی سے کہا: ''وجہ صاف ظاہر ہے۔ ہم لوگ نہ لڑ سکتے ہیں اور نہ بھاگ سکتے ہیں۔''

آئس کریم

☆ ایک کنجوس شخص (اپنے بیٹے سے): ''بیٹا! اور آئس کریم کھاؤ گے؟'' بیٹا (حیرانی سے): ''لیکن ابو! میں نے تو کوئی آئس کریم نہیں کھائی۔'' کنجوس: ''تم بھول رہے ہو بیٹے! پچھلے سال جب ہم یہاں آئے تھے تو کیا تم نے ایک آئس کریم نہیں کھائی تھی؟''

ھاتھی

☆ کرایہ دار (مالک مکان سے): ''آپ کے مکان میں ہر وقت چوہوں کی لڑائی ہوتی رہتی ہے۔'' مالک مکان: ''تو کیا پچاس روپے میں تمھیں ہاتھی کی لڑائی دکھایا کروں۔''

کسان

☆ ایک کسان کسی بھی ہنسنے والی بات پر تین مرتبہ ہنستا تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا: ''بھئی تم مذاق کی بات پر تین مرتبہ ہنستے ہو؟ اس کی وجہ کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ایک مرتبہ میں لوگوں کے ساتھ ہنستا ہوں۔ دوسری مرتبہ جب بات میری سمجھ میں آتی ہے تب ہنستا ہوں اور تیسری مرتبہ اپنی بے وقوفی پر ہنستا ہوں۔''

کوٹ

☆ ایک صاحب اپنے کسی دوست سے ملنے پیدل گاؤں جا رہے تھے۔ راستے میں انھیں ایک بیل گاڑی ملی۔ وہ صاحب اس بیل گاڑی والے سے لفٹ لینا چاہتے تھے مگر یہ ڈر تھا کہ کہیں وہ انکار نہ کر دے۔ آخر بولے: ''جناب! کیا آپ گاؤں جا رہے ہیں؟'' گاڑی والا: ''جی ہاں۔'' وہ صاحب بولے: ''کیا آپ میرا یہ کوٹ ساتھ لے جائیں گے؟'' گاڑی والا: ''جی ہاں بڑی خوشی سے مگر آپ اسے واپس کیسے لیں گے؟'' وہ صاحب بڑی معصومیت سے بولے: ''میں اسے پہنے رہوں گا۔''

گاجر

☆ استاد (شاگرد سے): ''گاجر کو گلنے سڑنے سے بچانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟'' شاگرد: ''اسے کھا لینا چاہیے۔''

انگریزی

☆ ایک فرانسیسی نوجوان لندن میں تین سال تک انگریزی کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ جب وطن جانے لگا تو الوداعی ملاقات کے لیے اپنے انگریزی کے استاد کے پاس گیا اور غلط انگریزی بولتے ہوئے کہنے لگا:

બિરાદરીની નવયુવાન પેઢી અને સીવીલ સર્વીસ

મેમણ બિરાદરી એક એવી બિરાદરી છે જેમા કાબેલ અને ભણેલ ગણેલ લોકોની કોઈ કમી નથી. આમાં દરેક સમયમાં એવા એવા કાબેલ લોકો પેદા થયા છે જેમણે પોતાની નવી પેઢીના ભવિષ્ય ઉપર નજર રાખી અને તેના તાલીમી અને ઈલ્મી કાબેલીયતને સમજીને એ હિસાબે પ્લાનીંગ કરી કે ઈલ્મના રસ્તા ખુલતા ગયા. આમ પણ આ બિરાદરીના વડીલો અને બુઝુર્ગૉ ઈચ્છતા હતા કે તેના બાળકો અને નવયુવાનો આગળ વધે અને દુનિયાના બીજા પ્રગતિશીલ દેશોની હરોળમાં શામેલ થાય અને તાલીમયાફતા કોમમાં ભળી જાય જેથી તેમને બીજાઓની સામે કોઈ પણ પ્રકારની વંચિતતા ન થાય અને દુનિયાની પ્રગતિમાં પોતાની ભૂમિકા ભજવી શકે.

આપણા બુઝુર્ગૉ અને અને વડીલોની હંમેશા એ ઈચ્છા હતી તેની નવયુવાન પેઢી દરેક ક્ષેત્રમાં કદમ રાખે અને પોતાનો સિક્કો જમાવે, નવયુવાનોએ પણ ન ફકત તેની ઈચ્છાઓને પૂરી કરી બલ્કે દરેક ક્ષેત્રમાં સફળતા મેળવી અને બહુ જ ઉમદા રીતે પોતાની જાતને મનાવી અને જીંદગીના દરેક ક્ષેત્રમાં પોતાની કાબેલીયત સાબિત કરી. આ વડીલો અને બુઝુર્ગૉની સરપરસ્તી અને વ્યવહારી નિષ્ણાંતો તેમજ કેરીયર ગાઈડેન્સે આ નવયુવાનો માટે દરેક કામ સરળ કરી દીધા અને સફળતાઓના રસ્તા તેમના માટે ખુલતા ગયા.

પરંતુ એક ક્ષેત્ર એવું છે જેના પર આપણા નવયુવાનો વધુ ધ્યાન નથી આપતા. કદાચ આ તરફ આપણા બુઝુર્ગૉએ પણ ધ્યાન નથી આપ્યું. આ છે સીવીલ સર્વીસનું ક્ષેત્ર. જેમાં મેમણ બિરાદરીના નવયુવાનો બહુ ઓછા નજરે પડે છે. આ એક ગંભીર બિના છે જેના પર તાત્કાલીક ધ્યાન આપવાની જરૂર છે. ભૂતકાળમાં અનેક વખત આપણા અગ્રેસરો અને વડીલોએ આ તરફ નજીવું ધ્યાન અપાવવાની કોશિષ કરી પરંતુ કોઈ નક્કર યોજનાબંધી ન કરવામાં આવી જેના કારણે આ તરફ જવામાં આપણા નવયુવાનો ખચકાટ અનુભવતા રહ્યા. પરંતુ હવે એ સમય આવી ચૂકયો છે કે 'સીવીલ સર્વીસ'ના ક્ષેત્ર તરફ પણ ધ્યાન આપવામાં આવે. આ બાબત આપણા નવયુવાનોએ તૈયાર થવાનું છે અને તેનાથી વધારે આપણા પ્રોફેશનલ લોકોએ એક થવાનું છે. તેની ફરજ છે કે તે નવયુવાનોને આ ક્ષેત્ર તરફ વાળે. અગર નવયુવાનોને સીવીલ સર્વીસના ક્ષેત્રની મહત્વતા અને તેના કાર્યો વિષે જાણકાર કરાશે તો તેની દિલચસ્પી વધશે અને તે પણ ખુશી ખુશી આ ક્ષેત્રમાં પોતાની કાબેલીયત દેખાડશે.

ઈતેફાકે મોઅમેનીન

બાંટવાનું પ્રથમ ગુજરાતી ઈસ્લામી માસીક છેક ૧૯૦૯માં 'મેમણ આલમ'ના માનદ તંત્રી જનાબ ઉમર અ. રહેમાનના દાદા મર્હુમ દાઊદ અબ્દુલ કરીમ ખાનાણીએ પ્રગટ કર્યું હતું. આજે તો આ સામયિકની એકાદ નકલ પણ અપ્રાપ્ય છે. મને 'મેમણ પ્રકાશ'ના નવેમ્બર ૧૯૦૯ના અંકમાં મજકુર માસિકનું અવલોકન જોવા મળ્યું છે જે વાંચકોની જાણ ખાતર મોકલાવી રહ્યો છું.

યાહયા હાશિમ બાવાણી (મર્હુમ)

'ઈતેફાકે મોઅમેનીન' એ નામનું એક નવું ઈસ્લામી માસીક (બાંટવા)થી બહાર પડયું છે જેની નોંધ લેતા અમને ઘણી ખુશી ઉત્પન્ન થાય છે.

ઈસ્લામી કોમમાં કેળવણીની ઘણી અછત છે અને તે અછત દૂર કરવા માટે ઈસ્લામી પત્રો અને માસિકોની વૃદ્ધિ થવી જોઈએ કે જેથી વાંચનનો શોખ ફેલાયાથી કેળવણીની બાબતમાં મત માનતો સુધારો થવા પામે. મજકુર માસિકના અધીપતિ મેમણ દાઊદ અબ્દુલ કરીમ ખાનાણી છે અને જેવણ એ માસિક 'બાંટવા મુફીદુલ ઈસ્લામ' નામે અંજુમનના મુરબ્બીપણા હેઠળ બહાર પાડવું શરૂ કરાયું છે. માસિકના બે અંકો (રમઝાન અને શવ્વાલ) અમને મળ્યા છે તે ઉપરથી ઉમ્મીદ રહે છે કે માસિક આગળ જતાં ફતેહમંદ ઉતરશે. માસિકના પહેલા અંકમાં ઈસ્લામી પત્રોને કોમ તરફના નહીં મળતા ટેકાથી તેઓ બંધ પડી જાય છે તે માટે અમારા એ ભાઈબંધે કેટલોક અફસોસ કર્યો છે જે કેટલેક દરજ્જે વાજબી છે. પણ અમારા એ ભાઈબંધે મોટા હેડીંગ સાથેના મથાળાઓમાં ઈસ્લામીઓનું ધ્યાન ખેચવા જે ફકરો નીચે મુજબ લખ્યો છે તે કાંઈક વિચિત્ર લાગે છે કે 'ઈસ્લામી પેપરોની અધોગતિ' અને તે સંબંધી અમારી મુજાયેલી મતી આંખો ઉઘાડી મદદ આપો નહીંતર અમારી પણ આખર એજ હતી.'

આ ફકરો કેટલાકોને અમારા એ ભાઈબંધની હિંમત ઓછી લેખાનારો લાગે તો તેમાં નવાઈ નહી.

ઈસ્લામી કોમમાં જેમ કેળવણી વધતી જાય છે તેમ તેમ વાંચનનો શોખ પણ વધે છે અને તેથી તે ઈસ્લામી પત્રોને ઉતેજન મળતું નથી પણ એટલું ખરૂં છે કે તે બીજી કેળવાયેલી કોમો જેટલો આશરો પોતાના કોમી પત્રોને આપતી નથી છતાં જે આશરો મળે છે તે આજની તેની કેળવણીની હાલત જોતાં વધુ લેખાશે. બાકી રહ્યા ઈસ્લામી પત્રો તો તેઓ બંધ પડી જાય છે, તેનું કારણ મોટે ભાગે પોતાની બેદરકારી અને કમહિંમતી છે. બંધ પડી ગયેલા પત્રોની ટીપ જે અંતરેના એક સ્થાનિક પત્રે આપી છે તે જો કે ખરી છે પણ તેઓ કેવા કારણે બંધ પડયા છે તે જણાવેલું નથી, ઈન્શાઅલ્લાહ એ વિષે હવે લંબાણથી જોઈશું. અમારા આ નવા ભાઈબંધને તેમના આ નવા સાહસમાં ફતેહ ઈચ્છતાં અમારા ગ્રાહકોને આ માસિક ખરીદવા ભલામણ કરીશું. માસિકનું વાર્ષિક લવાજમ રૂા. ૧ા છે અને જે તેના અધીપતિને બાંટવા ખાતે લખવાથી મળી શકશે.

જે શહેર ઉપર રોશનીઓનું રાજ હતું ત્યાં હવે મોતનો પડછાયો છે તેના લતાઓ અને માર્ગો આપસમાં એકબીજાને મૃત્યુના ધડાકાઓ છે અને બરબાદીથી ભેટો અર્પણ કરી રહ્યા છે, લોકોની ખુશહાલીને તબાહ કરવામાં આવી રહી છે. યાદ રાખો બરબાદી નોતરવાવાળા કોઈ બીજા દેશના દુશ્મનો નથી આપણી જે આબાદીમાંથી જન્મીને યુવાન થયેલા આપણા જ ફરઝંદો છે. પોતાની બનાવેલી ટોળ કીઓના અહીયા અને પોતાના કબીલાઓના રખેવાડો છે. ચાલો ચેન અને સુખનો શ્વાસ લઈએ કે હમણાં સુધી નાના બાળકો મોટા થયા નથી પણ શકિતના ભયંકર ફીત્નાઓના કારણે કુમળાઈ ગયા છે. સલામતી થાય કે કોમના યુવાનો એકબીજાના ખૂનના તરસીયા થઈ ગયા છે અને પોતે પણ આ ખૂની ખેલમાં ખપી રહ્યા છે, તમારી ઉમર ભલે મોટી થાય પણ તમને જાગૃત કયાં થવું છે ત મને તો નામ પણ રાખવાની જરૂરત નથી કારણ કે તમને તમારૂં નામ કયાં રોશન કરવાની જરૂરત છે. આબાદીઓ અને મહોલ્લાઓને આબાદ રાખવું છે તો દુઆ કરવી રહી કે બાળક જન્મ સાથે જ વૃદ્ધ થઈ જાય કારણ કે આબાદીઓને પોતાના બચ્ચાઓની જવાન કફ રાશ આવવાની હતી.

'માણસના જીવનમાં'

★ જે ભયભીત બને છે ડુબવાના ભયથી થરથરે છે કે કદી તેરીને સામે કિનારે પહોંચી શકતો નથી. !

★ સાગર જ્યારે તદ્દન શાંત હોય છે, ત્યારે નાવિકમાં કેટલી શકિત છે એનો તાગ મળતો નથી પરંતુ જ્યારે સાગરમાં તોફાન આવે છે પ્રચંડ મોજાઓ ઉછળતા હોય છે અને જહાજ ડામાડોળ થઈ ગયું હોય ત્યારે જહાજને કેટલું સ્થિર રાખી શકે છે ત્યારે જ એનામાં રહેલી શકિતનું મુલ્ય અંકાય છે.

★ માણસના જીવનમાં સંકટ આવે છે, ત્યારે જ એની શકિતઓ પાંગરતી હોય છે.

★ માણસ જ્યારે વિકટ પરિસ્થિતિઓમાંથી પસાર થાય છે, જીવન જીવવા માટે જ્યારે કઠોર સંઘર્ષ કરવો પડે છે, જ્યારે એને બહારની સહાય નથી મળતી ત્યારે જ જીવન–નિર્વાહ માટે એને સંઘર્ષ કરવો પડે છે, ને આ સમય એનામાં જે વિરાટતા છે, શકિત છે એ એને ખપ લાગે છે.

★ જીવનની આવશ્ય– કતાઓ જ (જરૂરીયાતો) માનવ વિકાસનું કારણ છે.

★ આ જગતની સર્વ સભ્યતાઓ અને સંસ્કૃતિનો આધાર જ મહેનત અને સંઘર્ષ છે.
ૠ જેને જીવનમાં પ્રારંભમાં 'અસંભવ' કાર્યો લાગેલા, એ જ કાર્યો એને પુરૂષાર્થને સફળતા પછી સહજ લાગતા હોય છે.

★ જ્યારે માનવના જીવનમાં મુશ્કેલીઓ આવે છે, ત્યારે જ એનામાં પોતાની કહી શકાય તેવી શકિતઓનો આવિભાવિ આવે છે : એનામાંથી મૌલિક સુઝ– સમજ પ્રગટે છે એની કહેવાય એવી ચેતનાઓ જાગે છે.

સલામતી

લેખક: જનાબ અ. રઝ્ઝાક હુસેન ધામીયા

અફસોસ સાથે કહેવું પડે છે કે આપણને હવે એકબીજાના દુઃખોથી કાંઈ લેવાદેવા રહ્યા નથી, એમ પણ આપણાથી હવે થવાનું પણ શું હતું ? બધું એમ જ ચાલી રહ્યું છે. આપણી તકલીફોની બીજા શું કામ ચિંતા કરે અને આપણે પણ બીજાના દુઃખોના શું કામ સાથી બનીએ. બધા સગાવાળાઓથી તો આપણી રિશ્તેદારી ખતમ થઈ ગઈ છે. બેવકૂફીના કારણે અને ક્રુરતાથી આપણી સગાનવાઝી અને એકતાના ભાગલાઓ પાડી દેવામાં કોઈ કચાશ બાકી રાખવામાં આવી નથી. આપણે તો હવે ઘણા ભાગલાઓમાં વ્હેંચાઈ ગયા છીએ. બહુ જ બૂરી રીતે આપણો વિભાજન પાડી નાખવામાં આવ્યું છે. એકબીજા તરફ સન્માન સાથે આગળ વધવાવાળા હાથોને ચતુરાઈથી કાપી નાખવામાં આવ્યા છે. ગુસ્સો તો બહુ જ આવે છે એના કારણે ગુંચવણ અને મૂંઝવણ પણ બહુ જ થાય છે.

ચતુર મુત્સદી નેતાઓ તમારા સત્યાનાશ થાય અને થવું પણ જોઈએ, આવા લોકો શ્વાસ પણ લે છે તો દોડવા માટે આનંદ સાથે ફલીફૂલી રહ્યા છે. એક જમાનાથી આપણી પછવાડે હાથ ધોઈને પડેલા છે. હવે તો એવું લાગી રહ્યું છે કે આપણને એકબીજાના ચહેરા પણ યાદ નથી રહ્યા. ચહેરાને મૂકો નામ સુદ્ધાં યાદ નથી આવતા જ્યારે પણ યાદી આવે છે તો ફકત ગાળો ભાંડવા માટે જ યાદી આવે છે. ભલે ગાળો જ આપવી છે તો આપો ભાઈ પણ એકબીજાના નામોને તો યાદ રાખો. થોડોક સંબંધ બાકી તો રહેવા દયો.

આ શહેરમાં આબાદ કબીલાઓની નિશ્ચયતથી સાફ દેખાઈ આવે છે કે આખી ભીડ નોખનોખા ગ્રહોમાં વસી રહી છે. કોઈ મુશ્તરી ગ્રૃહમાં બેઠા છે તો કોઈ મંગળ ગ્રહમા તો કોઈએ ભૂત આત્માઓમાં જગ્યા બનાવી રાખી છે. બધાને જબરદસ્તી દુનિયાના ગોળ ના એક ભાગમાં એકઠા કરી દેવામાં આવ્યા છે. બધા લોકો એકબીજાથી નીર્બળ ગઈ ગયા છે. લાગે છે કે સૌ એકબીજાથી તંગ આવી ગયા છે.

આવી બિહામણી ખુશી, દુશ્મની, દરેક પળે ખોફની જિંદગીની વર્ણી શું આપણા નસીબના ખાતામાં આવી છે ? ખોફમાં સુવું અને ખોફ સાથે જાગવું. શું ખબર ઘડીકમાં શું થઈ જાય કોઈ અજાણ વહેશીના માથા ઉપર ખૂન સવાર થઈ જાય તે કારણે પોતાની તકલીફોમાં ઘેરાયેલા માસૂમ પગપાળા ચાલવાવાળા રાહગીરો ખૂનમાં લતપત થઈ જાય, કોઈ પણ આવાં ઝાલીમોને રોકવા આગળ વધવાની હિંમત દેખાડતો નથી. મેદાન સાફ સપાટ છે. આગળ વધો અને જે સામે મળે તેને ખાક અને ખૂનમાં રંગી નાખવાના કામે લાગી જાવ, ખૂની પણ આપણામાંથી છે અને જેનો ખૂન થાય છે તે પણ આપણો જ ભાઈ છે. લાશો પાડો અને લાશો ઉઠાવો. ઉત્સાહ સાથે ગમ અને રંજ સાથે ઉજવણી મનાવો. ગલીઓ ફરિયાદ અને ફાટકો સુસવાટ કરે છે કે હમણા જ અમારે ત્યાંથી પસાર થનારાઓ હવે તો હદ વટાવી ગયા છે. ઘરથી બધા એમ નીકળે છે જેમ મીયાનમાંથી તલવાર, બારી અને બારણા હંમેશા ખોફમાંથી બહાર આવતા જ નથી કે હમણા અહીંયાથી ઉઠીને ચાર દીવારીથી બહાર ગયા છે કયાંક તેમની લાશો ઉપાડીને લાવવામાં ન આવે. હમણાં તો શાંતિ છે પણ શું ખબર કાલે શું થઈ જાય અફસોસ જે ઘરથી બહાર છે તે ખૂની મોતના પંજામાં છે.

ચાલવાનું, તેને એકલાને જ પોતાનો પાલનહાર અને સર્જનહાર સમજીને તેના આદેશો ઉપર અમલ કરવાનું, તેના સિવાય કોઈ બીજાને નફો કે નુકસાન પહોંચાડનાર નહિ માનવાનું, તેણે બંદા ઉપર પોતાના નક્કી કરી રાખેલા હક્કો અદા કરવાનું અને એ હક્કોની અદાયગીમાં કોઈ બીજાને તેના સાથી-સહાયક અથવા ભાગીદાર નહિ માનવાનું, તેણે એક બંદા ઉપર બીજા બંદાના નક્કી કરી દીધેલા હક્કો અદા કરવાનું અને સૌથી વધુ તો પોતાના હક્ક કરતાં ઓછું લેવાનું અને બીજાને તેના હક્ક કરતાં વધુ આપવાનું. આવી પરહેઝગારી વગરની કુરબાની ડોળ છે, દંભ છે, રિવાજ છે, દેખાદેખી છે, પોતાની વડાઈ દેખાડવાનો એક તરીકો છે. જ્યાં સુધી ઈન્સાન એક માત્ર અલ્લાહ માટે મખ્સૂસ નથી કરી લેતો અને તેના હુકમો મુજબ જીવવા અને તેના હુકમોનું પાલન કરતાં જીવ આપી દેવાની જરૂરત પડે તો તેમાં પણ પાછીપાની નહિ કરવા તૈયાર નથી થઈ જતો ત્યાં સુધી તેની કુરબાની એ અર્થ નથી ધરાવતી જે અર્થમાં હઝરત ઈબ્રાહીમ અલયહિસ્સલામે કુરબાની આપી હતી. ઈદુઝ્ઝોહા પ્રસંગે આપવામાં આવતી કુરબાની એ કુરબાનીની જ યાદગાર છે.

પારાવાર દર્દ

યાકુબ ગલરીયા (મર્હુમ)

કોઈ સમજી ગયું તો કોઈને કઈ ન સમજાયું
કવિ લોકો વતિ ગઝલો મહી શું શું ન કહેવાયું

ઉગ્યા દિવસો પડી રાતો વિત્યા માસો ગયા વર્ષો
છતાંએ માનવી કે' છે મને તો કંઈ ન સમજાયું

જીવનની સાંજ ટાણે માનવીને એમ લાગે છે
જાણે પામવું'તું ભાગ્યમાંથી એજ ન ખોવાયું

ઘણી લેતી અને દેતી પછી થયું ભાન આ મુજને
ખરૂં જેનું હતું દેવું, એને તો કંઈ ન દેવાયું

તમે એની નિંદા કરતા રહો છો ભર સભાઓમાં
કે જેની સત્ય વાતોથી તમારૂં દિલ ન અંજાયું !

ઘણું કહેતો રહ્યો હું સમયના આગમન પહેલાં
સમય આવ્યો તો મારા હોઠથી કંઈ ન બોલાયું

જિવનના દર્દને સહેતો રહ્યો હું દુઃખના દા'ડામાં
મળ્યા સુખના દહાડા તો એ મુજથી ન સહેવાયું

તમારી વાતથી 'યાકુબ' મુજને એમ લાગે છે
તમારી જિંદગીમાં દર્દ પારાવાર છે ઠલવાયું

બિરાદરીના મુખપત્ર માસિક

'મેમણ સમાજ'

કરાચીને પોતાની જાહેરખબરો આપીને સહકાર કરો

સૂચના

કુરઆનની પવિત્ર આયતો અને હદીસો વાંચકોના દીની જ્ઞાનમાં વધારો કરવા, તેમજ મઝહબી માર્ગદર્શન પૂરૂં પાડવા અને દીનની તબ્લીગ કરવાના હેતુથી કરવામાં આવે છે. આથી જે જગ્યાએ છપાઈ હોય એની બેહુરમતી ન થાય તેની સંપૂર્ણ કાળજી લેવા વિનંતી કરવામાં આવે છે.

તન તવાફો છો કરે, તું મન ફરાવી લાવજે
મન ફરે તો જગ ફરે, એજ એની શાન છે

હજ-કુરબાની-પરહેઝગારી

જનાબ નસીમ ઓસાવાલા

હજની પવિત્ર ફરજો અદા કરવા હાજીઓનું પૂરબહાર-રૂહપરવર મહેરામણ મીનામાં કયામ કરીને અરફાત ભણી રવાં-દવાં પ્રયાણ કરી રહ્યું હતું. હાજીઓના ઈમાનપરવર ચહેરા ઉપર રોનક આવી ગઈ છે. પોતાની ફરજો પૂરી કરી રહ્યા હોવાનો દિલમાં સંતોષ છે: તેઓ ઈબાદતમાં તરબોળ છે. દુઆઓ માટે હાથો ઊઠેલા છે. કા'બાતુલ્લાહનો તવાફ કરીને ઉમરો અદા કરીને હજના અગાઉના અરકાન પૂરા કરીને તેઓ મીનામાં કયામ બાદ અરફાત પહોંચી ગયા છે. આજે તેમનાં ચહેરા ઉપર નરી ચમક છે. અલ્લાહ તઆલાના સમીપ જઈને તેઓ દુઆઓમાં તલ્લીન થઈ ગયા છે બલ્કે તમામ આંખો આંસુઓથી ભીંજાયેલી છે. આકાશ ઉપર જોઈએ અને સીજદાઓદમાં ઝુકીને હાજીઓ દુઆમાં પરોવાયેલા છે.

કેમ ના હોય !

હાજીઓ માટે તો અલ્લાહ તઆલા ખુદ યજમાની કરે છે હાજીઓ તો અલ્લાહ તઆલાના મહેમાન છે.

મહુર્મ સાબિર પારિયાણીએ હજના 'મુસાફિર' નામની ઉમદા શાયરી કરી છે જેના કેટલાક અશ્આર ભારે રૂહપરવર કહી શકાય:

જા ખુશીથી જા મુસાફિર
ખુદ ખુદા યજમાન છે
હું ચરણ તારા ચૂમું
તું હક તણો મહેમાન છે
છે કફનની સાદગી અહેરામના આ દેશમાં
તું તને જ્યાં જુએ તારા કફનનું ભાન છે
તન તવાફો છે કરે
તું મને ફરાવી લાવજ
મન ફરે તો જગ ફરે
એજ એની શાન છે

હજનાં અરાકીનની અદાયગીમાં કુરબાની પણ શામેલ છે. તમામ હાજીઓ કુરબાનીથી ફારીગ થઈને વાળ કપાવે છે. તમામ મુસલમાનો ઈદુલ અઝહાના દિવસે પોતાની હેસિયત મુજબ કુરબાની કરે છે. ઈદે અઝહા પ્રસંગે સાહેબે હેસિયત સદગૃહસ્થોદ હજારો જાનવરો ઝુબ્હ કરે છે અને આપણી સામાજીક સંસ્થાઓ એ જાનવરોની ખાલો ઊઘરાવીને પોતાની સેવાપ્રવૃત્તિઓ માટે સારા જેવું ભંડોળ એકઠું કરે છે. પરંતુ, એમાંની કેટલી કુરબાનીઓ કુરબાનીની મૂળ ભાષાના સુમેળ સાથે સુમેળ ધરાવતી હશે. રીવાજી રીતે જાનવર ઝુબ્હે કરીને તેની ખાલ કોઈ સામાજીક સંસ્થાને અને ગોશ્ત સગાસંબંધીઓ તથા ગરીબોને વ્હેંચી દેવું શું એજ કુરબાનીનો ઉદ્દેશ છે ? અલ્લાહ તઆલા આ કુરબાની વિષે પોતાના અંતિમ નબી સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમ ઉપર નાઝિલ કરેલી કિતાબ કલામે મજીદમાં ફરમાવે છે કે અલ્લાહને તમારી કુરબાનીનું લોહી કે ગોશ્ત નથી પહોંચતું તેને તો પહોંચે છે માત્ર તમારી પરહેઝગારી.

પરહેઝગારી નામ ને અલ્લાહથી ડરીને

સહુનો પરવરદિગાર તું

(હમ્દે બારી તઆલા)

'બિલાલ' મેમન (મર્હુમ)

અલ્લાહ તું, કરીમ તું પાલનહાર તું
કુલ કાયનાતનો છે બસ પાલનહાર તું
તારા જ એક બોલે બની સર્વે સૃષ્ટિઓ
હુરો-મલક ફરિશ્તાનો છે સર્જનહાર તું

ભરપૂર તું જ ખઝાના-કરમ તારો બેશુમાર
કીડી ને કણ ને હાથીને મણ આપનાર તું
તારી વિશાળતાનું નથી બુદ્ધિને ખ્યાલ
તારી વિશાળતા ને છે બસ આપનાર તું

માટીમાં રૂહ ફૂંકીને માનવ કરી દીધા
ધરતીના પર ઉપર બધાને લાવનાર તું
તારા જ કબ્જામાં છે હરગીઝ યા ખુદા
લવહો-કલમ ને કુરશીનો કુલ મુખ્તીયાર તું

તારા ખઝાનામાંથી મળે રોજી સર્વને
પત્થરના નીચે કીડીને કણ આપનાર તું
માનવ હો કે ફરિશ્તા-જળચર કે વનના ચર
નાના કે મોટા સહુનો પરવરદિગાર તું

મોહતાજ માનવી છે બધા તારા દ્વાર પર
હર આવનારને છે અહીં લાવનાર તું
કોઈ સહારો તારા વિના ક્યાંય પણ નથી
બંદાને મુશ્કિલમાં છે કામ આવનાર તું

તુજ દ્વારનો ભિખારી છે અદના 'બિલાલ' પણ
હું તો છું માંગનાર અને આપનાર તું

આધાર

(ના'ત શરીફ)

'કમર' બાંટવાવી (મર્હુમ)

મુર્દામાં પ્રાણ રેડે છે ઉદગાર આપનો
સાની નથી કોઈ શહે અબરાર આપનો

એવો થયો છું મેહવ હું ઉલ્ફતમાં આપની
દિલમાં રહે છે હર ઘડી બસ પ્યાર આપનો

જ્યાં રહેમતે-ઈલાહીના ફૂલોનો વાસ છે
એ સરઝમીને પાક છે ગુલ્ઝાર આપનો

બીજું શું પામવાની હો એને કંઈ તમા
પામ્યો કરમ ખુદાનો, ને જે પ્યાર આપનો

બંને જહાન પરની હુકુમતની વાત ક્યાં
અલ્લાહ પણ છે એહમદે-મુખ્તાર આપનો

દામન તજીને આપનું ક્યાં જાય એ ભલા
'મહેશર'માં ઉમ્મતીને છે આધાર આપનો

શક્કુલ કમરની વાતને જાણે છે આ જગત
કેવો છે એ 'કમર' આ ચમત્કાર આપનો

"મેમણ સમાજ"
બાંટવા મેમણ બિરાદરીના
દરેક ઘરમાં "મેમણ સમાજ"
માસિક હોવું અને વાંચવું જરૂરી છે.
બાંટવા મેમણ જમાતની પ્રવૃત્તિઓ
અને બિરાદરીમાં થતી સગાઈ,
શાદી અને મરણ નોંધનો પૂરો રિપોર્ટ
છાપવામાં આવે છે.

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

THE SPOKESMAN OF BANTVA MEMON JAMAT (REGD.) KARACHI

Honorary Editor:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu
Published by:
Muhammad Iqbal Billoo Siddiq Akhawala

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

July 2022 Zilhaj 1443 Hijri - Year 67 - Issue 07- Price 50 Rupees

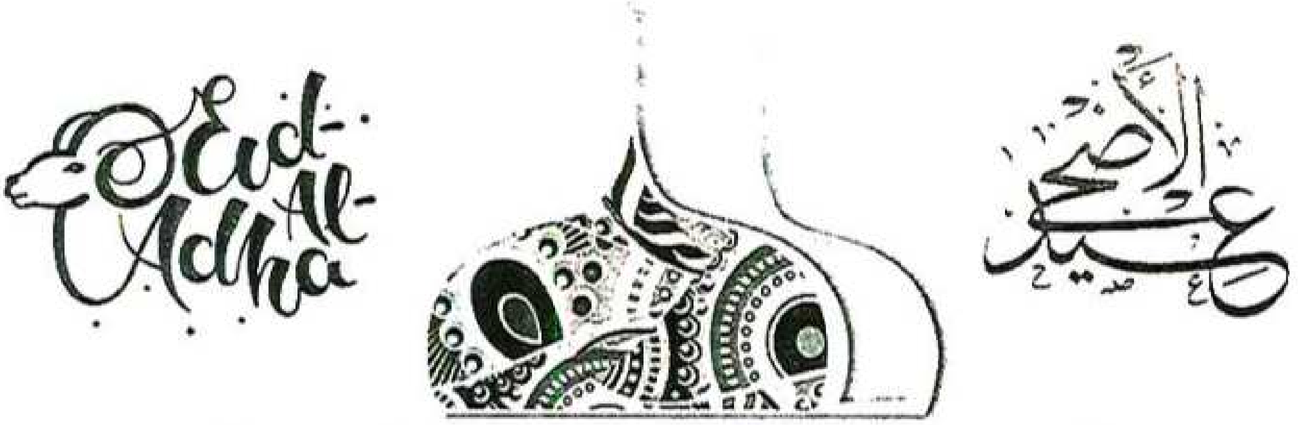

બાંટવા મેમણ જમાત (રજી.) કરાચીના ઓહદેદારો, મેનેજીંગ કમિટીના સભ્યો અને સબ કમિટીઓના કન્વીનર સાહેબો તરફથી બાંટવા મેમણ બિરાદરી અને આલમે ઈસ્લામને

ઈદુલ અઝહા

ની અંતઃકરણપૂર્વક મુબારકબાદ પેશ કરીએ છીએ.